انتساب

فخرِ انسانیت، ختمی مرتبت

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے نام

جن کی اولاد ہونے پر سادات کو

فخرِ عظیم ہے

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ...... المعصوم

مصنف ...... صفدر سجاد سجادی

ناشر ...... اعوان پبلی کیشنز۔ اسلام آباد

مطبع ...... فرحان رضا پرنٹرز۔ راولپنڈی

کمپوزنگ ...... سکینو گرافکس بلیو ایریا اسلام آباد

فون 822659-2873270

سرورق ...... ڈاکٹر دلاور حسین اعوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	انتساب	۱
۱	پیش لفظ	۲
۲	حمدِ باری تعالیٰ	۷
۳	نعتِ رسول مقبولؐ	۸
۴	گاہی گفانوالہ کا تاریخی پسِ منظر	۹
۵	محلِ وقوع	۱۳
۶	نقشہ قصرِ سجاد	۱۵
۷	آپکے جدِ اعلیٰ حضرت سید شیر شاہ قطب کمال جلال الدین سرخ بخاری	۱۶
۸	حضرت سید شیر اللہ داد تقوی بخاری	۱۷
۹	حضرت سید گوہر علی شاہ وسید دوست محمد شاہ بخاری	۲۲
۱۰	حضرت سید حکیم شاہ قلندر بخاری	۲۴
۱۱	حضرت سید سلیمان علی شاہ سرکار	۲۵
۱۲	حضرت سید عباس علی شاہ سرکار نقوی بخاری	۲۵
۱۳	حالاتِ زندگی	۲۶
۱۴	نقوی بخاری سلسلہ	۲۸
۱۵	تعارف	۲۸
۱۶	معصوم	۲۹

۱۷	مخدوم	۲۹
۱۸	جلالی	۲۹
۱۹	قلندری	۳۰
۲۰	مست الامست	۳۰
۲۱	جائے پیدائش	۳۱
۲۲	تاریخ پیدائش	۳۱
۲۳	تعلیم وتربیت	۳۱
۲۴	روحانی تربیت	۳۲
۲۵	بیعت	۳۳
۲۶	بچپن اور شباب	۳۳
۲۷	عظمت	۳۸
۲۸	شجرۂ عالی	۴۰
۲۹	آپکے بارے میں خیالات	۴۱
۳۰	کشف وکرامات	۴۴
۳۱	تار آنا	۴۵
۳۲	پاگل اونٹ	۴۶
۳۳	باباحیات کڑے والا	۴۷
۳۴	پیر کرم شاہ ٹوپی والی سرکار	۵۰
۳۵	بَری ہونا	۵۱
۳۶	گائے کادودھ	۵۳
۳۷	جنات	۵۴
۳۸	قید سے رہائی	۵۶

۳۹	پانی کا ملنا	۵۷
۴۰	حفاظت	۵۹
۴۱	کڑوے کنواں کا میٹھا ہونا	۶۰
۴۲	رب کی رضا	۶۲
۴۳	پچاس کے نوٹ	۶۴
۴۴	آم کا جوڑا	۶۶
۴۵	موتی	۶۷
۴۶	چوری کا ملنا	۶۸
۴۷	عجیب عورت	۶۹
۴۸	حج مبارک	۷۱
۴۹	موت کا وقت	۷۴
۵۰	کلمہ طیبہ	۷۵
۵۱	سانپ اور مرغی	۷۶
۵۲	ولی کی بد دعا	۷۸
۵۳	جمعتہ المبارک	۷۹
۵۴	غیبی رزق	۸۱
۵۵	کنویں میں سانپ	۸۲
۵۶	اندھی عورت	۸۳
۵۷	روحانیت اور جادو	۸۴
۵۸	ٹارچ کا جلنا	۸۵
۵۹	ریل گاڑی کا رکنا	۸۵
۶۰	زبان کا درست ہونا	۸۷

۶۱	سزائے موت کا حکم	۸۸
۶۲	حکمت	۸۹
۶۳	ہاتھ کا نشان	۹۰
۶۴	ہلاکت	۹۲
۶۵	پہرہ دینا	۹۴
۶۶	نذرانہ عقیدت	۹۵
۶۷	میرا سوہنڑا پیر سجاد	۹۶
۶۸	لاڈلا حیدر دا	۹۷
۶۹	دنیا تے چرچا عام ہویا	۹۸
۷۰	پیر شاہ سجاد	۱۰۰
۷۱	تیرے دم نال سہارا	۱۰۱
۷۲	جام محبت جو پلایا	۱۰۲
۷۳	نوٹ دا اپیل	۱۰۴
۷۴	میرا روحانی مرشد	۱۰۶
۷۵	یہی زندگی ہے یہی بندگی ہے	۱۰۸
۷۶	اللہ تعالی کا معصوم گوہر نایاب	۱۱۱

پیش لفظ

الحمدلله رب العالمین O

ایک دوسرے کو سمجھنے اور تعارف کے لئے انسانوں میں قدرتی تقسیم موجود ہے مثلاً جنس کے لحاظ سے مرد اور عورت رنگ و نسل کے اعتبار سے کالا اور گورا۔ عمر کے لحاظ سے جوان اور بوڑھا، علمیت کے لحاظ سے عالم اور جاہل، مالی حالات کے لحاظ سے امیر و غریب، طاقت کے لحاظ سے توانا اور کمزور، جائے مقام کے لحاظ سے بخاری و مشہدی۔ کسب و ہنر کے لحاظ سے درزی، لوہار، مذہب کے لحاظ سے مسلمان اور عیسائی، فرقوں کے لحاظ سے شیعہ اور سنی اور حسب و نسب کے لحاظ سے سید۔ قریش۔ اعوان۔ گجر و غیرہ و غیرہ۔

خالق کائنات اللہ تعالیٰ نے آدم و حوا علیہ السلام کو خلق کیا۔ پھر نسل آدم پھیلانے کے لئے زمین پر بھیج دیا۔ اس رب ذوالجلال کی مرضی و منشاء کے مطابق آدمی کی تخلیق کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ جیسے جیسے آبادیاں اور گروہ بڑھتے گئے۔ آدمی کی ضرورتوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ دن مہینے اور سال گزرتے گزرتے صدیاں اور قرن بننے لگے۔ لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے انبیاءؑ پر صحیفے آنے لگے جب یہ قبیلے اور قافلے زیادہ پھیل گئے تو توریت زبور اور انجیل اور سب سے آخر میں قرآن مجید کا نزول ہوا اور خداوندی ہدایت کا سلسلہ مکمل ہو گیا۔

دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرؑ آچکے ہیں جن میں کم و بیش پچیس تیس کی آمد اور خدمات کی تائید اللہ تعالیٰ ذوالجلال نے اپنے کلام کے ذریعے کی اور ان کی مثالیں دی ہیں۔

سب سے آخری نبیؐ دونوں جہاں کے سردار ہادی دینِ برحق حضرت محمد ﷺ کی آمد بعثت، خدمت، رہبری اور تکمیل انسانیت کے عمل پر دفتر لکھے جا چکے ہیں لیکن پھر بھی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے آپؐ کی پوری تعریف بیان کی ہے بلکہ یوں کہتا ہے کہ ہماری کیا مجال کہ ہم آپؐ کی تعریف مکمل لکھ سکیں۔ مقام ادب ہے مقام عجز ہے انکساری کا اظہار ہے اپنی بندگی اور بندگی کی بے بسی کا اقرار ہے۔

رسول اکرمؐ کے اس دنیافانی سے پردہ کرنے کے بعد ضروری تھا کہ کائنات میں اسلام کا بول بالا رہے اور روحانی سلسلہ چلتا رہے۔ اس لئے اُس وَحدہٗ لاشریک نے ختمی مرتبتؐ کے بعد بارہ امام بھیجے تاکہ کائنات کا نظام چلتا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی شیر خداؑ کو صفاتِ حمیدہ کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد اِذن دیا کہ کوئی ولی کوئی غوث، کوئی قطب ابدال یا قلندر اس وقت تک ولی نہیں بن سکتا کہ جب تک مولا کائناتؑ کی مہر نہ لگ جائے یعنی علیؑ کی ذات ان کی شان کو مانے بغیر کوئی ولی نہیں بن سکتا۔ اگر کوئی اپنے آپ کو ولی ثابت کرنے کی کوشش کرے اور علی شیر خدا سے بغض بھی رکھے تو وہ ولی نہیں بلکہ غدار اسلام ہے اس لئے اولیاءِ کرامؒ کے دلوں پر محبت کا جذبہ سوار ہے اس راہ میں گذرنا ہر کس وناکس کے لئے ایک ذرناب ہے یقین وایمان کے لئے مجسم گل گلزار ہے۔ عشق کی ان پیچیدہ گھاٹیوں میں جو بھی جس کو گھما دے۔ پھراوے درعلیؑ کا جلوہ دکھادے مرشد بزرگ آثار ہے جو عقیدت منداپنی ارادت کا کشکول علی شیر خدا کے سامنے رکھ کر پھر نہ ہلے نہ ٹلے۔ ملے بغیر نہ رہے اور ہر سانس میں اسم پاک محمدؐ اور اللہ تعالیٰؑ کا ذکر کرے۔ اس کو ولی بنادیا جاتا ہے۔

کیونکہ رب ذوالجلالؑ نے مولاءِ کائنات حضرت علیؑ کو مظہر العجائب بنا کر بھیجا ہے یعنی دنیا کے تمام عجائبات علیؑ کی ذات سے ظاہر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب بارہ اماموںؑ کی ظاہری ڈیوٹی مکمل کروائی (لیکن باطنی ڈیوٹی قیامت تک چلتی ہے) تو اس پاک ذات نے کائنات کی ڈور (زیر سرپرستی امام مہدی آخر الزمانؑ) اولیاءِ کرام کے ہاتھ دے دی یعنی اپنے برگزیدہ بندوں کے ہاتھ دے دی۔ لائبریریوں کی لائبریریاں اولیاء کرام کی حالات زندگی سے بھری پڑی ہیں جن سے لوگ آج بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور رشد وہدایت حاصل کر رہے ہیں کوئی بھی دور اولیاء کرام سے خالی نہیں گذرا۔

اولیاء کرام کے حالات زندگی کا مطالعہ انسان کے لئے صرف رشد وہدایت ہی مہیا نہیں کرتا بلکہ سکون قلب کا سامان بھی مہیا کرتا ہے۔ اولیاءِ کرام کی کرامات پڑھتے وقت انسان

سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ اگر اولیاء کرام کی اتنی طاقت تھی تو پاک محمدؐ اور ان کی آلؑ کی کیا شان ہو گی جن کے بارے میں خدا کے حکم کے بغیر نہ بولنے والے نبی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا!

میں تم لوگوں کے لئے دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم نے ان پر عمل کیا تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے ایک ہے اللہ تعالیٰ کی پاک کلام قرآن مجید اور دوسری میری عترت یعنی آلؑ وہی آلؑ جن کے نہ چھوڑنے کا حکم فرمایا گیا ان میں سے بارہ امامؑ آئے جن کے قول و فعل کا نمونہ رہتی دنیا تک رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھے گا۔

ایک مومن بننے کے لئے ہادی برحقؐ کے بعد آئمہ طاہرینؑ، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور پھر اولیاء کرامؒ ہدایت و رہبری کا ذریعہ رہے ہیں۔ حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت اویس قرنیؒ حضرت ابو ذرؓ، شیخ محمد الدین عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ، حضرت بابا گنج شکرؒ، حضرت نظام الدین اولیاءؒ، محبوب الٰہی حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ حضرت شاہ نورانیؒ، حضرت سید عثمان علی شہباز قلندرؒ، حضرت سید شیر شاہ قطب کمال سرخ بخاریؒ، حضرت بو علی قلندرؒ، حضرت شاہ شمس تبریزیؒ، مجدد الف ثانیؒ، شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ، حضرت تچل سر مستؒ، مخدوم جہانیاںؒ، حضرت شیر اللہ داد بخاری، حضرت سید حکیم شاہ نقوی بخاری اور دوسرے ایسے تمام بزرگان دین جو عوام کے لئے فیض عام اور مرجع انعام رہے ہیں۔ جنوبی ایشیاء میں ان اولیاء کرام کی جسمانی، دینی، ملکی، ملی اور روحانی خدمات وقت کے ساتھ ساتھ اور زیادہ روشن تر ہوتی چلی جا رہی ہیں ان بزرگان دین کا روحانی مشن مذہب، ملت اور عقیدہ کی حد بندیوں سے بلند ہے۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ اپنی اپنی ضرورتیں لے کر حاضری دیتے ہیں اور جب تک انہیں کامیابی کا اشارہ نہ مل جائے وہ جانے کا نام نہیں لیتے۔ ان بزرگوں کو اس دنیا سے جدا ہوئے اگرچہ کئی صدیاں گذر گئی ہیں لیکن ان کے مزارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی دفن بھی نہیں ہوئے ہیں۔

قدرت اپنے پیغام کو پہنچانے کے لئے دیے سے دیا جلاتی رہتی ہے معرفت کی مشعل ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ آخر یہ قطب، غوث ولی، ابدال،

صوفی، مجذوب اور قلندر سب کیا ہیں؟ یہ قدرت کے وہ ہاتھ ہیں جو روحانی روشنی کی مشعل کو لے کر چلتے رہتے ہیں۔ اس روشنی سے اپنی ذات کو روشن رکھتے ہیں اور دوسروں کو بھی روشنی کا انعکاس دیتے ہیں۔ جس کو اپنے اس فیض سے مالا مال کرتے ہیں اس کا دست حق پرست معرفت اور باب معرفت کے مرکز اور شہر حضرت مولا علی مشکل کشا سے ملا دیتے ہیں جو دربار رسالتؐ میں اس عقیدت کو پیش کرنے اور نذر گزارنے میں ہمہ وقت معروف نیاز ہیں۔

صرف تاریخ کے اوراق نہیں بلکہ لوگوں کے دلوں پر ان بزرگوں کی ایسی ایسی داستانیں اور چشم دید باتیں اب تک زندہ اور محفوظ ہیں جن کی دعاؤں سے مردوں کو زندگی، بیماروں کو شفا بھوکوں کو غذا، دکھیوں کو عطا، غریبوں کو زر بے حال لوگوں کو بال و پر، بے سہارا اور بے کس لوگوں کو اولاد اور مال و متاع کے انعامات ملتے رہتے ہیں۔

قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کی سنت میں نہ تبدیلی ہوتی ہے نہ تعطل واقع ہوتا ہے اس قانون کے تحت ازل سے ابد تک اللہ کی سنت کا جاری رہنا ضروری ہے۔ چونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیغمبری ختم ہو چکی ہے اس لئے فیضان نبوتؐ کو جاری و ساری رکھنے کے لئے سیدنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے وارث آئمہ طاہرینؑ صحابہ کرامؓ اور اولیا کرامؒ کا ایک سلسلہ قائم ہوا جن کے بارے میں قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد ہے۔

الاان اولیاءَ اللہِ لاخوفٌ علیھِمْ وَلاَ ھُمْ یَحزَنُونَ ○

اللہ کے دوستوں کو خوف ہوتا ہے اور نہ وہ غم آشنا زندگی سے مانوس ہوتے ہیں

ایک جگہ اور ارشاد فرمایا!

ید اللہ فوق آیدھم

ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا!

"میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے محبت کے ساتھ مخلوق کو پیدا کیا تاکہ پہچانا جاؤں۔"

عالم روحانیت کے اسرار و رموز سے منور اور جام معرفت سے لبریز کتاب ''المعصوم'' جو حضرت فی سید سجاد حسین معصوم، مخدوم، جلالی، قلندری المعروف لڑ کے والی سرکار کے حالات زندگی پر لکھی گئی ہے اس میں معصوم سجاد لڑ کے والی سرکار کے شجرہ علیہ آباؤ اجداد، حالات زندگی اور کشف و کرامات کو یکجا کیا گیا ہے۔ تاکہ ہر طبقے اور ہر خیال کے ارباب علم و ادب اور اہل نظر حضرت سرکار کی دعاؤں اور تعلیمات سے فیض یاب ہو سکیں۔

بزرگ لوگوں کی باتیں بھی روشن اور منور ہوتی ہیں زندگی میں ان کے ساتھ ایک لمحے کا تقرب ہزار سو سالہ طاعت بے ریا سے افضل ہے۔ اور عالم قدس میں چلے جانے کے بعد ان کی یاد ہزار سالہ طاعت بے ریا سے اعلیٰ اور افضل ہے کہ ایسے مقرب بارگاہ بندوں کے تذکرے سے آدمی کا رنگ رنگِ اللہ تعالیٰ کی قرب کے تصور سے رنگین ہو جاتا ہے۔

ارشاد قدرت ہے!

اے نبیؐ! گذشتہ رسولوںؑ کے واقعات اس لئے آپ کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ آپؐ کے قلب کو سکون حاصل ہو اور آپؐ کا قلب قوی ہو جائے لازوال ہستی اپنی قدرت کا فیضان جاری و ساری رکھنے کے لئے ایسے بندے تخلیق کرتی رہتی ہے جو دنیا کی بے ثبات کا درس دیتے ہیں خالق حقیقی سے تعلق قائم کرنا اور آدم زاد کو اس سے متعارف کرانا ان کا مشن ہوتا ہے۔

آیئے ہم دل دار و دل نواز کی باتیں کریں۔ اس لئے کہ انسان دوستی کا تقاضہ ہے کہ انسانیت نواز، پاکیزہ کردار، معصوم بادشاہ حضرت باوا سید سجاد حسین مخدوم بخاری لڑ کے والی سرکار کی آواز کی لہریں زیرِ نظر کتاب ''المعصوم'' کے صفحات پر بکھیر دی جائیں اس طرح کہ ایک مرقعِ تصویر سامنے آجائے۔

''المعصوم'' معصوم سجاد لڑ کے والی سرکار کے حالات آباؤ اجداد، کشف و کرامات، اسرار و رموز کی خوشبو سے معطر باتیں کتابی صورت میں پیش کی جارہی ہیں معصوم بادشاہ کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ بحر معرفت کا دُرِ نایاب اور شمع ہدایت ہے۔

گلدستہ عقیدت ''المعصوم'' کی ترتیب و تدوین کیلئے ہماری جتنی مدد سجادہ نشین

حضرت سید نیاز حسین نقوی بخاری نے فرمائی ہے اور حوصلہ افزائی کی ہے اس کیلئے ہم ان کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں کتاب کی ترتیب اور چھپائی کے لئے سید محسن رضا بخاری، ملک محمد شبیر خان اعوان اور جن دوسرے عزیز یا بزرگوں نے ہماری مدد فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے اور ہر دکھ والم سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

حضرت سید سجاد قلندر لُرو کے والی سرکار کے حالاتِ زندگی پر یہ کتاب حصہ اول ہے۔ آپ اور آپ کے آباؤاجداد کے بارے میں مفصل ذکر حصہ دوم میں ہوگا۔ جو کہ زیرِ طباعت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم آپ کے مشن کو جاری وساری رکھیں اور ساری دنیا میں جاری کر دیں تاکہ انسان اپنا ازلی شرف دوبارہ حاصل کر کے رحمت و عافیت اور سکون و اطاعت کی زندگی میں قدم رکھ سکے۔

دعا ہے کہ بیمار کربلاؑ کے صدقے اللہ تعالیٰ آپ کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے اور آپ کا سایہ رحمت ہم سب عقیدت مندوں پر تاقیامت سلامت رکھے۔ (آمین)

خادم سادات و اولیاء
صفدر سجاد سجادی

☆☆☆☆☆

﴿حمد باری تعالیٰ﴾

خوب صورت کس قدر ہے تیری دنیا اے خدا
تیری قدرت کے کرشموں نے تو حیران کر دیا

عقل حیراں ہے ترا ہر سمت جلوہ دیکھ کر
جس طرف نظریں اٹھیں ہر سمت ہے منظر نیا

تیری صناعی عیاں دنیا کے ہر ذرے سے ہے
چاند سورج، پھول، کانٹا، رات دن سب دلربا

کس طرح پانی کی لہروں پر رواں ہیں کشتیاں
کس طرح پانی اٹھا کر لے اڑے کالی گھٹا

چاند کو دی چاندنی اور شب ہے شبنم سے خنک
پھول کو خوش بو ملی اور پھل نے پایا ذائقہ

عقل دی انساں کو تو نے، جس کے دم سے ہر طرف
تھا جو ویرانہ، بدل کر ہو گیا جنت نما

زندگی دی، عقل دی، اب دے مجھے توفیق بھی
شکر میں کرتا رہوں مالک ترا صبح و مسا

(محمد امتیاز عارف)

نعتِ رسولِ مقبولؐ

وہ دلنائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سنیا!

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

تمہارے حُسن کا کونین میں جواب نہیں
غروب ہو جو کہیں یہ وہ آفتاب نہیں

خدا نے کھینچ کے نقشہ رسول اکرمؐ کا
یہ کہہ دیا تیرا ثانی نہیں جواب نہیں

انتخاب ہمارا ہی انتخاب نہیں
خدا کے گھر میں محمدؐ کا کوئی جواب نہیں

مہتاب بھلا کیا مقابلہ کرتا
اسے تو اک انگلی کے اشارے کی تاب نہیں

گاہی گفانوالہ کا تاریخی پس منظر

تاریخ، تہذیب و تمدن کا ایک ایسا آئینہ ہے جس میں انسانیت کے خدوخال اپنی تمام تر خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ بڑی وضاحت سے اجاگر ہوتے ہیں تاریخ صرف ماضی کے واقعات دُہرا دینے کا نام نہیں بلکہ ماضی کی بازیافت کا فن ہے۔ انسانی تہذیب نے ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کے لئے جن منزلوں اور وادیوں سے گزر گیا، جن حالات اور مشکلات کا سامنا کیا۔ ایجادات و دریافت کرنے کے لئے نت نئے راستے نکالے۔ حکمرانی کے مختلف طریقے وضع کیے۔ اپنا رنگ جمانے کے لئے حق وراسی کا سبق دیا اور کبھی میدان جنگ میں قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا۔ ان تمام حالات وواقعات کی روداد جب الفاظ کا لبادہ اوڑھتی ہے تو تاریخ بن جاتی ہے۔

جس علاقہ میں گاؤں گاہی گفانوالہ ہے اس کا نام "دنہار" ہے اس علاقہ کا تاریخی اور تہذیبی ارتقاء کئی ہزار سالوں پر محیط ہے۔ سمندر کے اتار کے بعد کے یہاں نشانات موجود ہیں اس وقت کے سمندری جانور جو ایئر ٹائٹ ہونے کی وجہ سے پتھروں کی طرح سخت ہو گئے ان کے ثبوت بھی اسی علاقہ میں ملتے ہیں۔

برفانی عہد کے مختلف ادوار میں بھی یہاں انسان بستے تھے جو برف پڑنے پر علاقے سے نقل مکانی کر کے دوسرے علاقوں میں چلے جاتے۔ یہ قدیم زمانے کے لوگ پتھر کے ہتھیار استعمال کرتے تھے۔ برفانی عہد کے مختلف زمانوں میں کئی ممالک میں پتھر کے جواوزار استعمال میں لائے جاتے ان کو استعمال کرنا اور ان سے کام لینا اس علاقے کے لوگ خوب جانتے تھے۔ ان لوگوں کو دراوڑ کا نام دیا گیا۔ (گوشہ فردوس)

حضرت نوح علیہ السلام کے ایک بیٹے کے نام پر اس ریاست کا نام ہند مشہور ہوا وسطی ایشیاء سے پھر تقریباً 1500 سے 2000 ق م میں جب آریہ اس علاقے اور اس کے اردگرد کے علاقے میں آئے تو انہوں نے پہلے پہل موجودہ شمال مغربی سرحدی صوبہ اور پنجاب میں

ڈیرے ڈال دیئے اور یہاں کئی سو سال آباد رہے۔ کئی لوگ بڑھتے ہوئے جمنا اور گنگا کی وادیوں میں جا بسے اس زمانے کی تہذیب آریوں کی جنگی نظموں، رامائن اور مہابھارت سے معلوم ہوتی ہے۔ اس علاقے کے ارد گرد پانڈوں کی آمد کا ثبوت کٹاس ضلع چکوال (جو ہندوؤں کا مقدس مقام ہے) سے ملتا ہے۔

ایک انگریز مصنف سر آرل سٹین نے اپنی کتاب میں اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سکندر اعظم نے راجہ پورس پر حملے کے لئے شاہرہ اعظم کے بجائے چکوال، آڑہ، ٹیکسلا، مارگلہ اور ہرن پور کا راستہ اختیار کیا۔

چندر گپت موریہ کے تیسرے حکمران راجہ اشوک نے اپنے بارہ سال (220-232 ق م) دور حکومت میں بدھ مت کا خوب پرچار کیا اس نے اپنے دور حکومت میں ٹیکسلا بدھ یونیورسٹی قائم کی اس نے اپنی سلطنت پشاور تا بنگال اور کوہ ہمالیہ سے میسور تک وسیع کی پھر اس نے اس علاقہ کی ارد گرد آب و ہوا کو بہت پسند کرتے ہوئے اپنے ہم خیال بدھ متوں کو گاؤں گفانوالہ میں عبادت کرنے کے لئے کہا۔ جن کی عبادت گاہوں کے آثار آج بھی ملتے ہیں ان عبادت گاہوں کو گھپاں (جوریت کے پہاڑ کے اندر تھیں) کہا جاتا تھا ان بدھ گھپاؤں کی وجہ سے یہ گفانوالہ مشہور ہوا یہیں پر لوک کہانی کے ہیرو ڈھول بادشاہ کی قبر ہے۔

یہی گھپاؤں بعد میں گفانوالہ میں تبدیل ہو گیا۔ گفانوالہ کی بنیاد ملک رنسیع اعوان کی اولاد نیک محمد المعروف نیکھو نے 1640ء میں رکھی۔ لیکن بدقسمتی سے اس گاؤں پر ایسے نشیب و فراز آئے کہ کئی دفعہ یہ پورا شہر ختم ہو جاتا پھر دوبارہ اس کی تعمیر ہوتی کیونکہ یہ ایسی جگہ پر تھا جہاں ہر طرف سے حملہ کیا جا سکتا تھا۔ آخر میں اس گاؤں پر طاؤن کی بیماری نے اپنا اثر دکھایا۔

ظہیر الدین بابر (1530ء، 1516ء) بادشاہ بھیرہ سے ہوتا ہوا خوشاب پہنچا تو کہا "ایں خوش آب است" و نہار میں داخل ہوا تو کہا "ایں بچہ کشمیر است"

شیر شاہ سوری (1545-1540ء) کا بھی اس علاقے ہی سے گذر ہوا۔ جی ٹی روڈ کے علاوہ جہلم کے نزدیک قلعہ روہتاس تعمیر کرایا۔ حضرت سخی سلطان باہو العارفین بھی اس

علاقے سے ہوتے ہوئے کلر کہار پہنچے جہاں آپ نے قیام کیا وہاں پر آج بھی آپ کی قیام گاہ موجود ہے۔

یہ علاقہ بادشاہوں، سیاحوں اور فقراء کی گذر گاہ رہا ہے۔ کوہستان نمک کی پہاڑیوں نے ایک دوسرے کو ایک ہار کی شکل میں پرور کھا ہے۔ خوشاب سے بھون تک بہت بڑا پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ تاریخی اور جغرافیائی نقطۂ نگاہ سے ونہار بڑی اہمیت وافادیت کا حامل رہا ہے چکوال سے سرگودھا جاتے ہوئے ونہاری قصبات کی الگ الگ تاریخی داستان ہے۔ آلِ رسولؐ اولادِ علیؑ سادات غازیوں، مجاہدوں، شہیدوں کا علاقہ ونہار سرسبز لہلہاتے کھیتوں بارشی وبارانی زمینوں، گھنے سایہ دار درختوں، قدرتی مناظر اور رنگ برنگ پہاڑوں کی وجہ سے سیاحوں اور اہل فکر و نظر کی توجہ کا مرکز بھی ہے۔

عون حیدر قطب شاہ کی اولاد سے کمال خان و یعقوب خان اعوان اور انکی اولاد راجہ مرزا خان جو اس وقت صوبہ ونہار کا راجہ تھا اس کا صدر مقام کوٹ کلیجی (جو گاہی سے تقریباً 2 کلو میٹر جنوب کی طرف ہے) تھا راجہ مرزا کے سات بیٹے تھے اور یہ بڑا ظالم جابر قسم کا حکمران تھا اس نے اپنے لئے کئی ریسٹ ہاؤس اس علاقے میں بنائے ہوئے تھے۔

کمال خان و یعقوب کو بابا میاں حاجی بن میراں شاہ (شیخ وڈا) نے کہا کہ تم اعوان ہو کر راجپوتوں کی نوکری کرتے ہو اور ظلم بھی برداشت کرتے ہو۔ کمال و یعقوب اعوان نے آپ کے کہنے پر سون سکیسر کے اعوانوں سے مدد لی اور سادات سے دعا لی اور راجہ مرزا پر چڑھائی کر دی۔

راجہ مزار خان جو راجہ گودھا خان کی اولاد سے تھا لیکن ظالم و جابر ہونے کی وجہ سے سادات کا احترام وہ سمجھ نہ سکا جس کی وجہ سے سادات عظام بھی اس سے سخت خائف تھے اس حملے میں راجہ مرزا خان کے پانچ بیٹے کام آگئے۔ راجہ مرزا خود بھاگ پڑا اور نور پور کے قریب جا کر قتل ہو گیا اس وقت نور پور، سرکاں، دائیاں، ملوٹ اور کوٹ کلیجی بڑے گاؤں تھے۔ یہ حملہ تقریباً 1740ء میں کیا گیا۔ کوٹ کلیجی اس حملے میں تخت و تاراج ہو گیا۔

1740ء کے بعد گاؤں کھیال کی بنیاد اعوانوں نے اپنے بڑے مانکھ کے نام پر رکھی۔ بابا

مائکہ کی قبر گگانوالہ کے مغرب میں واقع ہے کوٹ کلیبی کے تخت و تاراج ہونے کے بعد دوسری قوموں کے سادات نے بھی اس کو چھوڑ دیا اور مختلف علاقوں میں ہجرت کر گئے۔ کچھ موجودہ گاہی (جو ایک جزی ہوئی کائی کے نام سے مشہور ہوا) میں آکر آباد ہو گئے سادات شمس آباد، تھوہا ہمایوں، سدوال، منہالہ، بھٹیاں وغیرہ کی طرف ہجرت کر گئے اور وہاں ہی آباد ہو گئے۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی شہادت (21 رمضان 40ھ) کے بعد آل رسولؐ اور اولاد علیؑ پر بنو امیہ اور بنو عباس نے وہ ظلم کئے جن کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی یعنی سادات کو زندہ درگور کر دیا جاتا یا زندہ دیواروں میں چنوا دیا جاتا۔ جس کی وجہ سے سادات فاطمی یا تو گوشہ نشینی کی زندگی گذارتے رہے یا ہجرتیں کرتے رہے۔ حضرت امام علی نقیؑ کو 40 سال کی عمر میں (3 رجب 254 ہجری) شہید کیا گیا اور آپ کو سر من رائے (عراق) میں دفن کیا گیا۔

اس کے بعد آپ کی اولاد کو بھی سکون کا سانس نہ لینے دیا جس کی وجہ سے وہ مختلف مقامات کی طرف ہجرت کرتے گئے۔ باوا سید سجاد حسین معصوم بخاری کے جد امجد شیر شاہ قطب کمال سرخ بخاری کے آباؤ اجداد عراق سے بخارا کی طرف ہجرت کر گئے۔ وہاں سے شیر شاہ قطب کمال سرخ بخاری نے اچ شریف ریاست بہاولپور کی طرف ہجرت فرمائی۔ تاریخ گواہ ہے اسی ظلم کی وجہ سے یا رشد و ہدایت دینے کے لئے آپ کو دنیا کے ہر کونے میں سادات ملے گی۔ کوئی بھی ایسا علاقہ نہیں جس میں سادات کی قبریں موجود نہ ہوں۔

دعا مانگتے ہوئے آپ کا انداز

محل وقوع

قصر سجاد درمیان گاہی گگانوالہ علاقہ ونہار میں ہے۔

علاقہ ونہار کلر کہار سے جانب جنوب رنسیال، میانی، بوچھال کلاں، سردئی، کوٹ کلیجی، بھال منارہ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس میں تقریباً80 چھوٹے بڑے گاؤں ہیں سب سے بلند منارہ گاؤں ہے۔ علاقہ ونہار کا رقبہ زیادہ تر پہاڑی علاقوں پر مشتمل ہے جس کی زمین پتھریلی اور ہموار ہے اس سارے علاقے میں کوئی ڈیم نہیں، کھیتی باڑی کا انحصار بارش پر ہے۔ ونہار نیگوں پہاڑوں کے ہار میں گھرا ہوا ہے۔ جو قدرتی، معدنی دولت سے مالامال ہیں یہ سطح سمندر سے تقریباً3200 فٹ اونچا ہے۔ 75 فیصد آبادی اعوان قوم پر مشتمل ہے۔ علاقہ ونہار کے بالکل درمیان سے چکوال سرگودھا روڈ گذرتی ہے۔ علاقہ ونہار کے جانب مشرق میں کہون کا علاقہ اور جانب شمال مشرق علاقہ دھن پر مشتمل ہے۔

بنیادی طور پر یہاں موسم خوشگوار رہتا ہے۔ سردیوں میں سخت سردی ہوتی ہے گرمیوں میں پہاڑی، بلندی، سرسبزہ ہونے کی وجہ سے گرمی کم ہوتی ہے۔ اگر آپ سرگودھا خوشاب جیسے گرم علاقوں سے سفر کر کے آرہے ہوں تو ونہار میں داخل ہوتے ہی آپ کو منارہ میں موسمی تبدیلی کا احساس ہوگا اور ٹھنڈی ٹھنڈی سرور والی ہوا آپ کا استقبال کرے گی۔

چونکہ اس علاقے کے باسی جری، دلیر اور بہادر چلے آرہے ہیں انگریزوں نے اس علاقہ کو مارشل ایریا کا نام دیا۔ 70 فیصد کے لگ بھگ پاک فوج میں اس علاقہ کے نوجوان وطن عزیز کی سرحدوں پر مامور جانباز سینہ سپر ہیں۔

قصر سجاد، چکوال شہر سے تقریباً45 کلو میٹر پر۔ کلر کہار لاہور اسلام آباد موٹروے انٹر چینج سے تقریباً21 کلو میٹر پر خوشاب شہر سے تقریباً 72 کلو میٹر اور میانی اڈہ سے تقریباً6 کلو میٹر پر واقع ہے۔ قصر سجاد چکوال سرگودھا روڈ پر میانی اڈہ سٹاپ سے جنوب مشرق پر المعصوم بخاری روڈ پر واقع ہے جو گاہی چوک اور گگانوالہ کے درمیان میں ہے۔ گاہی چوک سے مغرب کی

طرف گگانوالہ واقع ہے۔ یہ دو گاؤں گاہی اور گگانوالہ کے بالکل درمیان میں واقع ہے۔

اس کے مغرب میں گگانوالہ، بولہ، بوچھال کلاں اور کھیال واقع ہے اس کے جنوب میں گاہی سیداں اور کوٹ کلیجی، مشرق قامیں بوچھال خورد، سرد مور جھنگ اور پیر داکھارا شمال مشرق میں رنسیال، چک مصری، مانک پور اور شمال مغرب میں میانی اڈہ میانی، پیاڑ خان بھیسن، وسنال اور مشہور روحانی گاؤں جھامرہ شریف ہیں۔

حضرت امام حسینؑ کے روزہ مبارک کے سامنے

نقشہ قصر سجاد
قصر سجاد
میانی اڈہ

آپ کے اباؤ اجداد

حضرت سید شیر شاہ قطب کمال جلال الدین سرخ بخاریؒ

آپ حضرت سید سجاد حسین معصوم بخاری کے جدِ اعلیٰ ہیں

حضرت سید شیر شاہ قطب کمال جلال الدین سرخ بخاری سید علی ابو ہمواوہ کے فرزند تھے۔ آپ بخارا سے چھٹی صدی ہجری میں اوچ شریف ریاست بہاولپور میں تشریف فرما ہوئے آپ کا شجرہ نویں پشت پر حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے جا کر ملتا ہے اور ستار سویں پشت پر جناب امیر حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؑ سے جا کر ملتا ہے آپ کے بارے میں کچھ لکھنا یا کہنا بہت مشکل کام ہے آپ کی شان مبارک کا کیا کہنا۔

آپ کی ہستی کسی تعارف یا تعریف کی محتاج نہیں۔ جب بھی اوچ شریف کا نام لیا جاتا ہے آپ کی ہستی سامنے آجاتی ہے آپ نے اپنی تبلیغ میں لاکھوں غیر مذہب کو اسلام کی دعوت دی اور انہیں حق کا سیدھا راستہ دکھایا۔

آپ کے اقوال اور افعال رہتی دنیا تک انسانیت کے لئے رشد و ہدایت کے لئے نایاب موتی ہیں آپ حضرت سید عثمان علی لال شہباز قلندر کے ہمعصر ہیں۔

ایک دفعہ آپ کا امتحان لیا گیا جس میں آپ کامیاب ہوئے ہوا یوں کہ آپ کو آگ میں پھینک دیا گیا لیکن اولادِ رسول ہونے کی وجہ سے آگ آپ سے دور رہی جب باہر نکالا گیا تو صرف آپ کے لباس کا رنگ تبدیل تھا۔ یعنی آپ کے لباس مبارک کا رنگ سرخ ہو گیا جس کی وجہ سے آپ کا لقب سرخ بخاری بھی مشہور ہوا۔ آپ کے بارے میں یا آپکی اولاد کے بارے میں مفصل ذکر حصہ دوم میں ملے گا جو زیر طباعت ہے۔

حضرت سید شیر اللہ داد نقوی بخاریؒ

مورث اعلیٰ گاہی سادات حضرت سید شیر اللہ داد نقوی بخاری آج سے تقریباً 4-5 سو سال پہلے اپنے مرشد کے فرمان پر اوچ شریف سے یہاں تشریف لائے۔ آپ کو حکم ہوا کہ دین کی خاطر گھر بار چھوڑ دو آپ نے دین اسلام کی سربلندی و تبلیغ کی خاطر اپنا گھر بار بیوی بچے چھوڑ دیئے آپ نے اللہ کی راہ میں مختلف مقامات پر تبلیغ اسلام فرمائی۔ مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے راستے میں رشد و ہدایت دیتے ہوئے اور کرامات کے نایاب موتی بکھیرتے ہوئے آپ تھل کے علاقے سے سرزمین کوہستان نمک میں داخل ہوئے آپ بہت بڑے مبلغ، مفسر قرآن اور بلند پایہ مقرر تھے آپ نے ونہار کے علاقہ میں بڑا عرصہ تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔

جب آپ تقریر کرتے اور اللہ اور اس کے برحق رسول کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے تو سننے والوں پر وجد طاری ہو جاتا اور وہ ہمہ تن گوش آپکی تقریر سنتے۔ غیر مذہب لوگوں پر بھی اتنا اثر ہوتا کہ تقریر ختم ہونے پر لوگ آپ کے ہاتھ چوم لیتے اور بہ مشرف اسلام ہو کر آپکا ساتھ دیتے۔ جب آپ ونہار کے علاقہ میں داخل ہوئے تو اس وقت موجودہ گاہی سے جنوب کی طرف دو کلو میٹر پر کوٹ کلیجی پر راجہ گودہا خان کی حکمرانی تھی۔ ونہار اور دوسرے علاقوں میں تبلیغ کرتے کرتے آپ کوٹ کلیجی میں داخل ہوئے اس وقت راجہ گودہا خان کے ظلم و جبر سے مسلمان اونچی آواز میں کلمہِ حق بلند نہیں کر سکتے تھے۔ اس کی رعایا میں مسلمان راجہ سے سخت خائف تھے لیکن کمزور ہونے کی وجہ سے آواز حق بلند نہ کر سکے۔ جب آپ نے کوٹ کلیجی اور اس کے گردونواح میں تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا تو مسلمانوں نے آپ کو اس وجہ سے منع کر دیا کہ شاید راجہ گودہا خان آپکو نقصان نہ پہنچائے کیونکہ وہ لوگ آپکو آپکی شان و عظمت اور مبلغ کی حیثیت سے پہچان چکے تھے اور وہ آپ کو کھونا نہیں چاہتے تھے۔ مسلمانوں کے بار بار اصرار پر آپ نے تبلیغ کے لئے بھیس تبدیل کر لیا کیونکہ آپ قتل و غارت پسند نہیں کرتے تھے۔

کچھ دن گوشہ نشینی میں رہنے کے بعد آپ ایک مست مجذوب کی شکل میں سامنے آئے۔
راجہ گوباغان کا ریسٹ ہاؤس موجودہ کھیال کے مغرب میں ایک اونچی پہاڑی کوٹ پر تھا۔ وہ ایک پر فضا اور شگفتہ جگہ ہے۔ جب راجہ کوٹ کیلی میں جاتا تو گرمیوں کے دنوں میں وہ سرنگ کے اندر جھولے میں آرام کرتا۔ (جس کے آج بھی نشانات موجود ہیں) جو کوئی بھی اس سرنگ سے گزرتا تھا اس کا حکم تھا کہ جھولے کو جھولا دے کر جائے۔ اسی طرح آپ کا بھی گذر اسی سرنگ سے ہوا۔ راجہ کے سپاہیوں نے کہا کہ آپ جھولا دے کر جائیں آپ نے ان کے کہنے کی کوئی پرواہ نہ کی اور سرنگ میں سے گذر گئے یہ منظر راجہ بھی دیکھ رہا تھا اس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس شخص کو پکڑ کر لے آؤ۔ جب آپکو ہتھکڑی لگائی گئی تو وہ نیچے گر پڑی۔ راجہ نے زور سخت حکم جاری کیا کہ اس شخص کو حوالات میں بند کر دو۔ جب وہ سپاہی آپکو پکڑ کر حوالات میں بند کرتے تو کچھ دیر کے بعد آپ پھر باہر نظر آتے سپاہی حیران تھے کہ اس شخص میں کون سی خاص بات ہے۔ اسی طرح ایک دن آپ باہر تھے کہ آپ کی نظر راجہ کی بیٹی پر پڑی جو اپنے محل کی کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھ رہی تھی آپ نے ایک نیا رخ اختیار کر لیا۔ آپ جہاں بھی جاتے حق حق کے ساتھ کہتے کہ میں شادی کروں گا تو راجہ کی بیٹی سے کروں گا۔ اس وقت راجہ آپکو بھول چکا تھا۔ بعض لوگ آپ کی اس کلام پر ہنس پڑتے کہ دیکھو یہ شخص شاید اپنے حواس میں نہیں ہے کیونکہ آپ کی حالت اور لباس بہت خراب نظر آرہا تھا۔ کئی لوگوں نے آپ کو ایسا کہنے سے منع فرمایا لیکن آپ کی زبان پر یہ الفاظ اور تیز ہو گئے۔ آخر یہ خبر راجہ تک پہنچ گئی اس نے حکم دیا کہ آپ کو پکڑ کر پھانسی دے دی جائے۔ تاکہ دوبارہ ایسا لفظ منہ سے کوئی نہ نکالے۔ جب راجہ کے حکم پر آپ کو پکڑ کر راجہ کے دربار میں پیش کیا گیا تو راجہ اور اس کے وزیروں کے سامنے آپکی زنجیریں کھل گئیں۔ راجہ کے علاوہ وزیر بھی حیران ہو گئے۔ یہ کیا ہو گیا اب۔ ایک وزیر نے راجہ کو مشورہ دیا کہ یہ شخص عام شخص نہیں۔ اس کو پھانسی دینے پر ہمارا انجام برا ہو سکتا ہے۔ راجہ نے آپ سے پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں تیری بیٹی کا رشتہ چاہتا ہوں۔ یہ سن کر راجہ بڑی مشکل سے ضبط کر گیا پھر

پوچھا کہ آپ کا حسب ونسب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں فاطمی سید ہوں۔ راجہ نے کہا میں نے سنا ہے کہ فاطمی سیدوں کو آگ کچھ نہیں کہتی میں یہ ثابت ہونے پر آپکو بیٹی کا رشتہ دوں گا۔ آگ جلائی گئی آپ کو اس میں ڈالا گیا کچھ دیر کے بعد دیکھا گیا کہ حضرت ابراہیمؑ کی طرح آپ کلام الٰہی کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ جب یہ منظر راجہ نے دیکھا تو پریشان ہو گیا جو مسلمان تھے وہ بہت خوش تھے۔ راجہ نے اپنے وزیروں سے پھر مشورہ کیا کہ اس سید کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے میں اپنی بیٹی تو اس کو دے نہیں سکتا لیکن اس کا وجود ہمارے لیے باعث پریشانی ہے۔ راجہ کا ایک وزیر جو راجپوت چوہان تھا اس نے مشورہ دیا کہ اپنے پیرو مرشد سے مدد مانگیں وہ اس سید کو ختم کر دیں گے۔ جب آپ نے اصرار کیا کہ اب تو مجھے اپنی بیٹی کا رشتہ دے تو اس راجہ نے کہا کہ میری آخری شرط ہے اگر وہ آپ نے پوری کر لی تو میں اپنی بیٹی کے ساتھ اپنی بادشاہت بھی آپ کو دے دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ سوچ لے تیرا کوئی اعتبار نہیں لیکن تیری جو شرط ہے وہ مجھے منظور ہے۔ راجہ نے کہا کہ میرے پیرو مرشد کشمیر میں رہتے ہیں ان کے ساتھ آپ کو مقابلہ کرنا ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ لیکن میں یہ مقابلہ تیرے دربار کے اندر نہیں کروں گا بلکہ کھلی جگہ پر لوگوں کے ہجوم میں کروں گا وہ دن دے دو اور منادی کرا دو۔ راجہ نے ایسا ہی کیا اس وقت ملوٹ، دائیاں، کوٹ کلیجی، سرکلاں اور نور پور بڑے گاؤں تھے۔ جہاں سے چیدہ چیدہ آدمی اس منظر کو دیکھنے کے لیے آئے۔ یہ مقابلہ کوٹ کلیجی سے نیچے ڈکھالہ کے ایک چشمہ کے پاس ہوا۔ آج کل وہاں ایک گھنا جنگل ہے اور وہ چشمہ زلزلوں اور دوسری وجوہات کی بنا پر زیادہ تر پہاڑی کے نیچے آ گیا ہے۔ اس مقابلہ کو دیکھنے کے لیے مسلمان بھی آئے ہوئے تھے وہ پیر صاحب کشمیر سے تشریف لائے۔ مقررہ وقت پر مقابلہ شروع ہوا تو راجہ گودا خان کے پیر نے کہا کہ پہلا وار کرو۔ آپ نے فرمایا کہ ہم سیدوں کا شیوہ نہیں کہ پہلا وار کریں تو وار کر۔ راجہ کے پیر نے لوگوں سے کہا کہ آنکھیں بند کرو سب لوگوں نے آنکھیں بند کیں جب کہا کھول لیں تو لوگوں نے دیکھا کہ راجہ کا پیر ایک بہت بڑے اژدہا کی شکل میں سامنے کھڑا تھا۔ جب وہ اژدہا آپ کی

طرف بڑھا اس وقت لوگوں کے دلوں کی دھڑکنیں بہت تیز ہو گئیں اسی لمحے آواز آئی لوگو!
آنکھیں بند کر و اور کھول لو حضرت شیر اللہ داد شاہ بخاری اس چشمے سے ایک شیر کی شکل میں
بر آمد ہوئے مسلمانوں کے چہروں پر رونق آگئی۔ لوگوں نے دیکھا کہ جب اژدہا آگے بڑھا تو
شیر نے اس کے دونوں جبڑے علیحدہ علیحدہ کر دیئے اور وہ ڈھیر ہو گیا راجہ چلا اٹھا کہ اے سید
تو نے یہ کیا کیا میرے پیرو مرشد کو ختم کر دیا راجہ نے کہا کہ اگر آپ اس کو زندہ کر دیں تو میں
آپ کے حکم پر مسلمان ہو جاؤں گا یہ سننا تھا شیر اسی چشمے میں چلا گیا اس چشمے کے بارے میں
مشہور ہے کہ جو شخص 40 دن تک اس چشمے کا پانی پی لے اس کی تمام بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں
حضرت سید شیر اللہ داد بخاری باہر آئے یہ دیکھ کر مسلمانوں نے نعرہ تکبیر سے آپ کا استقبال
کیا آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اس اژدہا کو جوڑا تو وہ اپنی اصلی حالت میں آگیا
لوگوں نے دیکھا کہ وہ آپ کے قدموں میں گر پڑا بعد میں راجہ نے اپنی بیٹی کا نکاح آپ
سے کرا دیا اور بادشاہی کی پیشکش کی جو آپ نے ٹھکرا دی اس مقابلہ کے بعد ہزاروں لوگ
مسلمان ہو گئے لیکن راجہ ظاہری طور پر مسلمان نہ ہوا لیکن اس نے ظلم و جبر چھوڑ دیا۔ اور
رحمدل ہو گیا۔

راجہ نے اپنی گھوڑی آپ کو دی اور کہا کہ یہ جہاں تک جاتی ہے وہ رقبہ آپ کا ہے وہ گھوڑی
کھیال کے جنوب تک گئی جہاں گھوڑی آرام کے لئے رکی وہاں پر آپ نے حکم دیا کہ میری قبر
اور میری بیوی جو راجی ہے اس کی قبر اس جگہ پہ ہونی چاہئے۔ کوٹ کلیجی سے کھیال شریف
تک کا رقبہ سادات کا تھا لیکن سادات نے وہ سب رقبہ غریبوں میں تقسیم کر دیا۔ جب حالات
سازگار ہوئے تو آپ نے اپنی پہلی بیوی اور بچے بلا بھیجے۔ وہ یہاں آباد ہو گئے لیکن راجی سے آپ
کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ آپ کا نام اللہ داد تھا لیکن شیر کی شکل اختیار کرنے پر آپ سید شیر اللہ داد
شاہ بخاری کے نام سے مشہور ہوئے۔

راجہ کے پیرو مرشد نے مسلمان ہونے کے بعد ساری زندگی آپ کی خدمت کی ان کا
مزار کوٹ کلیجی میں ہی واقع ہے اور آجکل ''قہووالا پیر'' کے نام سے مشہور ہیں۔

آج بھی آپ سے کئی کرامات منسوب ہوتی ہیں۔

سید شیر اللہ داد شاہ بخاری کے دو بیٹے تھے جن کے نام سید گوہر علی شاہ اور سید دوست محمد شاہ بخاری۔ حضرت سید شیر اللہ داد بخاری کا مزار شریف موضع ٹکھیال کے جنوب میں واقع ہے جو مرجع خلائق ہے۔ بزرگ لوگوں نے آپ کو آج بھی شیر کی شکل میں ٹکھیال کا پہرہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ گاہی سید اں کی سادات کے گھروں میں اگر کوئی خوشی ہو تو سادات اپنے اہل وعیال کے ساتھ آج بھی آپ کے مزار پر حاضری دیتے ہیں۔

حضرت سید گوہر علی شاہؒ وسید دوست محمد شاہ بخاری نقویؒ

حضرت سید گوہر علیؒ شاہ بخاری حضرت سید شیر اللہ داد شاہ نقوی بخاری کے فرزند ہیں آپ گوہر شاہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ بہت ہی شرم و حیا ء والے۔ رحمدل اور کم گو انسان تھے پوری زندگی ذکر الٰہی میں گزاری۔ پوری زندگی میں آپ کی شخصیت سے کسی کو کوئی نقصان نہ ہوا۔ یہ سب باتیں آپ کو وراثت میں ملی تھیں۔ آپ نے بڑا عرصہ اپنے والد محترم کی خدمت میں گزارا، آپ کیلئے بہت سی کرامات ہیں جگہ کی کمی کی وجہ سے قارئین کی خدمت میں ایک کرامات کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں تاکہ آپ کے رتبے اور شان کا پتہ لگ سکے۔ حسب معمول آپ کھیال شریف کے جنوب کی طرف نشیب میں عبادت الٰہی فرمارہے تھے اس وقت آپ ایک بہت بڑے پتھر پر بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت فرمارہے تھے کہ کچھ نااہل قسم کے لوگ آپ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ آپ یہاں عبادت نہیں کرتے بلکہ ہماری جواں عورتوں کو (جو پانی لینے اس راستہ سے گذرتی ہیں) دیکھنے کے لئے بیٹھتے ہیں جب آپ نے ان لوگوں کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو آپ نے نہایت ہی نرم دلی سے جواب دیا کہ آپ لوگوں کو خواہ مخواہ شک ہوا ہے میں فاطمی سید ہوں آپ لوگ مجھ پر ایک بہت بڑا الزام لگارہے ہیں۔ آپ دیکھ تو رہے ہیں کہ میرے ہاتھ میں قرآن مجید ہے جس کی تلاوت کررہا ہوں کہنے لگے کہ اگر آپ میں خودمیدری ہے تو جس پتھر پر آپ بیٹھے ہیں اس کو توڑ دیں آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ تم لوگ میرا امتحان نہیں لے رہے بلکہ اپنے ایمان کا امتحان لے رہے ہو میں تو یہ کردوں گا لیکن یاد رکھو! سادات کا امتحان تم لوگ لے ہی نہیں سکتے جس نے بھی سادات کا امتحان لیا ہے وہ برباد ہو گیا۔ ایک ہاتھ میں قرآن مجید پکڑا اور نعرہ تکبیر بلند کرکے دوسرا ہاتھ پتھر پر دے مارا جوں ہی آپ کا ہاتھ پتھر پر پڑا لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ایک بہت بڑا پتھر دو برابر ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا وہ پتھر آج بھی گواہی دے رہا ہے۔ یہ دیکھنا تھا کہ وہ لوگ سخت پشیمان ہوئے اور ان لوگوں نے آپ سے معافی مانگی کہ ہم نے آپ کو

پہچاننے میں غلطی کی ہے۔ پہچان ہو جانے کے بعد آپ زیادہ تر وقت گوشہ نشینی میں گزارتے۔ آپ نے دین اسلام کی بڑی تبلیغ فرمائی۔ آپ کے تین فرزند ہوئے۔ جن کے اسماء گرامی حضرت سید پیر بلاول شاہ، حضرت سید فاضل شاہ، اور حضرت سید عبداللہ شاہ، حضرت سید گوہر علی شاہ بخاری کی قبر مبارک اپنے والد محترم کی قبر مبارک سے شمال کی طرف ہے، حضرت سید شیر اللہ داد شاہ بخاری کے دوسرے بیٹے سید دوست محمد شاہ نقوی بخاری ان کی طبیعت ذرا سخت قسم کی تھی۔ اسلام کے خلاف ہر اٹھنے والی آواز دبانے کی کوشش میں لگے رہے۔ آپ جری، دلیر اور بہادر جوان تھے۔ آپ کی بھی بہت سی کرامات ہیں۔

آپ کی قبر کھیال شریف سے تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلہ پر مشرق جنوب میں پہاڑی کے ساتھ واقعہ ہے۔ آپ "ڈل والا پیر" کے نام سے مشہور ہیں۔

ہر جمعرات کی رات کو ایک چراغ سادات وراجپوت کے قبرستان سے چلتا ہے۔ جو قہو والا پیر سے ہوتا ہوا ڈل والا پیر وہاں سے حضرت سید شیر اللہ داد شاہ کی آخری آرام گاہ سے سید گوہر شاہ کی قبر مبارک سے ہوتا ہوا بابا میاں حاجی، وہاں سے پیر صحابہ اور وہاں سے آخر میں ڈھول بادشاہ پر حاضری دیتا ہے۔

عقیدت مند ڈالی کے ساتھ نوروز کے موقع پر

حضرت باوا سید حکیم شاہ نقوی بخاریؒ

حضرت سید باوا حکیم شاہ نقوی بخاریؒ باوا سید سجاد معصوم بخاریؒ کے والد محترم حضرت سید برکت علی بخاریؒ کے نانا جی تھے۔ آپ مست الاست قلندر تھے۔ آپ نے تبلیغ اسلام دنسار کے ہر گاؤں کے ہر گھر میں جا کر فرمائی۔ آپ کی نسبت بہت سی کرامات منسوب ہیں۔ گھانوالہ میں آپ کی بیٹھک ملک طارق کے گھر میں آج بھی موجود ہے۔ آپ کی پیدائش گاہی سیداں میں ہوئی۔ ڈاکٹر نذر حسین اعوان کی والدہ صاحبہ کو آپ نے اپنی بیٹی بنایا ہوا تھا جن کا نام آپ نے سکینہ بی بی رکھا۔ آپ نے سکینہ بی بی نے دعا دی کو تیری سات نسلوں میں ڈاکٹر کرنل اور بڑے بڑے افسران پیدا ہونگے۔ قلندر کی زبان کا اتنا اثر ہوا کہ آج انکے خاندان میں سب سے زیادہ افسران موجود ہیں۔

آپ کی اپنی صرف ایک ہی بیٹی تھیں جن کی شادی حضرت معصوم بخاریؒ کے دادا حضور حضرت سید شیر شاہ بخاریؒ کے ساتھ ہوئی۔ آپ نے وفات بھٹیاں گجر ضلع چکوال میں پائی۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپکو وہاں ہی دفن کیا گیا آج بھی آپ کی قبر مبارک سے بہت سی کرامات ظاہر ہو رہی ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں فرمایا کہ میرے بعد ایک اور حکیم شاہ پیدا ہو گا جس کا نام سجاد ہو گا۔ آپ کی پیشن گوئی پوری ہوئی اور دوسرے حکیم شاہ حضرت سید سجاد معصوم بخاریؒ کی صورت میں دنیا کے سامنے آئے۔

آپ لوگوں کے فیصلے وقت سے پہلے ہی کر دیتے تھے کہ کس کو سزا ہونی ہے اور کون بری ہو گا۔

☆☆☆☆☆

حضرت سید سلمان علی شاہؒ

آپ گاہی سیداں میں ہی پیدا ہوئے آپ سید سجاد معصوم بخاری کی والدہ محترمہ کے دادا جی تھے آپ کے ہاں تین بیٹے ہوئے جن کے اسماء سید احمد علی شاہ، سید علی شاہ، سید محمد علی شاہ نقوی آپ عالم دین اور بہت بڑے مقرر تھے۔ آپ نے ایک مسجد کی بنیاد رکھی آج وہ مسجد گاؤں کی جامع مسجد ہے۔ آپ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے آپ نے درس و تدریس کے لئے بڑی محنت فرمائی۔

حضرت سید عباس علی شاہ سرکار نقوی بخاریؒ

حضرت سید عباس علی شاہ سرکار کے بارے میں لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے آپ ہی وہ ہستی ہیں جنہوں نے باوا سید سجاد معصوم بخاری کی پہچان کرائی۔

آپ بڑے متقی، صوم وصولاۃ کے پابند، ظالم کے لئے قہر اور مظلوم کے لئے کرم ثابت ہوئے آپ کی قرآت بہت خوبصورت تھی۔ آپ جامع مسجد میں خطیب کی حیثیت سے نماز پڑھاتے رہے آپ حکیم بھی تھے۔ آپ کی حکمت کا چرچہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ اللہ تعالی نے 35 سال کی عمر میں آپ کی کایا تبدیل کر دی۔ اللہ تعالی کا کرم خاص ہوا۔ آپ نے تمام دنیاوی کام چھوڑ دیئے۔ اور مست الاست قلندر کی شکل میں سامنے آئے۔ آپ کی نسبت بہت سی کرامات منسوب ہیں آپ اس وقت پردہ غیب میں چلے گئے جب باوا سید سجاد حسین معصوم بخاریؒ نے اپنی کرامات ظاہر کرنا شروع کر دیں آپ نے فرمایا کہ دو تلواریں ایک نیام میں نہیں رہ سکتیں اور نہ ہی برابر کے دو شیر ایک جنگل میں رہ سکتے ہیں۔

کونسلر ملک محمد حمید خان کے والد صاحب کو آپ نے دعا دی جس کا رنگ رہتی دنیا تک رہے گا آپکی پانچ بیٹیاں ہیں آپ کے ایک بیٹے سید شیر حسن تھے جو کم سنی میں ہی وفات پا گئے۔

نوٹ: باوا سید سجاد حسین معصوم بخاریؒ کے آباؤ اجداد کے بارے میں مفصل ذکر حصہ دوم میں آپ کو ملے گا۔

حالات زندگی

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفرین، کارکشا، کارساز

خاکی و نوری نہاد، بندہ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز

اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دل فریب، اس کی نگہ دل نواز

نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو
رزم ہو یا بزم ہو دل و پاک باز

نقطہ پر کار حق، مرد خدا کا یقین
اور یہ عالم تمام، وہم و طلسم و مجاز

ہزاروں خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق!

قبل اس کے کہ ہم حضرت سید سجاد حسین معصوم و مخدوم، جلالی، قلندری، بخاری لڑکے والی سرکار کے حالات اور کشف و کرامات پیش کریں مناسب ہو گا کہ لفظ قلندر کی وضاحت کر دی جائے۔ تاکہ آپ کے مقام کا اندازہ ہو جائے۔ اور آپ سے وقوع میں آنے والے واقعات سمجھ لینے اور ان پر یقین کر لینے میں ذہن و خیال، ارادے اور نیت کو یکسوئی

حاصل ہو جائے۔

قلندر کے بارے میں رحمت دوجہاںؐ نے فرمایا

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ، فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ،

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا

اس عرفانِ نفس میں خواہشات و شہوت کی معرفت نہیں ہے۔ بدن کی معرفت نہیں۔ اپنے عزیز و اقارب کی پہچان نہیں۔ اپنے ماں باپ کی پہچان نہیں۔ اپنے شہر اور وطن کی پہچان نہیں ساری دنیا کے علم کی پہچان نہیں ہے۔ بلکہ یہ پہچان کرنی اور سمجھنی ہے کہ قدرت نے تجھے کیوں پیدا کیا ہے۔ تیرے اندر اس نے کونسا جوہر واحد چھپا کر تجھے عدم سے وجود میں بھیجا ہے۔ مشیت نے اپنے ارادوں میں تیرے اندر کون کون سی ہوشمندیاں، رانائیاں اور پیشوائیاں سجا بنا کر رکھی ہیں کیا تجھے محض تیری اپنی ہی اکلوتی ذات کے لئے پیدا کیا ہے۔ اگر ایک بندہ اپنی اس کنہ۔ اس غرض اور پیدائش کی اس غایت تک پہنچ جائے کہ وہ خود اپنی ذات میں کیا کچھ ہے۔ تو یہ سمجھ لو کہ اس بندہ نے خود کو پالیا ہے۔ مان لیا۔ پہچان لیا اس وجدان کے میسر آتے ہی شان رب ذوالجلال پورے جاہ و جلال کے ساتھ کار فرما نظر آئے لگی۔ جب یقین عین الیقین اور حق الیقین تک آ پہنچا تو تمام سفر و مقصد مکمل ہو کر فھوالمراد بن گیا۔ جب جزو نے کل کا مقصد حکم پالیا تو وہ جزو کہاں رہا اس مقام پر جا پہنچا جس کا اخفا میں رکھنا بیان کر دینے سے زیادہ ارفع ہے۔

جو شخص دنیا کی تمام آسائشوں سے دور رہ کر حیرت محمودہ یعنی سرور میں رہے تو اس کو قلندر کہتے ہیں۔

نقوی بخاری سلسلہ

حضرت محمد مصطفیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دسویں امام حضرت علی نقی علیہ السلام کی اولاد سے ہونے کی وجہ سے آپ کو نقوی کہا جاتا ہے یعنی آپکا شجرہ حضرت امام علی نقیؑ سے ملتے ہوئے حضرت علی شیر خداؑ سے جاملتا ہے۔

آپ کے جد امجد سید شیر شاہ قطب کمال سرخ بخاری کی بخارا شہر سے ہجرت کی وجہ سے بخاری سلسلہ شروع ہوا۔ آپ حسب ونسب کے لحاظ سے فاطمی سید حسنیؑ حسینیؑ سید ہیں۔

تعارف

آپ کے والد گرامی کا نام حضرت سید برکت علی شاہ بخاری اور والدہ صاحبہ کا نام مائی بی بی چنگی صاحبہ آپکی دو بہنیں ہیں اور ایک بھائی جو سجادہ نشین ہیں۔ جن کا نام حضرت سید نیاز حسین مخدوم بخاری جن کے سات بیٹے ہیں۔ جن کے اسما مبارک سید صدا حسین بخاری سید ریاض حسین مخدوم بخاری، سید محسن رضا بخاری، سید حسن رضا بخاری، سید علمدار حسین بخاری، سید عمران سجاد بخاری، سید علی عباس سجاد بخاری ہیں۔

والدین نے آپ کا نام سجاد حسین رکھا۔ آپ کا نام امام حسینؑ اور ان کے بیٹے حضرت زین العابدین سید الساجدین کے نام پر سجاد رکھا گیا۔

آہستہ آہستہ آپکی کرامات سے دنیا کو پتہ چلا کہ آپ معصوم، مخدوم، جلالی، قلندری مست الاست قلندر ہیں۔ زیادہ تر آپ لوگوں میں معصوم لڑکے والی سرکار کے نام سے مشہور ہیں۔ کیونکہ آپ کے کان میں سونے میں جڑا ہوا نیلم جو لڑکے کی شکل میں بنا ہوا ہے۔ ہم آپ کے نام نامی اسم گرامی القاب پر روشنی ڈالیں گے تاکہ قارئین آپ کے مقام اور مرتبہ ولایت کو پہچان سکیں۔

معصوم

آپ کو معصوم اس لئے کہا جاتا ہے کہ بچپن سے لیکر آج تک آپ نے معصوم بچوں کی طرح کوئی چیز اپنے ہاتھ سے نہیں کھائی اور آج تک آپ کے ہاتھوں میں وہی کھلونے موجود ہیں جو معصوم بچوں کی پسند ہوتے ہیں۔ یہ کھلونے ظاہر کرتے ہیں کہ آپ میں ابھی تک معصومیت گردش کر رہی ہے۔ بعض اوقات آپ کے لب و لہجہ سے بھی آپ کی معصومیت جھلکتی ہے۔ اسی معصومیت کی وجہ سے آپ نے دنیا کی تمام نفسانی خواہشات کو اپنے سے دور رکھا اور ازدواجی زندگی سے بھی پاک رہے۔

مخدوم

مخدوم اُس کو کہتے ہیں جس کی خدمت کی جائے اور خدمت کرنے والے کو خادم کہتے ہیں۔ آپ نے پوری زندگی اپنے ہاتھ سے کوئی چیز استعمال نہیں کی عقیدت مند ہی آپ کی خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ یہ نہیں کہ آپ خود کھا نہیں سکتے۔ سب کچھ ٹھیک ہونے کے باوجود مشیتِ الٰہی پر ایسے کرتے آئے ہیں۔ آپ کو اس لئے مخدوم کہا جاتا ہے۔ مخدوم جہانیاں سرکار کی وجہ سے بھی آپ کو مخدوم کا لقب دیا گیا۔

جلالی

آپ کے پاس جو عقیدت مند آتے ہیں وہ زیادہ جانتے ہیں کہ بعض اوقات آپ پر جب جلال کی کیفیت آتی ہے تو بڑے بڑے لوگ آپکے جلال کی تاب نہیں لاتے۔ آپ کی نظروں سے نظریں ملانا کسی کے بس کی بات نہیں یہ سب جلال کی وجہ سے ہے۔ آپ کو جلالی اس وجہ سے بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ کے جدامجد کا نام بھی سید شیر شاہ قطب کمال سرخ جلال الدین بخاریؒ ہے۔ یعنی جلال الدین کی وجہ سے جلالی کہا جاتا ہے۔

قلندری

قلندر کے بارے میں پیچھے بیان کر چکے ہیں لیکن آپ کے بارے میں بھی کچھ ذکر ہونا ضروری ہے۔ آپ دن کے وقت لوگوں کے سامنے معرفت سے بھرپور باتیں کرتے ہیں لیکن رات کی تنہائی میں اپنی آواز میں خود شاعری بنا کر بلند آواز سے محمد و آل محمد ﷺ کی شان بیان کرتے ہیں۔ آپ کا ایک مشہور شعر ہے

رتبہ بلند ہو گیا اوندے اعمال دا

حبدار بن گیا جو زہرا دے لال دا

کسی نے آپ کو آج تک صحیح حالت میں سویا ہوا نہیں دیکھا یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ آپ چوبیس گھنٹے میں چند لمحے ہی آرام کرتے ہیں لیکن اس آرام کے وقت بھی آپ کا جسم حرکت میں ہوتا ہے یعنی ٹانگ یا بازو مستی کی حالت میں حرکت کر رہا ہوتا ہے۔ اگر آپ ان کے قریب بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ نے سوچا کہ سرکار سو گئے ہیں جوں ہی آپ کے دل میں خیال آئے گا آپ فرمائیں گے کہ یہ کیا کہا تو نے۔ یہ عام آدمی کے بس کی بات نہیں یہ سب کچھ صرف اس پاک ذات کے خاص بندے یعنی قلندر ہی کر سکتے ہیں۔

مست الاست

اللہ تعالی نے اپنی پاک کلام میں ارشاد فرمایا کہ تو میرا بن جا میں تیرا بن جاؤں گا یعنی کہ اے انسان میرے امر کے مطابق اگر تو نے زندگی گزاری تو تو جو کہے گا میں اس بندگی کے صدقے تیری ہر بات مان لوں گا۔

اس لئے مست الاست کی زبانِ معطر سے نکلی ہوئی ہر بات منظور ہوتی ہے اس کی تاریخ بھی گواہ ہے کہا جاتا ہے کہ مست لوگ زیادہ غصہ کرتے ہیں تو جناب مست جو صرف اور صرف خدا کی یاد میں ہوتا ہے اللہ کی بندگی میں اپنے آپ کو ختم کر لیتا ہے ان کو کسی دنیاوی

رونق سے دلچسپی نہیں ہوتی تو جب لوگ یعنی دنیا والے دنیادار مست الاست کے پاس جاتے ہیں جو دنیا کو تین طلاق دے چکے ہوتے ہیں تو وہ غصے میں آجاتے ہیں کہ جب میں نے دنیا کو چھوڑ دیا ہے تو دنیاوالے مجھ سے کیا لینے آتے ہیں لیکن معرفت کی نگاہ رکھنے والے لوگ آپ کے غصے کو نہیں دیکھتے بلکہ اسی غصے سے رشد و ہدایت اور سکونِ قلب لیے بغیر نہیں جاتے۔

آپ کی جائے پیدائش

آپ کی پیدائش گاؤں گاہی سیداں ضلع چکوال میں ہوئی وہ مکان آج بھی اسی حالت میں موجود ہے۔ جس میں آپ کی پیدائش ہوئی۔

تاریخ پیدائش

آپکی پیدائش 2 فروری 1941ء کو ہوئی

تعلیم و تربیت

والدین کی خواہش ہوتی ہے اور فرض بھی ہے کہ اولاد کو تعلیم و تربیت ضرور دلائیں تاکہ وہ اپنا مستقبل روشن کر سکے۔ لہذا آپ کے والدین کی خواہش تھی کہ آپ دینی اور دنیاوی تعلیم کے زیور سے آراستہ ہوں جب آپ کی عمر مبارک پانچ چھ سال ہوئی تو آپ کو بڑی شان و شوکت کے ساتھ گاؤں کے سکول میں بھیجا گیا۔ اس وقت والدین کے علاوہ اور کم ہی لوگ جانتے تھے کہ آپ کی حرکات سے کچھ اور ہی محسوس ہوتا ہے۔ لوگوں کو کیا پتہ کہ اسی بچے کے سامنے جرنیل اور وزیر مشیر اور افسران جھکیں گے۔ ان کو کیا پتہ کہ یہ مادر زاد ولی قلندر ہے۔ سرکار سکول میں جاتے تو سب بچوں سے علیحدہ بیٹھ کر پڑھنے کے بجائے کھیلنے میں مصروف ہو جاتے۔ آپ کا کھیل بچپن میں زمین پر لکیریں ڈالنا تھا جیسے کوئی زمین پر کچھ لکھ رہا ہو۔

جب اساتذہ صاحبان نے دیکھا کہ یہ حسبی نسبی سید ہماری تعلیم دینے سے پہلے بہت کچھ جانتا ہے تو انہوں نے آپ کے گھر والوں کو بتادیا کہ ہم آپ کے اصرار پر ان کو گھر میں پڑھادیا کریں گے لیکن یہ سکول میں نہیں پڑھ سکتے۔ آپ کے ظاہری استادوں میں نور پور کے محمد امیر صاحب اور رنسیال کے خدا بخش تھے لیکن اندر سے آپ کے ساتھ نہایت عقیدت رکھتے تھے۔

روحانی تربیت

آپ نے روحانی تعلیم و تربیت اپنی والدہ محترمہ سے حاصل کی۔ جو اس وقت کی مستورات کے لئے عملی نمونہ تھیں۔ پاکدامن، نیک، خوش اخلاق اور صاف گو غریبوں اور مسکینوں کے لئے راحت اور سکون، صوم صلواۃ کی پابند اور رحمدل خاتون تھیں ان کے علاوہ اپنے ماموں حضرت سید عباس علی شاہ نقوی بخاری سے بھی روحانی تعلیم حاصل کی۔

حضرت سید عباس علی شاہ سرکار نے جب دیکھا جو اس وقت کے پیر کامل اور مست قلندر تھے انکی کرامات اور روحانی رشدوہدایت اپنے عروج پر تھیں۔ انہوں نے کہا کہ میرا یہ بھانجا دنیا کو کچھ کر کے دکھائے گا انہوں نے اپنے سر مبارک سے اپنی پگڑی اتار کر حضرت سید سجاد حسین معصوم بخاری کے سر پر رکھ دی۔ اس سے سب کو اندازہ ہو گیا کہ عباس علی شاہ سرکار نے اپنی زندگی میں اپنا وارث چن لیا۔ جب آپ کی عمر 10 سال یا 11 سال کی ہوئی اور آپ نے دنیا کو اپنا اصلی رنگ یعنی قلندری لائن دکھائی تو عباس علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ دو شیر ایک جنگل میں اکٹھے نہیں رہ سکتے تم ابھی چھوٹے ہو میں ہی کوئی اور علاقہ پسند کر لیتا ہوں یہ کہہ کر آپ پردہ غیب میں چلے گئے۔ کافی کوششوں کے باوجود آپ کا کہیں سراغ نہ ملا۔ بعض لوگوں کی زبانی پتہ چلتا رہتا تھا کہ عباس علی شاہ سرکار لاہور بی بی پاکدامن کے دربار پر دیکھے گئے ہیں۔ کوئی آکر پیغام دیتا کہ اوچ شریف، شہباز قلندر کے دربار میں دیکھا ہے اور

کوئی حج کے دوران آپکی زیارت کرتا۔ کسی نے ہندوستان اور کراچی وغیرہ میں دیکھا لیکن جوں ہی آپ سے کہا جاتا کہ آپ گھر تشریف لے جائیں کیونکہ سادات کے ساتھ ساتھ سب لوگ آپ کی انتظار میں بیٹھے ہیں تو آپ فرماتے کہ دو برابر کے شیر ایک جگہ نہیں رہ سکتے اور نہ ہی دو تلواریں ایک نیام میں آسکتی ہیں۔ وہ علاقہ میں نے سجاد حسین شاہ کو دے دیا ہے اور خود یہاں آگیا ہوں۔ وہ ہی میرا وارث اور جانشین ہے۔ اس کی خدمت کرو اور اپنے مقاصد پورے کراؤ۔

بیعت

جیسا کہ مختلف تاریخوں میں درج ہے کہ فلاں ولی نے فلاں پیر و مرشد کی بعیت کی ہے یا فلاں پیر و مرشد نے فلاں پیر صاحب کی خدمت کر کے یہ مقام فخر حاصل کیا ہے۔ لیکن باوا سید سجاد حسین معصوم بخاری لڑکے والی سرکار نے نہ ہی کسی کی بعیت کی اور نہ کسی کی خدمت کر کے یہ مقام حاصل کیا ہے۔ بلکہ یہ بلند مقام آپکو اللہ تعالی نے شکم مادر میں ہی دے دیا تھا۔ اور مادری ولی کہلائے۔ کسی پیر و مرشد نے زندگی کی لذتیں حاصل کرنے یا زندگی کے کچھ حصے کے بعد یہ مرتبہ حاصل کیا جبکہ آپ مادری ولی ہیں۔

بچپن اور شباب

حضرت سخی سید سجاد حسین معصوم بخاری لڑکے والی سرکار کا بچپن نہایت ہی پر اثر گذرا ہے۔ آپ نے بچپن ہی سے دوسرے بچوں کی طرح نہ ہی کوئی کھیل کھیلا اور نہ ہی کوئی ایسی شرارت کی جو عام بچے کرتے ہیں نہ ہی اپنے ہاتھ سے کوئی چیز کھائی ہے۔ آپ کا کھیل اور شرارت دوسرے بچوں سے بالکل جدا تھی۔ آپ ابھی چل نہیں سکتے تھے کہ آپ جانوروں سے زیادہ پیار کرتے اور ان کو دیکھ کر آپ خوش ہوتے کبھی اگر کوئی سانپ آجاتا تو اس کو اپنی طرف متوجہ کر کے پکڑ لیتے اور اس سے کھیلتے جب آپ نے چلنا پھرنا شروع کیا تو آپ کو

سکول بھیجا گیا لیکن وہاں پر زیادہ عرصہ نہ گئے سکول سے فارغ ہونے کے بعد آپ کا زیادہ تر وقت گھر سے باہر ہی گزرتا آپ کی والدہ محترمہ کا فرمان ہے کہ پہلے پہل میں آپ کو اپنے ہاتھ سے چیزیں کھلاتی۔ لیکن کب تک آخر میں نے آپ کے سامنے مختلف چیزیں رکھنا شروع کر دیں کہ بھوک لگنے پر خود کھالیں گے اور اپنے ہاتھ سے کھانے کی عادت پڑ جائے گی لیکن میری ساری کوششیں ناکام ہوئی۔ کئی دفعہ تو میں نے آپ کے سامنے چیزیں رکھ کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا کہ شاید بھوک لگنے پر کھالیں گے۔ کئی دفعہ آپ کی جیب میں چیزیں ہنا کر ڈال دیتی کہ شاید باہر جا کر کھالے لیکن میرے دل کی بات پوری نہ ہوئی۔

آخر خود ہی چیزیں کھلانا شروع کیں اور دیکھتے دیکھتے آپکی خدمت گاؤں کے لوگوں نے کرنا شروع کر دی۔ بچپن سے ہی آپ کو ڈھول سننے کا بڑا شوق رہا ہے۔ اسی شوق کی وجہ سے آپ خود بڑی اچھی طرح ٹین کا ڈھول بنا کر بجاتے اور سکون محسوس کرتے۔ جب بھی آپ ٹین کا ڈھول بنا کر بجاتے تو بڑے بڑے ڈھولی حیران رہ جاتے اور سوچتے کہ آپ کو ڈھول کس نے سکھایا ہے اور اتنی قسم کا ڈھول کیسے بجالیتے ہیں۔ وہ ٹین کا ڈھول آپ کے گلے میں ہوتا اور دو عدد چھڑیاں آپکے ہاتھ میں ہوتیں ڈھول بجاتے ہوئے گاؤں کی گلیوں میں سے گزرتے اور زیادہ وقت گاؤں سے جنوب کی طرف کھیتوں میں گزارتے۔ کھیتوں میں آپکی سب سے بڑی شرارت یہ ہوتی کہ آپ مال مویشی کو ایک جگہ اکھٹا کر دیتے اور وہ سارا دن وہاں کھڑے رہتے ۔ کئی دفعہ آپ جانوروں کی دمیں ایک دوسرے کے ساتھ باندھ دیتے۔

آپ نے بچپن ہی سے مختلف جانوروں کی سواری کی ہے۔ آپ نے پاگل اونٹ اور شیر پر بھی سواری کی اور شیر کے بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھے گئے۔ آپ غسل کرنے سے کتراتے ہیں۔ اور صاف ستھرے کپڑے جلدی خراب کر دیتے تاکہ لوگ آپ سے نفرت کریں۔ آپ بچپن ہی سے ایسے کام کرتے آئے ہیں کہ لوگ دیکھ کر آپ سے دور ہو جائیں تاکہ آپ خود تنہائی میں رب کریم کی عبادت کر سکیں۔ لیکن معرفت کی نگاہ رکھنے والے آپکو کہاں چھوڑتے تھے ان لوگوں کو آپکی حرکات کی بالکل پرواہ نہ تھی وہ آپ کے قریب ہوتے گئے اور اپنی حاجات

پوری کرواتے۔

آپ نے زندگی کے اوائل میں تقریبا 12 سال سے زیادہ تر کھیتوں میں اور جنگلات میں گذارا۔ جہاں آپکے جدامجد حضرت پیر سید شیر اللہ داد شاہ بخاری نے چلہ کشی کی وہاں پر ہی آپ نے بھی بڑا عرصہ گذارا۔ کوٹ کلیجی (جو گاہی گاؤں سے دو کلو میٹر جنوب کی طرف ہے) کی مسجد میں، سادات وراجپوت کے قبرستان میں اور نیچے جنگل ڈکھالہ میں سردیوں کی سخت ترین سردی میں آپ نے لگاتار کئی کئی ہفتے وقت گذارے اور عبادت الٰہی فرمائی۔

آپکے ماموں اور آپکے بھائی آپکو وہاں سے لے آتے۔ کیونکہ موسم برسات میں بارش ہونے پر پہاڑوں سے تیزی کے ساتھ پانی نیچے چلتا ہے اور ندی نالوں میں بڑی تیز رفتاری سے بہتا ہے۔ اس وقت پانی کی رفتار اتنی تیز ہوتی کہ ندی نالوں کو عبور کرنا بڑا مشکل ہوتا اور ڈر تھا کہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ کیونکہ آپ گرمیوں اور سردیوں میں اندھیری راتوں میں جنگلات میں رہے۔ جسکی وجہ سے آپکے گھر والے پریشان ہو جاتے۔ آپکی والدہ صاحبہ کبھی کبھی سوچتیں کہ کوئی چیز آپکو کھانہ جائے یا بھوک پیاس کی وجہ سے کمزور نہ ہو جائیں اور ڈر نہ جائیں یعنی ان کو وسوسے کافی ہوتے لیکن جب سرکار رات کے کسی پہر گھر تشریف لاتے تو اپنی والدہ سے پوچھتے کہ آپ پریشان نہ ہوا کریں میری حفاظت اللہ تعالی کے فرشتے کرتے ہیں۔ لوگ جو اپنے لیے روٹی وغیرہ لے کر آتے ہیں وہ مجھے کھلا دیتے ہیں۔ شیر میرے پاس ہوتے ہیں اور سانپ میرے ہاتھ میں پھر مجھے کس چیز سے ڈر لگے۔

ایک دن اسی علاقہ سے ایک آدمی مری گیا جو لال شاہ کی نگری ہے تاکہ لال شاہ مری والی سرکار سے دعا کرائیں کیونکہ باوا حضرت سید لال شاہ مری والی سرکار کی کرامات اس وقت اپنے عروج پر تھیں آپ کا نام پورے پاکستانیوں کی زبان پر عام تھا آپ بھی بڑے غصے والے مست قلندر تھے آپکی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہر لفظ پورا ہوتا۔ جب اس آدمی نے دعا کروائی تو سرکار نے فرمایا کہ تو میرے پاس کیوں آیا ہے۔ جبکہ تیرے علاقہ میں ایک مادری ولی اتارا گیا ہے۔ اب سے تو اس کے پاس جایا کر اور میرا اسے سلام کہنا۔

وہ شخص سید سجاد معصوم بخاری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس شخص سے نرمی کے ساتھ بات کی ورنہ اس وقت آپ کے پاس جانا اتنا کوئی آسان نہ تھا۔ آپ نے اس کی حاجت روائی فرمائی۔ جب آپکے بھائی سید نیاز حسین بخاری کو لال شاہ مری والی سرکار کا علم ہوا تو آپ ان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے تیار ہو گئے۔ ابھی آپ مری میں داخل ہی ہو رہے تھے کہ لال شاہ سرکار نے اپنے خادم سے کہا کہ ایک کپڑا میرے ساتھ بچھادو میرا اپنا آرہا ہے۔ سب لوگ اور خادم حیران ہوئے کہ آج تک آپ نے ایسا نہیں فرمایا اور آپ نے ہمیشہ لوگوں کو اپنے سے دور رکھا ہے۔ جب آپ سلام کر کے عقیدت مندوں کے درمیان بیٹھنے کے لیے پیچھے ہوئے تو لال شاہ سرکار نے فرمایا کہ تو میرے ساتھ بیٹھ تو سید زادہ ہے اور میری بات غور سے سن۔ وہ مادری ولی ہے اسے نہ بھوک لگتی ہے نہ نیند آتی ہے سوائے اللہ کے اس کے دل میں کسی کا خوف نہیں۔ اس کی خدمت میں ہی آپ سب کی عظمت ہے۔ جب سید نیاز حسین مخدوم بخاری گھر تشریف لائے تو اپنی والدہ اور ماموں کو سارا حال سنایا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مجھے تو پہلے ہی یقین تھا۔

بچپن سے ہی آپ کو حلوہ کھانے کا بڑا شوق رہا ہے۔ جس کی حاجت پوری ہونی ہوتی اس سے آپ حلوہ مانگتے یا جس کا حلوہ آپ کھا لیتے اس کی حاجت پوری ہو جاتی۔ گاؤں میں آپ کو اگر کوئی کہتا کہ فلاں گھر میں حلوہ پکا ہوا ہے تو آپ سیدھا اسی گھر میں جاتے جس میں حلوہ پکا ہوتا تھا۔ یہ ابتدائی کرامات تھی کیونکہ آپ تو زیادہ تر گاؤں سے باہر وقت گذارتے اور لوگوں کا نام وغیرہ زیادہ نہیں جانتے اور نہ ہی پوچھتے کہ وہ گھر کہاں ہے۔ بلکہ صرف نام سن کر آپ اس گھر میں پہنچ جاتے۔

ایک صبح ابھی فجر کی نماز لوگ جامع مسجد میں پڑھ رہے تھے کہ لوگوں نے سنا کہ ایک بلند و سخت قسم کی چیخ بلند ہوئی جو پورے گاؤں میں سنی گئی۔ کسی نے کہا کہ یہ آواز تو معصوم سجاد بادشاہ کی ہے۔ سب لوگ اس چیخ کی طرف دوڑے وہ چیخ ہی ایسی تھی کہ جیسے کسی نے تیز آلے کے ساتھ آپ کو ذبح کر دیا ہو۔ وہ چیخ اس وقت آپ کے گھر سے نیچے کھیت کے ایک

ٹوٹے ہوئے بند میں سے آئی۔ جب دوڑے دوڑے آدمی پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سرکار زندہ ہیں لیکن آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو چکا تھا۔

پوچھا گیا تو لوگوں نے محسوس کیا کہ آپ کا لب ولہجہ تبدیل ہو چکا ہے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ کی گالوں میں سے خون نکلنے والا ہے۔ آپکا چہرہ بالکل انار کی طرح سرخ تھا آنکھوں میں ایک عجیب چمک پیدا ہو چکی تھی۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ میرا اسلام کرو۔ سب پر زبان کا اتنا اثر ہوا کہ سب آپکے قدموں میں گر پڑے بعد میں لوگ آپ کو گھر لے گئے۔ اس واقعہ کے بعد آپ میں اور زیادہ فقر آگیا۔ پہلے سے زیادہ جلدی آپکی ہر بات پوری ہو جاتی۔

جب آپ نے اپنی پہچان گاہی میں مکمل کرائی تو آپ نے گفانوالہ کا رخ کیا اور اللہ دتہ مسلم شیخ کے گھر میں قیام کیا وہ آپ کو معرفت کی نظر سے پہچان چکا تھا۔ اس نے جس طرح غربت میں آپ کی خدمت کی کم ہی لوگ ہونگے جو کر سکیں۔ آپ نے بھی اس کا ادھار نہ رکھا اور لوگوں نے دیکھا کہ اللہ دتہ کو بزرگوں کی دعائیں کس طرح لگیں۔ آپ نے اس کی ہر مشکل میں مدد فرمائی۔

اللہ دتہ کے گھر سے واپسی پر آپ نے اپنے گھر گاہی قیام فرمایا اور لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے لگے۔ پھر اپنی بیٹھک سے اٹھے اور اس جگہ پر ڈیرہ لگا لیا جہاں آپ کمسنی کے وقت کھیلتے تھے۔ یہ مقام جامع مسجد کے پیچھے ڈھیری بابا نور بادشاہ پر ہے۔ آج یہاں پر آپ کی یادگار موجود ہے جو گاؤں کے تعاون سے دوبارہ تعمیر ہوئی ہے۔

چلتے چلتے رشد وہدایت کا یہ نایاب ستارہ پوری دنیا پر ایسا چمکا کہ لوگ پورے ملک سے حاجت روائی کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور سکون قلب حاصل ہونے پر واپس جاتے۔ لوگ گھریلوں پریشانیوں کو دور کرانے کے لیے آپکو ملک کے کونے کونے میں لے جاتے ہیں آج آپ کا زیادہ تر وقت ملک کے مختلف حصوں میں گذرتا ہے۔ درمیان گاہی گفانوالہ میں کالا خاندان نے اپنی حاجت پوری ہونے پر آپ کو کچھ رقبہ دیا۔ جہاں پر آج آپ کا ڈیرہ ہے اس جگہ کو قصرِ سجاد کا نام دیا گیا۔ یہاں پر آپکی خدمت میں نہ صرف مسلمان بلکہ

دوسرے مذاہب کے لوگ بھی آتے ہیں۔

جوانی میں آپ کا چہرہ نور کی طرح چمکتا۔ آپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا بہت مشکل تھا۔ کیونکہ بڑے بڑے آپکے حسن کی تاب نہ رکھتے۔ آپ خوبصورتی میں یوسف ثانی رہے ہیں۔ ساری ساری رات جاگنے اور کھڑا رہنے اور ہر وقت عبادت الٰہی میں مشغول رہنے اور اپنے ہاتھ سے کوئی چیز نہ کھانے کی وجہ سے اور ولایت کی وجہ سے آپ جلد ہی بڑھاپے کی طرف سفر کرنے لگے۔ حلوہ زیادہ اور مٹھائی کھانے کی وجہ سے آج آپ کے سارے دانت گر چکے ہیں۔ آپکی زلفوں میں مکمل سفیدی آگئی ہے۔ بڑھاپے کے باوجود آپکی آواز اور آپکے جاہ و جلال میں کوئی فرق نہیں پڑا۔

ہزاروں کی تعداد میں مرید صبح و شام آجا رہے ہیں اور اپنی حاجتیں پوری ہونے اور سکون قلب حاصل ہونے پر جا رہے ہیں۔

عظمت

حضرت سید سجاد حسین معصوم، مخدوم، جلالی، قلندری، مست الاست، لڑکے والی سرکار کی اس سے زیادہ عظمت اور کیا ہو گی کہ آپ حسب و نسب کے لحاظ سے فاطمی سید ہیں۔ جن کے بارے میں سرکارِ دو جہاںؐ نے فرمایا!

میں تم لوگوں کے لیے دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم نے ان سے راہنمائی حاصل کی تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک ہے قرآن مجید اور دوسری میری عترت یعنی اولاد۔

ایک دفعہ موجب کائنات رسول پاکؐ کہیں جا رہے تھے اور اپنی اولاد کی شان بیان فرما رہے تھے کہ ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اگر آپکی اولاد میں سے کچھ لوگ غلط راستوں پر چل پڑیں تو پھر بھی ہم کو انکی عزت کرنی ہو گی۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ مشرک نہ ہو جائیں تو آپ لوگوں پر فرض ہے کہ اگر وہ نیک و متقی ہیں تو ان کی اپنی وجہ سے اور اگر وہ بد کردار ہیں تو

میری وجہ سے ان کا احترام کرو۔ اگر وہ غلط راستے پر چل پڑیں تو انکو اسی کی سزا ضرور ملے گی لیکن جب آپ انکی عزت کریں گے تو اسکا اجر آپ لوگوں کو ضرور ملے گا۔

پھر آپ نے ایک گندے تالاب کے قریب سے گزرتے ہوئے فرمایا کہ کیا یہ پانی کسی کام آسکتا ہے تو کچھ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ یہ تو کسی کام کا نہیں کیونکہ یہ انتہائی بدبودار اور گندہ ہے اس سے نہ تو غسل کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس سے وضو اور نہ ہی اسکو پینے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا!

کہ یہ گندہ پانی بھی بڑا قیمتی پانی ہے کیونکہ یہ گندہ پانی آگ کی تپش کو تو کم کر سکتا ہے یاد رکھو! اسی طرح میری اولاد اگر اتنی ہی گندی کیوں نہ ہو جائے تو پھر بھی دوزخ کی آگ کو سرد کر سکتی ہے۔ یہ سن کر سب صحابہؓ نے سبحان اللہ سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا۔ اور ان کے دلوں میں یہ بات بیٹھ گئی اس لئے نیک صحابہؓ نے اس بات کو ذہن نشین کر لیا اور آخر دم تک آل محمدؐ کا ساتھ دیا اور آنے والی نسلوں کو بتادیا کہ اولاد رسولؐ کی عزت کس طرح کی جانی چاہیے۔

اللہ تعالی ہم سب کو سادات کی عزت اور خلوص دل سے احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆

شجرہ عالیہ

شجرہ عالیہ

آپ کا شجرہ طیبہ مندرجہ ذیل ہے۔

حضرت سید سجاد حسین معصوم بخاری المعروف لڑکے والی سرکار بن سید برکت علی بخاری بن سید شیر شاہ بخاری بن سید جعفر شاہ بن سید امیر شاہ بن سید جلال شاہ بن سید قاضی عارف شاہ بن سید بلاول شاہ بن سید گوہر شاہ بن حضرت سید شیر اللہ داد شاہ بخاری بن سید فرید علی شاہ سید حیدر شاہ بن سید عبدالرحمٰن شاہ بن سید خالق داد شاہ بن سید پیر محمد شاہ بن سید نظام الدین شاہ بن سید موزالدین شاہ بن سید قطب شاہ بن سید میران شاہ بن سید جلال شاہ بن سید کمال شاہ بن سید محمد سعید شاہ بن سید ابو سعید شاہ بن سید پیر محمد غوث شاہ بن حضرت شیر شاہ قطب کمال جلال الدین سرخ بخاری بن سید علی ابو ہموادہ بن سید جعفر ثالث شاہ بن سید محمد اول شاہ بن سید محمود اصغر بن سید احمد ابو یوسف بن سید عبداللہ ابو القاسم شاہ بن سید علی اصغر شاہ بن حضرت سید جعفر ثانی شاہ بن حضرت امام علی نقیؑ بن حضرت امام محمد تقیؑ بن حضرت امام موسیٰ علی رضاؑ بن حضرت امام موسیٰ کاظمؑ بن حضرت امام جعفر صادقؑ بن حضرت امام محمد باقرؑ بن حضرت امام زین العابدین علی سجادؑ بن حضرت امام حسینؑ بن حضرت امام علی المرتضیٰ شیر خدا ولی اللہ علیہ السلام۔

☆☆☆☆☆

آپ کے بارے میں خیالات

مادری ولی حضرت سید سجاد حسین معصوم مست بخاری لڑکے والی سرکار کے بارے میں مختلف برگزیدہ شخصیات کا اظہار خیال بہت ہی مختصر اعرض خدمت ہے تا کہ آپ کے رتبہ و مقام کو سمجھنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہو۔

فخر انسانیت ختمی مرتبت حضرت محمد ﷺ نے بابا نادر خان تلکھیالوی کو عالم خواب میں فرمایا کہ سجاد حسین میری نسل سے ہے ان کی خدمت میں میری خدمت ہے۔

چک حمید کے صوفی اللہ دتہ کو عالم خواب میں سردار الاولیاء شیر خدا حضرت علی اور سید سجاد حسین معصوم بخاری سے ملاقات ہوئی۔ معصوم سجاد بخاری نے صوفی صاحبؒ کو مظہر العجائبؑ کا تعارف کرایا تو آپ نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ تیری محبت ہے تو میری نسل کے اس بچے کی محبت بھی اپنے دل میں رکھ۔ صوفی صاحب نے اپنی ساری زندگی آپ کی خدمت میں گزاری اور یہ سبق اپنی اولاد کو بھی دے گئے۔ ملک منیر حسین اعوان کراچی کو زیارت حضرت علی شیر خدا ہوئی ملک نے جب آپ کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی جس میں سید سجاد بخاری کی تصویر تھی عرض کیا کہ آپ نے یہ تصویر کہاں سے لی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میری ذریت سے ہے اور اس وقت علاقہ ونہار میں اس کی حکومت ہے۔

7 محرم الحرام 1418ھ کو آپ کے بھتیجے سید حسن رضا بخاری نے خواب میں دیکھا کہ دربار نبوی لگا ہوا ہے جس میں حضرت محمد مصطفیؐ، حضرت علیؑ، حضرت امام حسنؑ و حسینؑ اور برگزیدہ صحابہ کرامؓ تشریف فرما ہیں اتنے میں سید سجاد معصوم بادشاہ دربار میں حاضر ہوتے ہیں صحابہ کرامؓ نے احترام کے ساتھ آپ کو بٹھایا تو حضرت محمد مصطفیؐ نے آپ کا تعارف کرایا کہ یہ میری اولاد میں سے ہے یہ میری اولاد کا تعارف بنے گا اسکو دنیا کا کوئی لالچ نہیں۔

گلفانوالہ کے ایک صاحب کو عالم خواب میں حج کے موقع پر امام زین العابدین علی سجادؑ کے ساتھ باوا سید سجاد معصوم سے ملاقات ہوئی۔ ان صاحب کے پوچھنے پر سجاد حسین بخاری

نے کہا کہ یہ امام سجاد ہیں جو مظہر العجائبؑ کے پوتے ہیں جب آپ نے مکمل تعارف کرایا تو امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ ہم تو اس دنیا سے پردہ کر چکے ہیں لیکن اس "سجاد" کی خدمت میں ہی اصل سجاد کی خدمت ہے۔

امداد حسین چانڈیوان کے ماموں اور حاجی امیر سید عثمان علی لال شہباز قلندر سرکارؒ کے عرس مبارک پر سہون شریف گئے وہاں پر آپ کی ملاقات شہباز قلندر سرکار سے ہوئی۔ جو چند منٹ ہی کی تھی بعد میں آپ غائب ہو گئے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ یہاں کیا لینے آئے ہو جبکہ اس وقت تمہارے علاقے میں قلندر موجود ہے۔ ہم نے پوچھا کہ وہ کون آپ نے فرمایا معصوم سجاد حسین اس کا نام ہے۔ موتی باغ کلر کہار مطیع اللہ خان کی والدہ اور میجر شاہ نواز شہید کی بیگم صاحبہ کو امام بری شاہ لطیفؒ نے عالم خواب میں فرمایا کہ ہمارا جانشین ولی دوراں سجاد حسین تیرے علاقے میں ہے اس کے بعد تو ان کے پاس جایا کر۔

کراچی کے سید اقرار حسین شاہ صاحب کو عالم خواب میں ان کی بیٹی کی بیماری کے سلسلہ میں حضرت علی ہجویری داتا صاحبؒ نے فرمایا کہ اس کا علاج والی فقر سجاد معصوم کے پاس ہے۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی پریشانی دور ہو گئی۔

سید شیرانوالی سرکار جو چکوال کے ہی تھے وہ بھی مجذوب قلندر تھے باوا سید شیرانوالی سرکار اور سید معصوم سجاد بخاری کی ملاقاتیں کئی دفعہ میانی (بھیرہ) اور ملکوال میں ہوئی ہیں۔ لیکن ہر بار شیرانوالی سرکار نے آپ کا احترام کیا اور اپنے ملنگوں کو فرمایا کہ یہ مادر ولی ہے ملک علی شان صاحب کے ایک جلسہ میں تمام گدی نشین اور فقراء کھیوڑہ میں اکٹھے تھے۔

وہاں پر سید سجاد حسین معصوم بخاری بھی تشریف فرما تھے۔ جب دوسرے صاحبان کی ملاقات آپ سے ہوئی تو وہ آپ کی خدمت میں لگ گئے اس وقت باوا سید صدا حسین شاہ لاہور فرمانے لگے کہ اگر ایسی ہستیاں نسل رسولؐ میں نہ ہوتیں تو آج کے لوگ سادات کا احترام چھوڑ دیتے یہ ہی وہ ہستیاں ہیں جن کی وجہ سے سادات کا احترام باقی ہے یہ ہی اپنی جد کا تعارف بنتے ہیں۔ سید ولایت علی شاہ صاحب ڈھیری سیداں جن کا اپنا ایک نام ہے وہ بھی آپ کو

معرفت کی نگاہ سے پہچان چکے تھے وہ کہتے کہ یہ کوئی معمولی ہستی نہیں ہیں جھامرہ شریف جو باوا سید زمان شاہ اور پاک دیدار علی شاہ صاحب کی نگری ہے یہاں کے سادات کسی تعارف کے محتاج نہیں ہے۔ بڑی بڑی بزرگ ہستیاں گزری ہیں باوا سید شاہ قاسم مشہدی باوا سید سجاد حسین مشہدی سرکار بھی آپ کو نہایت عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان کی خدمت میں دونوں جہاں ہیں۔

غرض آپ سرکار کے بارے میں اور بہت سی ہستیوں کا اظہار خیال موجود ہے لیکن جگہ کی کمی کے باعث معذرت خواہ ہیں۔

ایسے سینکڑوں لوگ موجود ہیں جن کو آپ مختلف ہستیوں کے ساتھ عالم خواب میں ملے ہیں اور ان کی حاجت روائی فرمائی۔ کئی پریشان حال لوگوں کو خواب میں جا کر اپنے دربار پر بلایا اور ان کی حاجت پوری فرمائی۔ انشاء اللہ کتاب کے دوسرے حصے میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات کے تاثرات تفصیل کے ساتھ شائع کئے جائیں گے۔

ملک شبیر اعوان اور باوا سید سجاد حسین کی ایک یادگار تصویر

"کشف و کرامات"

حضرت سید سخی سجاد حسین معصوم بخاری جلالی قلندری لڑکے والی سرکار نے بچپن سے ہی اپنی کرامات سے دنیا کی آنکھ کھول دی۔ آپکی کشف و کرامات اگر لکھنا شروع کر دیں تو کئی کتابیں بھی کم ہونگی اور آپ کی کرامات پھر بھی مکمل نہیں ہونگی۔

لہذا آپ کے عقیدت مندوں کے اصرار پر ان کے دلوں کی تسکین کی خاطر مختصر سی کرامات کا ذکر کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے تاکہ آپ کا مقام دوسرے لوگوں کو پتہ چل سکے۔ کیونکہ آپ تو سمندر ہیں اور پیاسے کے لئے ضروری ہے کہ اسے پینے کے لئے پانی مل جائے آپ کی کرامات سے اقتباس اس لئے پیش کر رہے ہیں کہ شاید کوئی دکھی۔ کوئی بے اولاد، یا بے جرم قیدی اور غریب ان کو پڑھ کر آپ کی خدمت میں آکر اپنی حاجتیں پوری کروا سکے۔ اور سکون قلب کے ساتھ ساتھ رشدوہدایت حاصل کر سکے کیونکہ کوئی بھی آدمی اپنے کسی دوست یا عزیز و اقارب کے سامنے کسی ڈاکٹر یا حکیم کی شان نہیں بڑھاتا بلکہ اس نے جو دیکھا ہوتا ہے یا اس کو جس مرض سے شفا ہوتی ہے تو وہ مشورہ دیتا ہے کہ اگر تجھے یہ مرض ہے تو فلاں حکیم یا ڈاکٹر کے پاس جا۔ انشاء اللہ تیری مرض کی شفا ہو جائے گی کیونکہ وہ یقین سے کہتا ہے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

ڈاکٹر علامہ اقبال نے کہا!

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتیں ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

ابھی آپ بہت کم سن ہی تھے کہ اس وقت بھی آپ کے پاس بہت لوگ دعائیں کروانے کے لئے آتے۔ ان میں ماسٹر محمد امیر صاحب نورپوری اور ان کے ساتھ ماسٹر خدابخش

صاحب جو رنسیال کے رہنے والے تھے آتے تھے انہوں نے ایک دن کہا کہ ہم نے آپ کو تعلیم دینی چاہی لیکن جو تعلیم آپ نے پائی وہ ہمارے نصیب میں کہاں۔

ماسٹر محمد امیر نے عرض کی کہ آپ دعا فرمائیں میری بیوی بیمار ہے وہ ٹھیک ہو جائے اور اللہ تعالی ہمیں اولاد نرینہ عطا فرمائے۔ آپ نے ماسٹر صاحب سے فرمایا کہ جا تیری بیوی ٹھیک ہو جائے گی اور اللہ تجھے اولاد بھی دے گا جو کاروں پر سیر کرے گی۔

بعد میں ایسا ہی ہوا۔ لیکن جب ماسٹر خدا بخش صاحب نے کہا کہ دعا کریں کہ میری بھی اولاد ہو آپ نے فرمایا کہ خشک (سوکی) جھاڑی میں کیسے ہرا کر سکتا ہوں اس لئے انکی اولاد نہ ہو سکی۔

تار آنا

ایک دن بچپن میں آپ حسب معمول سارے گاؤں کے مال مویشی اکٹھے کر رہے تھے تا کہ ان مالکوں کو پتہ چلے جو گھروں سے جانور ایسے ہی نکال دیتے ہیں اور جانور فصلوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ آپ ہی تھے جو ایسا کرتے تھے کسی کے بس کی بات نہیں کیونکہ گاؤں کے تین چار سو جانور تھے اور انکو ایک جگہ اکٹھا کرنا انتہائی مشکل تھا وہ سب جانور آپ کے حکم کے مطابق کھڑے رہتے اور آپس میں لڑتے بھی نہیں تھے ورنہ جانوروں کی عادت ہوتی ہے کہ ایک گھر کے جانور دوسرے گھر کے جانوروں سے لڑتے ہیں۔

ابھی آپ جانوروں کو اکٹھے کرنے کے شغل میں مصروف تھے کہ ایک آدمی آیا اس نے آپ کو اس کام سے باز رہنے کے لئے ڈرایا تا کہ آپ اس کام سے باز آجائیں۔

اس نے مذاق میں کہا کہ میں آپکو درخت کے ساتھ باندھ دوں گا ابھی وہ آپ سے باتیں کر ہی رہا تھا کہ آپ بہت غصے میں آگئے تو مجھے باندھے گا پھر آپ نے فرمایا گھر جا تیرا تو تار آگیا ہے اب تو روے گا اب تو روے گا یہ کہتے ہوئے آپ بھی واپس گاؤں میں آگے۔ جب وہ

صاحب گھر تشریف لائے تو کچھ دیر کے بعد ان کا کراچی سے تار آیا کہ آپ کا بھائی رضاالہی سے وفات پا گیا ہے جو صاحب فوت ہوئے تھے وہ کراچی میں ہی دفن ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے بندوں کے ساتھ مذاق بھی عذاب بن جاتا ہے۔

پاگل اونٹ

جب آپ کو لوگوں نے پہچان لیا اور آپ کی کرامات نے ثابت کر دیا کہ آپ مادری ولی ہیں تو آپ نے بچپن ہی سے جنگلات کا رخ کر لیا۔ کافی عرصہ آپ زیادہ تر وقت جنگلات میں گزارتے کم سنی کے باوجود سوائے خوف خدا کے آپ کو کسی چرند پرند یا جانور کسی زہریلے کیڑے کا بالکل خوف نہیں تھا آپ آدھی آدھی رات کو لوگوں کے گھروں میں داخل ہو جاتے لیکن ان گھروں میں کھلے ہوئے حفاظتی کتے آپ کی طرف منہ بھی نہ کرتے اور نہ ہی آج تک کسی کتے۔ سانپ شیر یا چیتے میں جرات ہوئی کہ آپ کیطرف میلی، آنکھ بھی کر سکیں۔ بڑے بڑے جابر قسم کے جانور آپ کو دیکھ کر دم ہلانے لگتے ہیں اور بعض تو دم دبا کر بھاگ جاتے ہیں۔ کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ آپ کے حکم پر بھینس گائے۔ بیل ایسے کمرے میں آکر آپ کا سلام کرتے ہوئے نظر آئے ہیں جہاں کافی تعداد میں عقیدت مند بیٹھے ہوئے ہوں اور ڈھول بجا رہے ہوں اور کمرہ تنگ ہو۔ کئی دفعہ سالانہ میلہ جو قصر سجاد پر لگتا ہے کے دوران جابر قسم کے بیل گھوڑے اونٹ وغیرہ آپ کا سلام کرتے ہوئے نظر آئے ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے پیارے بندوں کو خدا کے جانور بھی پہچان لیتے ہیں لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ اشرف المخلوقات میں بعض ایسے بھی لوگ ہیں جو ان لوگوں کا مذاق اڑا کر اپنی آخرت خراب کرتے ہیں۔ اللہ تعالی ایسے لوگوں کو بھی ہدایت عطا فرمائے۔

ابھی آپ کا بچپنا ہی تھا کہ ایک دن آپ جنگلات میں ڈھکالہ (کوٹ کلیجی) گئے ہوئے تھے سرکلاں کے رہائشی کچھ لوگ لاٹھیاں، کلہاڑیاں وغیرہ اٹھائے ہوئے ایک پاگل اونٹ کے

پیچھے لگے ہوئے تھے تا کہ اس اونٹ کو ختم کیا جائے اور اس بیماری کے بڑھنے کا خطرہ ختم کیا جائے اونٹ کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی اور وہ لوگوں سے کافی آگے آگے دوڑ رہا تھا کیونکہ وہ لوگ اس اونٹ کو ہلاک کرنا چاہتے تھے کہ آپ کو آواز آئی آپ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک اونٹ آگے آگے آرہا ہے اور اس کے پیچھے لوگ دوڑے آرہے ہیں اونٹ جب آپ کی طرف مڑا تو وہ لوگ پریشان ہو گئے اور سوچنے لگے کہ اللہ کرے یہ اونٹ اس بچے کو کچھ نہ کہے کیونکہ اونٹ کافی گھبرایا ہوا تھا وہ کچھ بھی کر سکتا تھا جوں جوں اونٹ آپ کی طرف بڑھ رہا تھا ان لوگوں کی پریشانی میں اضافہ ہوتا گیا۔ آخر وہ لوگ ساکت ہو گئے آگے اس لئے نہیں بڑھے کہ ہمارے ڈرانے پر وہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچائے آخر وہ اونٹ آپ کے سر پر جا کر کھڑا ہو گیا سب کی سانسیں رک رہی تھیں جب آپ نے اونٹ کی طرف دیکھا اس کے گلے میں تین فٹ کی رسی تھی آپ نے اس کو حکم دیا کہ سر نیچے کرو اس نے سر نیچے کیا آپ نے وہ رسی پکڑی اور ساتھ ہی پڑے ہوئے پتھر پر چڑھ کر اونٹ کو بیٹھنے کے لئے کہا اونٹ کے بیٹھنے پر آپ پتھر کے ذریعے اونٹ کی گردن پر پیچھے کی طرف منہ کر کے اور اس کے بالوں کو پکڑ کر بیٹھ گئے۔ بیٹھنے کے بعد حکم دیا کہ مجھے تم اپنے گھر لے چلو۔ یہ منظر دیکھ کر سب لوگ حیران رہ گئے ان لوگوں نے دیکھا کہ اب اونٹ کے منہ سے جھاگ غائب اور پاگل پن دور ہو چکا تھا آگے اونٹ آہستہ آہستہ جا رہا تھا اور پیچھے وہ لوگ آپ کی شان کے نعرے لگا رہے تھے اسی شان کے ساتھ جب وہ گاؤں سر کلاں پہنچے تو دوسرے لوگ آپ کو دیکھ کر حیران رہ گئے قافلہ بڑھتا گیا اور آخر جس کا اونٹ تھا اس گھر میں اختتام ہوا وہاں پر آپ کو تقریباً ایک ہفتہ رکھا گیا اور خوب خدمت کی گئی اس کے بعد سے وہ لوگ آپ کے زیادہ عقیدت مند ہو گئے۔

بابا حیات کڑے والا

بابا محمد حیات کڑے والا قوم قطبال کھیال کے رہنے والے تھے جتنی عقیدت ان کے دل

قلندروں والا تھا انہوں نے میں تھی شاید کسی میں اتنی ہو وہ اپنی مثال آپ ہی تھے۔ ان کا ذہن
باوا سید عباس علی شاہ سرکار بخاری کی دس سال سے زیادہ خدمت کی اور باوا سید سجاد حسین
معصوم بخاری کی تقریباً 45 سال خدمت کی اور سرکار کے جدامجد حضرت پیر سید شیر اللہ
داد شاہؒ کے مزار پر پوری زندگی چراغاں کیا۔ وہ روزانہ گھر سے چلتے گاہی سیداں آتے سرکار کی
خدمت کرتے اور اجازت ملنے پر واپس چلے جاتے۔ جتنی گرمی یا سردی ہو۔ طوفان ہو یا
موسلا دھار بارش ان کو سرکار کی ملاقات سے روک نہیں سکتی تھی ان کا ایمان مضبوط تھا جسکی
وجہ سے دنیاوی رکاوٹیں ان کا راستہ نہیں روک سکتی تھیں۔ بڑھاپے کے باوجود وہ روزانہ
کھیال سے پیدل گاہی آتے وہاں سے قصرِ سجاد آپ سرکار کی ڈیوٹی دیتے اور واپس چلے جاتے۔
سرکار نے کئی دفعہ ان کو جنت کی بشارت دی تھی۔

باوا سید عباس علی سرکار بخاری جب کھیال میں تشریف لاتے تو بابا حیات آپ کو اٹھا کر سیر کرواتا تھا وہ آپ کا گھوڑا بنتا تھا پھر بعد میں سید سجاد معصوم بخاری کو بھی اٹھا کر سیر کرواتا رہا۔ عباس علی شاہ سرکار کے پردہ میں چلے جانے کے بعد وہ آپ (سید سجاد معصوم) کا اور زیادہ عاشق ہو گیا۔ جہاں بھی آپ ہوتے ڈھونڈ کر وہاں پہنچ جاتے اور جو بھی خدمت ہوتی کرتے۔ بابا حیات سے پوچھنے پر پتہ چلا کہ آپ سرکار کو اتنا کیوں چاہتے ہیں کہ روزانہ بارش و طوفان میں بھی آجاتے ہیں اور کچھ دیر کے بعد اجازت ملنے پر واپس چلے جاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ میری مجبوری ہے جس دن میں تھوڑا سا لیٹ ہو جاؤں میں پریشان ہو جاتا ہوں شاید میری کوئی قیمتی چیز گم ہو گئی ہو۔ کوئی طاقت خود بخود چلنے پر مجبور کر دیتی ہے کیونکہ میں نے آپ کو بڑے قریب سے دیکھا ہے۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں سرکار سے ملنے گاہی چلا گیا پتہ چلا کہ آپ گھر پر نہیں ہیں جہاں جہاں آپ قیام کرتے وہاں سے معلوم کیا لیکن ملاقات نہ ہو سکی آخر پتہ چلا کہ آپ ڈکھالہ (کوٹ کلیجی) جنگل میں گئے ہوئے ہیں۔ محبت نے کشش کی میں وہاں چلا گیا۔ کافی تلاش کیا جس کی وجہ سے میں تھک چکا تھا واپس بھی بغیر ملے نہیں آسکتا تھا محبت کی نماز قضا ہو

سکتی تھی کچھ دیر آرام کرنے کے بعد پھر اٹھا اور تلاش شروع کر دی نزدیک ہی سے گھنی جگہ سے آپ کی آواز آئی میں خوش ہو گیا کہ آپ مل گئے۔

میں اس آواز آنے والی جگہ کی طرف چل پڑا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ایک نشیب والی جگہ میں قیام پذیر ہیں اور آپ کی گود میں دو شیر کے بچے ہیں اور شیرنی آپ سے پیار کر رہی ہے۔ میں یہ منظر دیکھ کر ذرا بھی پریشان نہ ہوا کیونکہ میں نے پہلے بھی ایسے کئی منظر دیکھے تھے جب آپ کی نظر مجھ پر پڑی تو آپ نے وہ بچے چھوڑ دیئے اور میری طرف دوڑے آئے۔ فرمایا تو زیادہ تو نہیں تھک گیا۔ پھر آپ مجھے ساتھ لے کر اوپر آگئے بعد میں مجھے اجازت دی اور خود واپس نیچے جنگل میں چلے گئے۔

اسی طرح کئی دفعہ میں نے سرکار کو جنگل میں عجیب مخلوق کے درمیان بیٹھے ہوئے دیکھا بعض اوقات میں بھی اجازت ملنے پر ان کے ساتھ بیٹھ جاتا۔ اور وہ عجیب عجیب میوہ جات کھانے کو نصیب ہوئے جو میں نے پہلے اپنی زندگی میں دیکھے بھی نہیں۔

بابا محمد حیات کی عاشقی میں زیادہ تر ان واقعات کا اثر ہے جو خود بابا حیات نے اپنے ہوش و حواس میں دن کی روشنی میں اتنے قریب سے دیکھے کہ سننے والا حیران رہ جائے جن کی تفصیل بیان سے باہر ہے۔ بابا حیات کی دلی خواہش تھی کہ مجھے حضرت سید شیر اللہ داد شاہ سرکار کے مزار کے نزدیک دفن کیا جائے لیکن بعض مجبوریوں کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا۔ آپ کی قبر بھی انشاء اللہ روشن رہے گی اور نام زندہ رہے گا۔
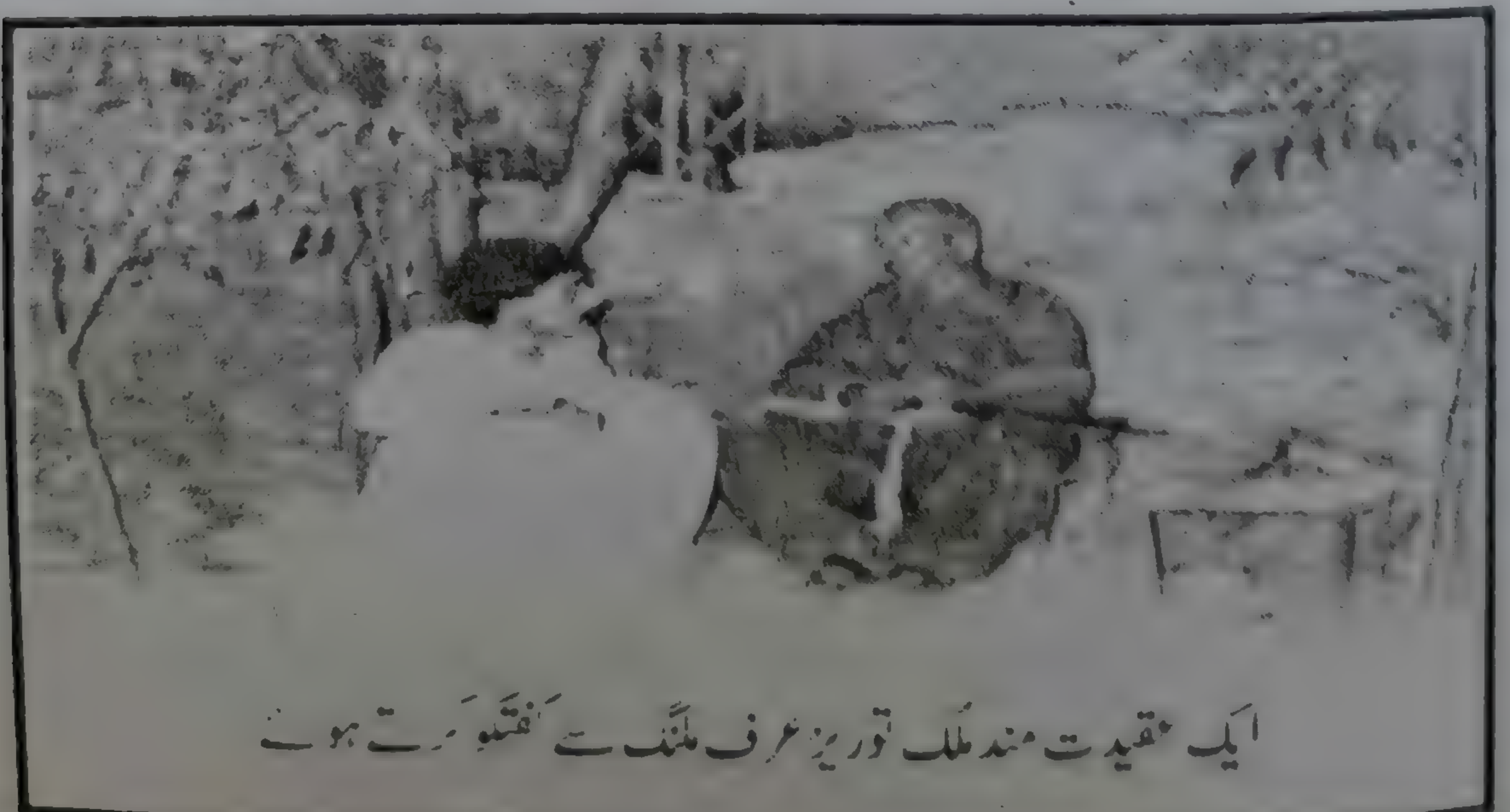
ایک عقیدت مند ملک نور یز عرف ملنگ سے گفتگو کرتے ہوئے

پیر کرم شاہ ٹوپی والی سرکار

پیر کرم شاہ ٹوپی والی سرکار کی ہستی تعریف و تعارف کی محتاج نہیں جب بھی پیر کھارا شریف کا نام آتا ہے وہ ہستی سامنے آجاتی ہے جس کو سادات گھرانے سے انتہائی انس و عقیدت تھی۔ محمدؐ وال محمدؐ سے محبت و پیار کا نتیجہ یہ نکلا کہ پورے برصغیر میں ایک نایاب نگینہ بن کر سامنے آیا۔ اسی طرح بہت سے ولی قلندر ہیں جنہوں نے سادات کی غلامی سے رتبہ فخر حاصل کیا۔

آپ کے بارے میں آپ کے سجادہ نشین پیرزادہ محمد شعیب صاحب فرماتے ہیں کہ آپ جب پیر میدان جوگگانوالہ کے ساتھ ہے تشریف لاتے تو پیدل یا گھوڑی پر آتے پیر کھارا اور گگانوالہ کے درمیان گاہی سیداں کا رقبہ بھی آتا ہے۔ اسی لئے آپ جب کھارا شریف سے چلتے چلتے گاہی سیداں کی حدود میں داخل ہوتے تو اپنے جوتے اتار لیتے اور جس پگڈنڈی (چھوٹا راستہ) پر آرہے ہوتے اس سے ذرا ہٹ کر چلتے۔ عقیدت مندوں کے پوچھنے پر بتاتے کہ میری جتنی شان یا عزت ہے وہ صرف سادات کی دعاؤں کا ثمر ہے۔

میں اس لئے جوتے اتار کر پگڈنڈی سے ہٹ کر چلتا ہوں کہ شاید میرا پاؤں اس جگہ پر نہ پڑے جس پر کسی سیدزادہ کا پڑا ہو۔ اور جوتے احترام سے اتار لیتا ہوں کہ یہ سرزمین سادات کے گاؤں میں شامل ہے۔ آپ فرماتے کہ اگر تمہارے دل میں اولاد رسولؐ کی محبت نہیں تو تم جنت کی بو بھی نہیں پا سکتے۔ اگر دونوں جہانوں میں اپنی عزت و وقار بنانا ہے تو سادات کی خدمت اور احترام کرو آپ کی روز کی تبلیغ کا اتنا اثر ہوا کہ جتنی بھی آپ کی اولاد ہے اور جہاں تک بھی آپ کے نسب سے پیر صاحبان ہیں سادات کی بڑی عزت و احترام کرتے ہیں اسی وجہ سے آج پیر کھارا شریف پیل، کرولی اور چک مصری وغیرہ جہاں بھی پیر صاحبان ہیں وہ حضرت سید سجاد حسین معصوم بخاری سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ کی عزت و احترام کا خیال رکھتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو بڑا وقار دیا ہے اور پیر

صاحبان عزت کی زندگی گزار رہے ہیں۔

پیرزادہ محمد شعیب صاحب جو سادہ طبیعت صوم و صلوٰۃ کے پابند بااخلاق، پروقار شخصیت ہیں نے فرمایا کہ میں باوا سید سجاد حسین معصوم بخاری کا نہایت ہی عقیدت مند ہوں کیونکہ آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد 26 سال کے بعد عطا فرمائی ہے۔

بری ہونا

گفانوالہ کے رہائشی محمد غوث، عاشق حسین، صالح محمد ولد محمد شریف اعوان اور ان کے ساتھ نواز خان ولد سرور خان، آفتاب حسین ولد دوست محمدؔ یہ پانچ آدمی محمد علی ماچھی کے قتل میں آ گئے ان لوگوں پر قتل کا مقدمہ چلایا جا رہا تھا۔ جب چالان کر کے ان کو جہلم جیل میں بھیج دیا گیا تو ان کے گھر والے کافی پریشان ہو گئے کہ شاید اب واپس آئیں یا نہ آئیں تو آخر کار ان کو باوا سید سجاد معصوم بخاری سے دعا کروانی پڑی۔ بھاگ بھری زوجہ غوث محمد اس وقت آپ کی والدہ محترمہ کی خدمت کرتی تھیں وہ آپ سے بار بار دعا کرواتی لیکن آپ اس کو ٹال دیتے تھے آخر کار صالح محمد کی والدہ صاحبہ نے آپ سے دعا کروائی تو سرکار نے فرمایا کہ وہ انشاء اللہ واپس آجائیں گے۔

پھر ایک دو دفعہ زوجہ غوث محمد کو بھی کہا کہ تیرا خاوند اور دوسرے لوگ جلد ہی آجائیں گے۔ جن لوگوں پہ مقدمہ چل رہا تھا ان کو کچھ عرصہ جہلم جیل میں رکھنے کے بعد راولپنڈی جیل میں بھیج دیا گیا۔ اس وقت آپ سرکار کی عمر زیادہ نہیں تھی آپ گاؤں گفانوالہ میں کبھی کبھی تشریف لے جاتے تھے ایک دن آپ ماں بھرائی (جو غوث محمد عاشق حسین کی والدہ تھیں) کے گھر تشریف لے گئے اور ماں بھرائی سے فرمایا کہ حلوہ اور دال پکاؤ تمہارے بیٹے واپس آ رہے ہیں۔ ماں بھرائی جن کو آپ سے بہت عقیدت تھی اور صحیح معنوں میں اپنا مرشد مانتی تھی اس نے حلوہ اور دال تیار کروائی اور اپنی برادری کو دعوت دی کہ میرے بیٹے آنے والے ہیں۔

دن لوگوں کی خدمت کی۔
لوگ شام تک بیٹھے رہے پھر چلے گئے اسی طرح اس نے چھ دن لوگوں کی خدمت کی۔
آخر لوگوں نے پوچھا کہ تمہیں کس طرح پتہ چلا ہے کہ تمہارے بیٹے آرہے ہیں اس نے جواب دیا کہ میرے مرشد نے فرمایا ہے ان میں سے ایک آدمی بولا کہ بچے کے کہنے پر تو نے اتنا خرچہ کر دیا۔ ماں بھرائی نے جواب دیا کہ میں اپنے مرشد کے کہنے پر سب کچھ قربان کر سکتی ہوں لیکن آپ کا کہنا واپس نہیں کر سکتی۔ دوسرے دن آپ پھر آئے اور ماں بھرائی سے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں کہ تو نے بچے کے کہنے پر خرچہ کیا ہے جو ضائع ہو گیا ہے نہیں وہ ضائع نہیں ہوا وہ تیرے بیٹوں کا صدقہ چلا گیا ہے کل تو حلوہ اور روٹی پھر تیار کریں تیرے بیٹوں کو خود لے کر آؤں گا میں دیکھتا ہوں وہ کیسے نہیں آتے۔ یہ کہہ کر آپ اللہ دتہ کے گھر تشریف لے گئے۔ ماں بھرائی دوسرے دن صبح اٹھی نماز کے بعد حلوہ اور دال تیار کرنے میں لگ گئی اور برادری کے لوگوں کو بھی دعوت دے دی کچھ لوگ آئے اور کچھ اس وجہ سے نہ آئے کہ یہ روز روز پتہ نہیں ماں بھرائی کو کیا ہوتا جارہا ہے کہتی ہے میرے بیٹے آرہے ہیں شاید یہ نیم پاگل ہو گئی ہے۔ گاؤں کا چکر لگاتے ہوئے آپ سرکار پھر ماں بھرائی کے گھر آگئے اور پوچھا کیا حلوہ وغیرہ تیار ہے ماں بھرائی نے عرض کی تیار ہے آپ کے لئے لے آؤں آپ نے فرمایا کہ لے آؤ۔ حلوہ کھانے کے بعد آپ نے کہا کہ تیرا حلوہ بڑا میٹھا ہے یہ حلوہ جلدی جلدی پلیٹوں میں ڈالو تیرے بیٹے آگئے ہیں۔ ماں بھرائی جس وقت حلوہ پلیٹوں میں ڈال رہی تھی اس وقت صالح محمد وغیرہ گاؤں کے قریب آگئے تھے بعد میں ان لوگوں نے وہ حلوہ جو پلیٹوں میں تھا کھایا جب ان کی نظر آپ پر پڑی تو وہ سب آپ کے قدموں میں گر پڑے اور کہا کہ یہ ہی ہمیں وہاں سے لائے ہیں۔ والدہ بڑی خوش ہوئی بیٹوں کی رہائی پر اس نے آپ کو سڑک کے کنارے جگہ دی جہاں پر آپ کی رہائش آج ہے جس کا نام قصرِ سجاد رکھا گیا۔ اس کی تعمیر میں سب عقیدت مندوں کی طرح ماں بھرائی کا بڑا حصہ ہے جس نے اپنے سر پر پتھر اٹھا کر اس کی بنیاد رکھی۔ کئی دفعہ ماں بھرائی کی اولاد پر مشکل وقت آیا لیکن آپ کی دعاؤں سے وہ مشکل جلد ہی ختم ہو گئی۔

گائے کا دودھ

بچپن میں آپ زیادہ وقت جنگلات میں گزارتے اور تقریباً چھ سات دن کے بعد واپس گھر تشریف لاتے اور کچھ ہی دیر ٹھہرنے کے بعد واپس چلے جاتے جس کی وجہ سے آپ کے گھر والے کافی پریشان ہو جاتے۔ آپ کا قیام جنگلات میں کافی جگہ پر ہوتا آپ گاہی سے جنوب کی طرف مقام ڈکھالہ کے گھنے جنگلات میں زیادہ تر وقت گزارتے کبھی کبھی آپ جنوب کی طرف گاؤں سر کلاں۔ مارٹن اور للہ شریف کی ڈھوکوں پر تشریف لے جاتے ان علاقوں میں آپ کی بچپن کی ایسی ہزاروں داستانیں کراماتیں ہیں جن کی وجہ سے آج یہ سارا علاقہ آپ کا عقیدت مند ہے۔

حسبِ معمول آپ ڈکھالہ سے گاؤں سر کلاں تشریف لے گئے وہاں پر اس وقت آپ کو زیادہ لوگ نہیں جانتے تھے گاؤں کا چکر لگاتے ہوئے آخر آپ محمد احسان، محمد اکبر ولد لال خان کے گھر تشریف فرما ہوئے۔ آپ ابھی بیٹھے ہی تھے کہ آپ نے فرمایا میرے لئے دودھ لے آؤ کسی دور میں لال خان کے پاس جلسے کے لئے بڑے خوبصورت بیل ہوا کرتے تھے اور وہ مال مویشی کو بڑے شوق سے پالتا تھا لیکن جس وقت آپ ان کے گھر تشریف لے گئے اس وقت صرف ایک چھڑی گائے کے سوا کوئی جانور نہیں تھا۔

آپ نے کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ دودھ لے آؤ گھر والوں نے کافی کوشش کی لیکن دودھ نہ مل سکا۔ آپ نے پھر فرمایا۔ گھر والے بولے سرکار ہمارے پاس دودھ نہیں ہے اور نہ ہی گاؤں سے ملا ہے۔ اگر ہمارے گھر میں ہوتا تو آپ سے چھپا کر تو نہیں رکھنا تھا آپ غصے میں آگئے اور فرمایا کہ یہ جو باہر گائے ہے اس کا دودھ ہی سہی! وہ لوگ مسکرائے اور عرض کی کہ یہ گائے تو چھڑی ہے یعنی اس میں دودھ نہیں ہے آپ یکدم جلال میں آگئے اور فرمایا کہ اس گائے کا ہی دودھ لاؤ جلدی جلدی۔

عقیدت مند حضرات جانتے ہیں کہ آپ ایک دفعہ جو چیز مانگتے ہیں وہ ضرور لانی پڑتی

ہے اور اگر دیر ہو جائے تو آپ غصے میں آجاتے ہیں اسی وجہ سے گھر والے پریشان ہو گئے اور ڈر کی وجہ سے وہ برتن لے کر گائے کے نیچے بیٹھ گئے تاکہ آپ کو راضی کیا جا سکے۔ آپ نے فرمایا اس سے دودھ کیوں نہیں نکال رہے دودھ نکالو۔ وہ صرف آپ کو راضی کرنے کے لئے ہاتھ چلا رہا تھا۔ جیسے کوئی دودھ نکال رہا ہو۔ حیرانی کی بات یہ کے نہ ہی گائے نے شور کیا اور نہ گائے نے حرکت کی بلکہ سکون سے کھڑی رہی۔ ہاتھوں کو حرکت دیتے دیتے آخر دودھ آنا شروع ہو گیا وہ سب بڑے حیران ہوئے کہ دودھ کیسے آگیا بعد میں دودھ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا دودھ پینے کے بعد آپ نے فرمایا اس گھر سے قیامت تک دودھ ختم نہیں ہو گا یعنی کوئی نہ کوئی جانور ان کے گھر میں دودھ والا موجود رہے گا۔

یقیناً اللہ تعالی کی ذات چاہے تو اپنے پیارے بندوں کے کہنے پر سب کچھ ہو سکتا ہے جب انسان خدا کے بتائے ہوئے راستے پر چلتا ہے تو خدا کی ذات بھی اس کی دعا کو واپس نہیں کرتی۔ بعض اوقات تو خدا اپنے بندوں کے سوچنے پر ہی ایسا کر دیتا ہے جو وہ سوچ رہا ہوتا ہے۔

جنات

کھیال شریف کے رہائشی آپس میں چاہے کتنے لڑتے ہوں ایک دوسرے سے بے شک نہ ڈرتے ہوں اور اپنے اوپر کسی کو حکمرانی نہ کرنے دیتے ہوں لیکن ان کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جتنے بھی اولیاء کرام ان کے گاؤں میں آئے ہیں یا انہوں نے کہیں دیکھے ہیں ان کی خدمت حد درجہ کی ہے اور یہ صرف اللہ اس کے رسولؐ اور اولیاء سے نہایت ڈرتے اور عقیدت رکھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے حضرت سید شیر اللہ داد شاہ بخاری نے اس جگہ کو پسند کیا اسی وجہ سے بادا سید عباس علی سرکار اور سید سجاد حسین معصوم بخاری زیادہ تر کھیال شریف جاتے رہے۔ کھیال کا کوئی بھی آدمی سید سجاد حسین معصوم بخاری کے کہنے کو ٹال نہیں سکتا۔ کیونکہ انہوں نے دیکھا ہے کہ ولی کی شان کیا ہوتی ہے؟

ایک دفعہ بچپن میں سید سجاد حسین معصوم بخاری گاہی سیداں سے جنگلات میں گئے اور وہاں سے ککھیال شریف تشریف لے گئے آپ مختلف گھروں میں آرام کرتے کرتے آخر بابا نادر علی خان کے گھر جا پہنچے نادر علی خان اولاد رسول کا احترام دل کی گہرائیوں سے کرتا۔ اسی وجہ سے وہ آپ سے نہایت عشق و عقیدت رکھتا اس وقت نادر علی خود گاؤں میں گائے بھینس وغیرہ اگر بیمار ہو جاتی تو دم کرتے لیکن گھر واپس آتے تو ان کا اپنا کوئی نہ کوئی جانور حرام ہو جاتا۔ اس وجہ سے نادر علی خان کا کافی نقصان ہو چکا تھا۔ آپ سرکار نے نادر علی خان سے فرمایا کہ میرے لئے حلوہ لے آؤ۔ یہ سن کر بابا نادر نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ حلوہ تو میں لے آتا ہوں لیکن آپ دعا فرمائیں کہ یہ میری پریشانی اور بیماری دور ہو جائے۔ جب آپ نے یہ سنا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے مختلف کمروں میں چکر لگانا شروع کر دیا۔ ایک کمرے میں گئے جس کو وہ لوگ سٹور کے طور پر استعمال کرتے تھے وہاں سے آپ نے نادر خان کو آواز دی۔ نادر خان جلدی جلدی وہاں پہنچے آپ نے ترنگڑھ (گندم کا بھوسہ جس میں ڈال کر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا ہے) کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اس کو باہر لے آؤ۔ وہ ترنگڑھ ان لوگوں نے بڑی محنت سے نیا ہی بنایا تھا۔ جب بابا نادر خان وہ باہر لے آئے تو آپ نے فرمایا کہ تیری ساری پریشانی اور بیماری اسی میں ہے۔ اس میں جنات نے گھر بنایا ہوا ہے۔ اس کو جلدی جلدی ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ حکم ملتے ہی نادر خان نے ترنگڑھ کو لکڑی پر رکھا اور کلہاڑے سے ٹکڑے ٹکڑے کرنا شروع کر دیئے۔ جب نادر خان نے پہلا وار کیا تو اس میں سے عجیب و غریب قسم کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں آپ بڑے غصے میں آگئے آپ نے زور سے فرمایا کہ اس کو جلدی جلدی ختم کرو۔ یہ ہی تیری پریشانی کا موجب ہے جوں جوں نادر خان کلہاڑا چلاتا ایسے ہی اس میں سے عجیب آوازیں آتیں۔

آخر کسی کے رونے کی آواز آئی لیکن بابا نادر خان مضبوط دل کا مالک نکلا اور بزرگوں کا سر پر کھڑا ہونا اس کو اس کام سے نہ رکنے پر مجبور کر رہا تھا جب اس ترنگڑھ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تو آپ نے فرمایا اس کو پہاڑی سے نیچے پھینک آؤ جب انہوں نے اس کو پہاڑی سے نیچے

پھینکا تو بڑی آواز آئی واپسی پر ان کے جو جانور بیمار تھے وہ تندرست ہو چکے تھے اور وہ چارہ کھا رہے تھے ان کے دل کے اندر جو پریشانی تھی وہ بھی ختم ہو چکی تھی۔ آخر آپ نے حلوہ کھایا اور واپس جنگلات کی طرف تشریف لے گئے۔ اس دن سے آج تک بابا نادر خان کا کوئی جانور حرام نہیں ہوا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی دعاؤں کا اثر ہوتا ہے۔

قید سے رہائی

حکیم صوبہ خان جو گفانوالہ گاؤں کے رہائشی ہیں وہ محمد بخش ولد جمعہ خان کے قتل میں سزا ہو گئے۔ محمد بخش ولد جمعہ خان کا قتل اصل میں محکمہ جنگلات کے ایک سپاہی نے کیا۔ دس مہینے صوبہ خان جہلم جیل میں رہے ہونگے کہ پیچھے آپکی بیوی بچے اور رشتہ داروں نے آپ سرکار سے دعا کروائی اس وقت آپ کی عمر مبارک چودہ پندرہ سال ہو گی جب آپ سے دعا کروائی گئی تو آپ خاموش رہے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمانے لگے وہ ضرور بری ہو گا اور جلد از جلد گھر واپس آجائے گا۔

حکیم صوبہ خان کا کہنا ہے کہ میں شام کی نماز جیل میں پڑھ کر ایسے ہی آپ کو یاد کر رہا تھا اور گھر والوں کو یاد کر رہا تھا اسی پریشانی میں مجھے نیند آنا شروع ہو گئی میں سو گیا ساتھیوں نے مجھے روٹی کے لئے بھی نہ اٹھایا کہ شاید میں ابھی اٹھ جاؤں رات کے کسی پہر مجھے خوشبو سی محسوس ہوئی میں نے آنکھیں کھولیں تو سامنے آپ سرکار موجود تھے میں فوراً آپ کے قدموں میں گر گیا اور رونا شروع کر دیا۔ اور عرض کیا میں بے گناہ ہوں میں آپ کے بازو کی قسم کھاتا ہوں کہ میں بے گناہ ہوں راہ خدا میری مدد فرمائیے۔ آپ خاموشی کے ساتھ بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ صوبہ خان نہ ڈر تجھے میں لینے آیا ہوں یہ خربوزہ لے اسے خود بھی کھا اور بزرگوں کو بھی کھلا میں نے وہ خربوزہ آپ کو کھلایا۔ اور جو بچ گیا اس کو آپ کی اجازت پر کھالیا۔ اس کے بعد آپ فرمانے لگے کہ اس سال کے جتنے کیس ہیں وہ بری اور جو اس سال لگنے والے

ہیں وہ بھی بری۔ یہ کہہ کر آپ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا وضو کرنے کے بعد شکرانے کے نفل میں مشغول ہو گیا میرے ساتھیوں نے کہا کہ ابھی تو صبح ہونے میں کافی وقت ہے اور تم نماز پڑھ رہے ہو۔

میں نے کہا کہ میں شکرانے کے نفل پڑھ رہا ہوں اور میں جلد ہی گھر چلا جاؤں گا کیونکہ میرے مرشد نے خود میرے ساتھ بات کی ہے۔ چند دن ہی گزرے کہ جج نے جب میرے کیس پر دوبارہ غور کیا تو حیران رہ گیا کہ اس میں گواہوں کے بیان ہی آپس میں نہیں ملتے دوسرے دن اس نے گواہوں کو بلایا ان سے کہا کہ گواہی دینے سے پہلے آپس میں اتفاق کر لیتے تو اچھا تھا یہ کیس ہی جھوٹ کی بنیاد پر رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے میں صوبہ خان کو بری کر رہا ہوں۔ حکیم صوبہ خان بری ہو کر گھر آ گئے جب گھر والوں نے آرام کے لئے کہا تو صوبہ خان نے کہا کہ میں پہلے مرشد کی زیارت کروں گا پھر آرام کروں گا۔ سب رشتہ دار تیار ہوئے اور وہ گاہی آپ کے پاس جانے کے لئے چل پڑے ابھی یہ لوگ گاہی میں داخل ہوئے ہونگے کہ آپ نے اپنے عقیدت مندوں سے فرمایا جو اس وقت موجود تھے کہ میرے مرید اور آ رہے ہیں ان کے لئے جگہ خالی کرو وہ بڑے تھکے ہوئے ہیں اور میں نے خود جا کر اس کو بری کروایا ہے وہ بھی آ رہا ہے۔ سب لوگ سوچ میں پڑ گئے کہ آپ کس کو بری کروانے کی بات کر رہے ہیں۔ ابھی وہ لوگ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ صوبہ خان اور ان کے رشتہ دار آپ سرکار کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ دیکھنے والے حیران رہ گئے کہ آپ صوبہ خان کی بات کر رہے تھے یہ تو جیل میں تھا۔ اسی طرح کے اور بہت سے واقعات ہیں جو تحریر سے باہر ہیں اگر قیدیوں کی رہائی کے بارے میں لکھنا شروع کر دیں تو اس کے لئے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت پڑے گی۔

پانی کا ملنا

ابتداء میں گاہی سیداں کے رہائشیوں کو پینے والے صاف پانی کی کمی کے باعث سخت

تکلیف کا سامنا تھا۔ یہ لوگ گفانوالہ میں پیروں والے کنواں اور دوسرے دور دراز کے کنویں میں سے پانی لے کر آتے اور اپنی پیاس بجھاتے کپڑے دھونے اور گھریلو استعمال کے لئے یہ لوگ تالابوں کا سہارا لیتے لیکن پینے والے پانی کے لئے کافی پریشان تھے۔ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اس گاؤں کی زمین میں پانی نہیں ہے۔ ایک دن آپ سرکار حسب معمول گاؤں کا چکر لگاتے لگاتے اس علاقے میں نکل آئے جہاں پر آج گاہی چوک ہے۔ آپ نے جہاں سید نور حسین شاہ نقوی کی رہائش گاہ ہے اس کے سامنے چند قدم پر ایک آدمی سے فرمایا کہ اس جگہ پر نیچے پانی موجود ہے اور یہ پانی صحت کے لئے اچھا ہے اس جگہ سے تم لوگ پانی کیوں نہیں نکالتے؟ یہ جگہ اس وقت باکل خالی تھی۔ اس آدمی نے دوسرے لوگوں سے بات کی کہ آپ یہ فرمارہے ہیں لوگ جانتے تھے کہ جو بات کرتے ہیں وہ پوری ہوتی ہے اس وجہ سے یہ بات اس وقت کے چیئرمین سید نور حسین شاہ نقوی (جو آپ کے ماموں بھی ہیں) سے کہی گئی سید نور حسین شاہ صاحب نے یونین کونسل سے گرانٹ لی اور دوبارہ آپ سے درخواست کی کہ آپ نشان دہی فرمائیں آپ نے اللہ اس کے رسولؐ کو یاد کر کے اپنے دست مبارک سے نشان لگادیا وہاں پر ایک بڑے کنواں کی کھدائی کا کام شروع ہو گیا سب لوگ انتظار میں تھے کہ پانی کب آئے گا۔ آخر پانی ایسا آیا کہ ابھی تک پورے گاؤں کے مرد اور عورتیں پانی نکال رہے ہیں لیکن اس میں فرق نہیں آیا جب آپ گاہی سیداں اور گفانوالہ کے درمیان قصر سجاد میں آباد ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اس جگہ کے نیچے نہر چل رہی ہے۔ آپ کے حکم پر یہاں پر سب سے پہلا ہینڈ پمپ لگایا گیا جس کا پانی دونوں گاؤں کے لوگ استعمال کرتے رہے۔

آخر آپ سے اجازت اور دعا لے کر دوسرے لوگوں نے بھی اپنے اپنے گھروں میں ہینڈ پمپ لگانے شروع کر دیئے۔ الحمد اللہ آج تقریباً ہر گھر میں نلکا موجود ہے یہ سب آپ کی دعاؤں کا ثمر ہے۔ ابھی جو آدمی نیا ہینڈ پمپ لگانا چاہتا ہے اس کا افتتاح یا نشان دہی آپ کے بھتیجے ہی کرتے ہیں جن کو آپ نے اجازت دی ہوئی ہے۔

حفاظت

حضرت سید سخی سجاد حسین معصوم مخدوم بخاری لڑکے والی سرکار کی یہ خدا ترسی ہے
کہ آپ کسی جانور پر ظلم ہوتا نہیں دیکھ سکتے اگر کوئی مذاق میں ایسا کر رہا ہو تو آپ خوش ہوتے
ہیں لیکن حقیقت میں آپ ہر جاندار چاہے وہ زہریلا کیڑا یا سانپ ہی کیوں نہ ہو اس کا ساتھ
دیتے ہیں۔ اسی طرح بابا اللہ جوایا جو باوا سید زمان علی شاہ کا ملنگ اور گاؤں مارٹن ضلع چکوال کا
رہائشی ہے بتاتے ہیں کہ ایک دن میں کوٹ کلیجی سے نیچے ڈکھالہ کے جنگلات میں تھا کسی نے
مجھے بتایا کہ یہاں پر شیر اور اس کے بچے رہائش پذیر ہیں جن کو مارنے کے لیے علاقے کے
لوگ آرہے ہیں میں ڈکھالہ سے اوپر کوٹ کلیجی آگیا تاکہ دیکھوں کون کون شیروں کا شکار کرتا
ہے۔ شیر میری نظروں میں نہ آئے کچھ دیر کے بعد دیکھا کہ مغرب کی طرف سے کچھ لوگ
لاٹھیاں، کلہاڑیاں وغیرہ اٹھائے آرہے ہیں۔ میں ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا کہ نیچے ڈکھالہ کے
جنگل سے آپ سرکار کی آواز سنائی دی میں فوراً نیچے چلا گیا۔ آواز کا تعاقب کرتا ہوا میں آپ
کے قریب پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے ہاتھ میں شیر کے دو بچے، شیرنی اور شیر آپ کے
پیچھے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے جسم میں جان نہیں ہے لیکن جب
آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا جوایا ڈر نہیں یہ غریب تجھے کچھ نہیں کہتے ظالم لوگ
ان کو مارنے آرہے ہیں اور میں ان کو چھپانے جارہا ہوں آپ کے حکم پر میرا خوف کچھ کم ہوا
۔ میں بھی ساتھ ہو لیا۔ آپ اور میں شیروں کو لے کر ایک گہری کھائی میں چلے گئے وہاں پر
شیر کے بچوں کو محفوظ جگہ پر رکھا اور آپ خود اونچی جگہ پر جا کر بیٹھ گئے مجھے فرمایا کہ تو دیکھا
کہ وہ ظالم کہاں آئے ہیں میں واپس گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لوگ بھی پہنچ گئے۔ لیکن آپ کی
دعا سے سارا دن ان کو شیر نہ ملے مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ بھوک کی وجہ سے میرا برا
حال ہو چکا تھا چشمے کا پانی پیا لیکن وہ بھوک نہ مٹا سکا آخر میں آپ کی طرف چل پڑا تاکہ آپ کو
اپنے گھر لے جاؤں اور خدمت کر سکوں۔ لیکن جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا

دیکھا کہ آٹھ دس آدمی آپکی خدمت میں بیٹھے ہیں ایک آدمی آپ کو روٹی کھلا رہا ہے شیر اور شیرنی وغیرہ بھی اپنی خوراک کھا رہے ہیں۔ میں نے بڑے غور سے دیکھا لیکن وہ لوگ میری پہچان سے باہر تھے۔ میں نے آپ سے عرض کی کہ آپ خود تو کھا رہے ہیں لیکن آپ کا ملنگ بھوکا ہے مجھے بھی کوئی چیز دیں آپ کے حکم پر میرے سامنے روٹی اور سالن رکھا گیا۔ شاید بھوک زیادہ لگی ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ کھانا بڑا اچھا لگ رہا تھا روٹی کھانے کے بعد میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ وہ کہنے لگے ہم آپ سرکار کی پکھیاں ہیں اور مختلف علاقوں سے حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ ہمارا خاندان جنات سے جا کر ملتا ہے۔ لیکن ہم آپ کے غلام ہیں۔

آدھی رات جب ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے تیرے گھر جانا ہے ان لوگوں کو اجازت دی شیروں کو وہاں ہی چھوڑ دیا اور گاؤں مارٹن آگئے راستے میں بار بار آپ نے پوچھا کہ تو ڈر تو نہیں گیا میں نے عرض کی جب آپ ساتھ ہوں تو پھر ڈر کس بات کا۔ ایسی کرامات دیکھ کر مارٹن کا ہر فرد آپ کا عقیدت مند ہو گیا۔ جب بھی کوئی غمی یا خوشی یا مشکل وقت آتا ہے تو مارٹن والے آپ کو اپنے گاؤں لے جاتے ہیں۔ آپ ہی کی دعا ہے کہ مارٹن کا کوئی شخص سزا موت نہیں ہوگا۔ چاہئے اس نے دس قتل ہی کیوں نہ کئے ہوں۔

کڑوے کنویں کا پانی میٹھا ہو گیا

شاہ نواز ولد شیر محمد گاؤں منگوال نزد ڈھڈیال ضلع چکوال کے گھر میں حضرت سید سجاد حسین معصوم بخاری شاہ نواز کے بیٹے کی خوشی پر تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ اٹھارہ بیس آدمی گاؤں گاہی سیداں کے بھی گئے ہوئے تھے۔ اس دن انہوں نے باہر سے بھی کافی لوگ بلائے ہوئے تھے جشن جیسا سماں تھا۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً 17 سترہ یا اٹھارہ سال تھی ان لوگوں نے رات کو گانے والے بھی بلائے ہوئے تھے۔ آپ بھی محفل سماع میں شریک

تھے۔ رات کے تقریباً گیارہ بجے آپ نے پانی مانگا ماسٹر نواب خان اپنے گھر سے پانی جلدی جلدی لائے کیونکہ ان کا گھر نزدیک تھا۔

منگوال میں ایک کنواں تھا جس کا پانی سخت کڑوا تھا۔ ان لوگوں نے کافی عرض کی کہ آپ دعا فرمائیں اس کا پانی میٹھا ہو جائے۔ پہلے تو آپ نے ان کی بات پر غور نہ کیا بلکہ ان کو دوسرے کاموں میں مصروف رکھا۔ جس طرح آپ کی عادت ہے کہ یہ تنکہ اٹھاؤ۔ چائے لے آؤ۔ وہ کرو یہ کرو وغیرہ تا کہ لوگ اصل بات بھول جائیں لیکن جب لوگوں نے بار بار اصرار کیا کہ آپ دعا فرمائیں۔ وہ کنواں جہاں محفل ہو رہی تھی اس کے نزدیک ہی تھا۔

جب ماسٹر نواب صاحب پانی لے آئے آپ جوں ہی پانی پی رہے تھے کہ یکدم آپ نے وہ گلاس پکڑ کر غصے کی حالت میں اس کنواں میں پھینک دیا۔ اور فرمایا میں نے دم کر دیا ہے اب یہ میٹھا ہو گیا ہے۔ پھر آپ کافی دیر تک خاموش رہے پھر فرمایا پانی لے آؤ اور اس کنواں میں سے لے کر آنا۔ جلدی جلدی وہ پانی لے آئے آپ نے فرمایا کہ اس کو خود پی جاؤ۔ جب ایک آدمی نے وہ پانی پیا تو اس کو پانی میں سے کوئی کڑواہٹ محسوس نہ ہوئی۔ اس نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور خوشی سے کہا کہ لوگو! مبارک ہو یہ کڑوا پانی آپ کی دعا سے میٹھا ہو گیا ہے۔ سب لوگوں نے باری باری اس کا پانی پیا اور ایک دوسرے کو مبارک باد دینا شروع ہو گئے۔ اور آپ کے گیت گانے لگے۔

یہ بات بڑی بھی ہے اور کم بھی۔ کم اس لئے کہ آلِ رسولؐ کا شیوا رہا ہے کہ کڑوا پانی میٹھا کر کے دکھاتے رہے ہیں یہ بھی اسی حسب ونسب سے ہیں سرکار دو جہانؐ نے اس کی بنیاد عرب میں رکھی۔ یہ اسی حسب ونسب کی برکت تھی جو آپ نے کر کے دکھا دی اور پاک محمدؐ کی اولاد میں سے ہونے کا ثبوت دے دیا۔ جب صبح ہوئی اور دوسرے لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ معصوم قلندر ہیں تو منگوال کے سب مرد و زن آپ کی زیارت کے لئے شاہ نواز کے گھر آنا شروع ہو گئے۔ کسی دعا کے لئے چلا آرہا ہے۔

جتنے دن آپ وہاں رہے گرد و نواع کے ہزاروں لوگوں نے آپ کی زیارت کی اور اپنی

اپنی دلی مرادیں پور کروائیں۔ جو بے اولاد تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا کی جو قیدی تھے ان کو رہائی جو پریشان حال تھے ان کو سکون نصیب ہوا اور بہت سی ایسی کرامات رونما ہوئیں جن کا اثر رہتی دنیا تک رہے گا۔

رب کی رضاء

محلہ پیر میدان گفانوالہ میں عاشق حسین ظہور حسین وغیرہ کے گھر میں برادری کے کسی جوان کی شادی تھی۔ شادی میں گاؤں راہنڑہ کے سید محبوب حسین شاہ جو پرہیزگار اور دنیادار تھے آئے ہوئے تھے۔ ایک دن وہ اللہ دتہ ولد حاجی علی خان کے گھر چلے گئے رات کو وہاں ہی قیام کیا۔ حاجی اللہ دتہ ایک دو آدمی اور شاہ صاحب نے مکان کی چھت پر آرام کیا۔ ابھی یہ لوگ صحیح سوئے نہیں ہونگے کہ حضرت سید سجاد حسین معصوم بخاری بھی اسی حویلی میں صوبہ خان حکیم کے گھر میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ کے ساتھ گاؤں کے لوگ بھی تھے آپ نے چارپائی پر بیٹھتے ہی فرمایا کہ ڈھول لے آؤ۔ اور بزرگوں کے گیت گاؤ۔ ڈھول آیا تو سب لوگ ڈھول کی تھاپ پر آپ کے گیت گانے شروع ہوگئے۔ آپ کے گیت مرد اور عورتیں گا رہی تھیں۔ جب محبوب شاہ صاحب نے دیکھا کہ یہ کیسا شور ہے انہوں نے حاجی اللہ دتہ سے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اللہ دتہ نے کہا کہ ہمارے پیرومرشد باوا سید سجاد حسین معصوم بخاری آئے ہوئے ہیں یہ لوگ ان کے گیت گا رہے ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر زیادہ نہ تھی۔

محبوب شاہ نے کہا کہ یہ تو غلط ہے یہ کہتے ہوئے وہ بغیر جوتے پہنے چھت سے نیچے اتر آئے۔ اور ان عورتوں سے کہنے لگے کہ آپ اگر میری رشتہ دار ہوتیں تو میں دیکھتا کہ آپ کس طرح اس جوان سید کے سامنے گیت گاتی ہیں۔

ابھی شاہ صاحب یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ آپ اٹھے آپ کے ہاتھ میں کھلونوں کے علاوہ ایک چھڑی بھی تھی آپ نے محبوب شاہ سے کہا کہ میرے آگے چل انہوں نے پہلے تو

کچھ دیر خاموشی اختیار کی اور کھڑے رہے۔ جوں ہی آپ نے جلال میں فرمایا کہ چل میں تجھے جانتا ہوں وہ آگے چلنا شروع ہو گئے آپ ان کو گیٹ سے باہر سڑک پر لے آئے جب وہ ایوب خان کے گھر کے سامنے چوک میں آئے۔ سرکار نے فرمایا ادھر دیکھ آپ نے ایک طرف اشارہ کیا جب محبوب شاہ صاحب نے اس طرف دیکھا تو حیران رہ گیا۔ وہ منظر دیکھنے کے بعد محبوب شاہ آپ کے قدموں میں گر پڑا اور معافی کی التجا کی اتنے میں اللہ دتہ صوبہ خان اور ان کے گھر والے اور دوسرے لوگ وہاں پہنچ چکے تھے محبوب شاہ نے کہا کہ میں نے آپ کو غلط سمجھا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ یہ مادری ولی ہے۔ میں نے ان سے معافی مانگ لی ہے۔ یہ اب صرف آپ کے پیر نہیں ہیں میرے بھی پیر ہیں۔ جو یہ کہیں گے وہ کرنا چاہئے اگر یہ ناراض ہو جائیں تو رب کی ذات بھی ناراض، کیونکہ رب جانتا ہے جب یہ لوگ میرے بندوں کو نہیں مانتے تو مجھے کیسے مانیں گے اس لئے ولی اللہ راضی ہو جائے تو رب بھی راضی ہو جاتا ہے جس کا پیر ناراض ہو جائے اس سے رب کی ذات بھی ناراض ہو جاتی ہے۔

لوگوں نے حیران ہو کر پوچھا۔ کہ آپ نے ان میں کیا دیکھا ہے۔ محبوب شاہ نے کہا کہ جب مجھے ایک طرف دیکھنے کا اشارہ ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے سفید پوش صوفی بزرگ آپ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ۔

☆☆☆☆☆

پچاس کے نوٹ

بابا محمد حیات نمبر دار جو 91 بھٹیاں ضلع سرگودھا کے رہائشی ہیں۔ حضرت سید سجاد معصوم بخاری لڑکے والی سرکار کے اس وقت سے عاشق اور عقیدت مند ہیں جب آپ سرکار کی عمر مبارک تقریباً سولہ یا سترہ سال تھی۔ اس دن سے آج تک آپ کے عشق میں کمی نہیں آئی بلکہ اس عقیدت میں روزبروز اضافہ ہوتا گیا۔ ایک دن وہ آپ کے گھر جوگا ہی سیداں میں بیٹھے آئے۔ وہاں پر کافی آدمی بیٹھے ہوئے تھے بابا محمد حیات اور ان کی زوجہ ابھی صحیح حالت میں بیٹھے ہی نہیں تھے کہ ایک عورت آئی اس نے ایک بچے کو اٹھایا ہوا تھا وہ عورت رو رہی تھی اور آپ سے عرض بھی کر رہی تھی کہ آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کو صحت عطا فرمائے۔ اس نے جب اپنے بیٹے کو آپ کی چارپائی کے نزدیک لٹایا تو ظاہر ہوتا تھا کہ اس بچے میں جان نہیں۔ بابا محمد حیات نے بتایا ہم لوگ ڈر گئے کہ یہ عورت اپنے مردہ بچے کو اٹھا کر لے آئی ہے یہ اب کیسے اٹھے گا۔ بچے کو دیکھتے ہی آپ سرکار خاموش ہو گئے آپ کے چہرے کا رنگ بار بار تبدیل ہو رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد ایک عورت سے رہا نہ گیا وہ بولی اے مائی تیرے بیٹے کا وقت پورا ہو گیا ہے وہ عورت اور زیادہ غم زدہ ہو گئی۔ جب اس کے بچے کو ہلایا گیا تو ایسے معلوم ہوا کہ وہ ختم ہو چکا ہے۔ جوں ہی اس کی ماں نے اپنے بیٹے کو زور زور سے ہلانا شروع کیا اور ساتھ ہی رونا تیز کیا تو آپ غصے میں بولے۔ اس بیٹے سے دور ہو جا۔ پھر آپ نے اس بچے کی طرف غور کیا اور کہا کہ اس کو اٹھاؤ۔ اس سے کہو یہ کلمہ پڑھے سب لوگوں نے کہا لیکن اس بچے نے حرکت نہ کی آخر آپ یکدم اور غصے میں بولے۔ اٹھو جلدی کرو۔ اٹھو آہستہ آہستہ اس بچے میں جان محسوس کی گئی اور آخر کار بچہ کلمہ پڑھتا ہوا اٹھ بیٹھا سب لوگ حیران رہ گئے ان کی زبان سے اللہ اکبر شاہ سجاد زندہ باد کے نعرے بلند ہوئے۔

ایک وقت بابا محمد حیات پر ایسا آیا کہ ان کے گھریلو حالات کچھ خراب ہو گئے۔ گھریلو اخراجات چلانے کے لئے وہ اپنی گندم فروخت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ بابا محمد حیات کی بیوی

نے کہا کہ ایسا وقت بھی آنا تھا کہ ہم گندم کی بوری فروخت کر کے گھر کا خرچہ چلائیں گے۔ میرا دل نہیں چاہتا کہ ہم ایسا کریں بلکہ کل تک دیکھنے والے لوگ کیا کہیں گے ہم گندم کی بوری فروخت کر کے سبزی وغیرہ لائے ہیں۔ ہم تو باوا سید سجاد حسین معصوم بخاری کے ماننے والے ہیں وہ ہی ہمارا بھرم رکھیں گے بابا محمد حیات نے بتایا کہ میں نے کہا سرکار دعا فرمائیں گے ہماری یہ بوری فروخت نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اور حل نکال دے گا۔ بیوی کے بار بار منع کرنے کے باوجود میں نے گندم کی بوری تانگے پر رکھی اور بیوی سے کہا کہ وہ سیدھے راستے ہوتی ہوئی لاہور روڈ پر پہنچ جائے۔ میں دوسرے راستے سے تانگہ لے کر آتا ہوں۔ دل میں سوچ رہا تھا کہ ہم آپ کو یاد کرنے والے ہیں اور ایسا وقت بھی آگیا اس وقت ہماری مدد آپ ضرور فرمائیں۔

جب میں مین روڈ پر پہنچا۔ مین روڈ پر کچھ سفر کرنے کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ پچاس پچاس کے نوٹ اِدھر اُدھر ایسے پڑے تھے جیسے کسی نے سڑک پر خود ترتیب سے ڈالے ہوں۔ سڑک پر نوٹ ہی نوٹ نظر آرہے تھے۔ میں سوچ رہا تھا کہ کس کے یہ نوٹ گرے ہیں کہ پیچھے سے آواز آئی تمہارے ہی ہیں یہ آواز باوا سید سجاد حسین معصوم بخاری کی تھی۔ میں نے پیچھے دیکھا تو کوئی نہ تھا۔ میں نے جلدی جلدی تانگہ روکا اور وہ نوٹ اٹھا لئے میں نے نوٹوں کو غور سے دیکھا تو وہ ایسے معلوم ہوتے تھے کہ جیسے ابھی ابھی مشین سے نکالے گئے ہوں۔ میں درود شریف پڑھتا ہوا آگے بڑھا۔ چوک سے بیوی کو تانگے پر بٹھایا اور شہر آگئے وہاں سے سودا سلف لیا جب میں نے جیب سے پیسے نکالے تو میری بیوی حیران رہ گئی کہنے لگی یہ کہاں سے آئے ہیں۔ آپ تو کہہ رہے تھے کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ میں نے اس کو ساری بات بتادی۔ وہ بڑی خوش ہوئی کہنے لگی مرشد ایسا ہی ہونا چاہئے جو مشکل وقت میں مدد کرے بے شک ہمارے مرشد بڑے لجپال ہیں۔

☆☆☆☆☆

آم کا جوڑا

باوا سید سجاد حسین معصوم بخاری لڑکے والی سرکار کے ایک عقید تمند کے ہاں دوست آیا۔ رات کو دوسری باتیں کرتے کرتے اولیاء کرام کا ذکر شروع ہو گیا۔ آپ کے عقیدت مند نے آپ کی تعریف بیان کی دوسرے دوست نے اپنے پیر و مرشد کی تعریف بیان کی۔ دونوں ایک دوسرے کے پیر کو نہیں مان رہے تھے ہونا تو یہ چاہئے کہ جو کسی کا پیر و مرشد ہوتا ہے اسے وہ سب سے پیارا ہوتا ہے۔ دوسروں کے پیر و مرشد کی تعریف سن کر تخیل نہیں ہونا چاہئے لیکن شیطان جو درمیان میں آجاتا ہے۔ دونوں دوست کافی دیر تک بحث کرتے رہے۔ آخر فیصلہ یہ ہوا کہ ان کے گھر میں ایک آم کا درخت تھا موسم سردیوں کا تھا جس کی وجہ سے آم کے درخت پر پھل کا نام و نشان موجود نہ تھا۔ آئے ہوئے مہمان دوست نے کہا کہ تم کہتے ہو کہ میرے مرشد مادری ولی ہیں اگر وہ مادری اور معصوم ولی ہیں تو صبح کے وقت اس آم کے درخت پر ایک یا دو آم ہونے چاہئے اور اگر نہ ہوئے تو میرے مرشد کو ماننے گا۔ اگر پھل موجود ہوا تو میں تیرے مرشد کو مان جاؤں گا۔

یہ فیصلہ کر کے وہ سو گئے۔ مہمان دوست کو تو پتہ تھا کہ بے موسم پھل اور وہ بھی ایک رات میں کہاں لگتا ہے لہذا وہ آرام سے سو گیا لیکن جو آپ کا مرید تھا وہ آپ کو بار بار یاد کر رہا تھا آخر اس نے وضو کیا نماز پڑھی اور روتے روتے اور سرکار کو یاد کرتے کرتے کسی پہر سو گیا عالم خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ آپ سبز لباس میں ملبوس جلوہ فرما ہوتے ہیں۔ شانہ ہلا کر کہتے ہیں کہ تو نے شرط کیوں لگائی ہے۔ لیکن ہم پھر بھی آگئے ہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں آ میرے ساتھ باہر دیکھ آم کے درخت پر آپ کے صدقے اللہ تعالیٰ نے آم لگا دیا ہے۔ خواب ہی میں میں آپ کے ساتھ گیا دیکھا تو ایک ٹہنی پر جوڑا آموں کا لگا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ صبح پہلے سے اسے اٹھنے دینا لیکن اس پر نظر ضروری رکھنا یہ کہتے ہوئے آپ غائب ہو گئے۔ میری آنکھ کھل گئی خوشی سے میری آنکھوں میں آنسو جاری تھے۔ میں فوراً اس درخت کے نیچے گیا

دیکھا تو واقعی دو آم لگے ہوئے تھے۔ میں نے دو رکعت نماز شکرانے کی ادا کی اور آرام سے سو گیا۔ خوشی سے میری آنکھ جلد ہی کھل گئی لیکن میں بستر پر ہی پڑا رہا۔ میرا دوست کچھ دیر کے بعد اٹھا اور چپکے چپکے باہر کا رخ کیا میں بھی پیچھے پیچھے تھا۔ اس کی نظر جب آم کے درخت پر پڑی تو آم کا جوڑا دیکھ کر اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ اتنے میں میں نے اس سے پوچھا کیا دیکھتا ہے جلدی میں بولا تم دیکھ رہے ہو اس آم پر واقعی آم لگے ہوئے ہیں۔ بے شک تیرا مرشد کامل ہے۔ ناشتہ کرنے کے بعد انہوں نے آم توڑے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کافی عرصہ ایک آم آپ کے گھر میں رہا لیکن عقیدت مند اپنی حاجت روائی کے لئے اسے لے گیا اور واپس نہ آیا۔ دوسرا آم آج بھی کھیوڑہ شہر میں موجود ہے جس کی ہزاروں لوگوں نے زیارت کی ہے۔ جو لوگ اولیاء کرام کو نہیں مانتے تھے وہ بھی مان گئے ہیں کہ بے شک جسے اللہ طاقت عطا فرمائے وہ کیا کچھ نہیں کر سکتے۔

مونی باغ

مونی باغ ایک بہت ہی خوبصورت تاریخی مقام ہے جس کے اندر خوبصورت انداز میں چلتے ہوئے چشمے، باغ تاریخی عمارتیں موجود ہیں۔ یہ کلر کہار سے چواسیدن شاہ روڈ پر تقریباً پانچ کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ یہ باغ وغیرہ میجر شاہ نواز شہید ستارہ جرات کے نام سے منسوب ہے۔ یہاں پر باوا سید سجاد حسین معصوم بخاری نے زندگی کا کافی حصہ گزارا ہے کیونکہ یہ نہایت ہی خوبصورت اور ٹھنڈا علاقہ ہے یہاں پر آپ کی طبیعت خوش رہتی تھی۔ زوجہ میجر شاہ نواز اور ان کے بیٹے مطیع اللہ نے آپ کی بڑی خدمت کی ہے۔ بیگم صاحبہ کو آپ سے والہانہ محبت و عقیدت تھی جس کی وجہ سے آپ یا تو قصر سجاد پر ملتے یا مونی باغ، بیگم صاحبہ پہلے امام بری سرکار کی عقیدت مند تھیں ایک دن وہ خواب میں کیا دیکھتی ہیں کہ امام بری سرکار تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں کہ تو اتنا سفر کر کے یہاں آتی ہے تیرا مرشد تیرے علاقے

میں سید سجاد حسین معصوم کے نام سے گاہی گفانوالہ میں موجود ہے۔ توان کے پاس جایا کر تیرا فیض ان کے پاس ہے۔ خواب کے بعد وہ گاہی آئیں آپ کو دیکھا دیکھتے ہی عقیدت مند ہو گئیں۔ زیادہ تر حاجت مند لوگ موتی باغ ہی آپ سے ملاقات کرتے۔ موتی باغ رہائش کے دوران آپ سے بہت سی کرامات مشہور ہیں لیکن گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے تحریر سے باہر ہیں۔ موتی باغ پر اردگرد کے گاؤں کے علاوہ دور دور سے لوگ آتے تھے اور حاجت پوری ہونے پر واپس جاتے۔

ایک دن آپ کے پاس گاؤں کھنڈوعہ کے عجائب خان۔ زوجہ غلام قنبر ذاکر، نذر محمد ولد مہلاخان اور دوسرے کافی لوگ آئے ہوئے تھے محفل لگی ہوئی تھی کہ فیروز بی بی (جس نے آپ کی بڑی خدمت کی) نے عرض کی کہ آپ دعا کریں اللہ تعالی اپنے پیارے حبیبؐ کے صدقے نذر محمد ولد مہلاخان کو اولاد نرینہ عطا کرے۔ نذر محمد کی بیوی بھی وہاں موجود تھی۔ وہ کافی پریشان نظر آرہی تھی کیونکہ نذر محمد اولاد نہ ہونے کی وجہ سے دوسری شادی کا پروگرام بنا رہا تھا آپ سرکار نے زوجہ نذر محمد کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ تو نہ رو اللہ تعالی تجھے اولاد عطا فرمائے گا۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنی چھڑی اسی عورت کے پیٹ پر ماری اور فرمایا کہ۔ جا تیرے پانچ بیٹے ہونگے۔ وہ بڑی خوش ہوئی کہ آپ نے دعا فرمائی ہے۔ کافی دیر بیٹھنے کے بعد وہ واپس چلے گئے۔ اللہ تعالی کی کرنی یہ ہوئی کہ اس نے ان کو سال کے اندر ہی بیٹا عطا کر دیا۔ جب 26 سال کے بعد بیٹے کی پیدائش ہوئی تو گھر میں عجیب خوشی تھی لوگوں نے دیکھا کہ اس بچے کے پیٹ پر چھڑی کا نشان موجود تھا۔ جو آپ نے اس کی ماں کو ماری تھی۔ اسی طرح کی عمر رسیدہ خواتین کی ہزاروں داستانیں ہیں جن کو آپ کی دعا سے اللہ تعالی نے اولاد نرینہ عطا فرمائی۔

چوری کا سامان واپس ملنا

گفانوالہ گاؤں میں امام بارگاہ کے ساتھ ملک سپارس خان کے گھر میں رات کو چوری ہوگئی۔

چور رات کو دیوار گرا کر اندر گھسے اور سارا سامان اٹھا کر لے گئے۔ معلوم ہونے پر لوگوں نے بڑا افسوس ظاہر کیا اس وقت آپ کی عمر مبارک تقریباً بارہ سال تھی آپ اللہ دتہ کے گھر میں تشریف فرما تھے کسی نے کہا کہ ملک سپارس خان کے گھر میں چوری ہو گئی ہے آپ دعا فرمائیں ان کی چوری بر آمد ہو جائے کیونکہ آپ کی دعا سے پہلے بھی کافی چوریاں بر آمد ہوئی ہیں۔

آپ کچھ دیر خاموش رہے بعد میں فرمانے لگے کہ چوری مل جائے گی۔ اور سارا سامان واپس آئے گا۔ تین چار مرتبہ آپ نے یہ ہی فرمایا اور پھر خاموش ہو گئے۔ دوسرے دن ہی معلوم ہو گیا کہ چور کون تھا۔ اور سارا سامان جیسا تھا اسی حالت میں واپس مل گیا۔ اس وقت سے اب تک آپ کی دعاؤں سے کئی چوریاں بر آمد ہوئی ہیں۔

ایک عجیب عورت

حضرت سید سجاد حسین معصوم بخاری کی خدمتِ اقدس میں نہ صرف انسان بلکہ جنات بھی حاضری دیتے ہیں ابتداء میں جب آپ نے قصرِ سجاد گگانوالہ میں قیام کیا تو گگانوالہ اور گاہی سیداں کے عقیدت مند ہر جمعرات کو حاضری دیتے اور رات گئے تک آپ کی شان میں کافیاں پڑھتے۔ اسی طرح کئی دفعہ جنات بھی اپنی مخصوص ٹیم کے ساتھ رات کو آتے اور آپ کی کافیاں پڑھتے۔

جنات عام انسانی شکل میں آتے اور بجلی نہ ہونے کی وجہ سے اپنی لالٹین ساتھ لے کر آتے۔ یہ منظر کافی لوگوں نے دیکھا ہے۔ لیکن کسی میں جرات نہ ہوتی کہ ان کو تنگ کریں اور نہ ہی جنات کسی کو تنگ کرتے۔ وہ اپنی حاضری دینے کے بعد واپس چلے جاتے لیکن آبادی کے بڑھنے سے ان کی آمد و رفت میں کافی کمی ہو گئی ہے۔ گاہی سیداں سے قصرِ سجاد پر آنے کے بعد روڈ کے ساتھ آپ کی رہائش کے لئے دو کمرے بنائے گئے جو بعد میں تبدیل کر دیئے گئے۔ آپ وہاں پر رہتے اور آپ کے ساتھ ملنگ مظفر خان اور اس کے اہل و عیال اپنی اپنی جھونپڑی

میں رہتے تھے۔ ملنگ مظفر خان نے آپ کی بڑا عرصہ خدمت کی ہے۔ آپ کی حویلی کی چار دیواری اس وقت نہ ہونے کے برابر تھی یعنی ہر طرح سے آدمی آجا سکتے تھے۔ جس کی وجہ سے گاہی سیداں کے لوگ دربار کی جنوب سائیڈ سے آتے جاتے رہتے تھے۔ اسی راستے سے کبھی کبھی جنات بھی آتے تھے۔ ملنگ مظفر خان کے اہل وعیال کی رہائش کیونکہ آپ کے مکان کے نزدیک ہی تھی جس کی وجہ سے ان کو پتہ چل جاتا تھا کہ کون آیا ہے اور کون جارہا ہے۔

ملنگ مظفر خان کے بیٹے کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک عورت بڑی خوبصورت اور بڑے خوبصورت لباس میں زیورات سے لیس رات کو آپ کی خدمت میں آتی تھی میں بڑا حیران ہوا کہ یہ عورت رات کو کیوں آتی ہے۔ وہ اس وقت آتی جب تقریباً سارے لوگ سو جاتے لیکن میں اس کے دیدار کے لئے جاگتا رہتا تھا۔ کہ وہ میری طرف دیکھے لیکن وہ لاپرواہی سے آپ کے کمرے کی چوکھٹ پر سجدہ دیتی دعا مانگتی اور واپس چلی جاتی۔ آپ نے کئی دفعہ مجھے اشاروں سے ایسی بات سے باز رہنے کے لئے فرمایا لیکن میں بد نصیب وہ باتیں اس وقت نہ سمجھ سکا۔

ایک دن شیطان نے میرے دل میں گھر کر لیا۔ اور میرے دل میں جوانی حیوانی خواہشات نے جنم لیا۔ میں نے ارادہ بنایا کہ آج رات میں اس کو دیکھوں گا۔ اس کے انتظار میں میں کافی دیر تک جاگتا رہا۔ آخر رات کی خاموشی میں پائلوں کی چھن چھن میرے کانوں سے ٹکرائی میں خوش ہو گیا۔ آہستہ آہستہ وہ ہماری جھونپڑی کے قریب سے گزرتی ہوئی آپ کے کمرے کی طرف بڑھی۔ چاندی رات تھی جس میں اس کا جسم اور لباس خوب چمک رہا تھا۔

جب وہ آپ کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہوئی تو میں نے ارادہ کیا کہ واپسی پر اس کو تنگ کروں گا۔ آخر وہ سجدہ سے اٹھی ہاتھ جوڑ کر دروازے میں کھڑی ہو گئی۔ اس کی پشت میری طرف تھی میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ آہستہ آہستہ بڑھنا شروع ہو گئی۔ جب اس کا سر دروازے کے اوپر لگا تو وہ پیچھے ہوئی۔ پھر وہ بڑھنا شروع ہو گئی میں حیران وپریشان ہو گیا۔ میرے دل میں خوف آ گیا۔ جسم کانپنا شروع ہو گیا۔ میری آنکھیں کھلی رہ گئیں آخر اس کا قد تقریباً دس یا گیارہ فٹ ہو گیا اور یکدم اس کا لباس بھی تبدیل ہو گیا اب جو اس کا لباس دیکھا تو خون آلودہ اور تقریباً

کافی بوسیدہ اور پھٹا ہوا۔ جونہی اس نے میری طرف دیکھا تو میں برداشت نہ کر سکا اور تین دن تک بے ہوش رہنے کے بعد آپ کے معافی دینے پر دوبارہ صحت یاب ہوا۔ میں نے آپ اور اس خالق حقیقی سے معافی مانگی۔ وہ عورت جب مڑی تو اس کی آنکھوں سے خون نکل رہا تھا۔ اور بہت بڑے دانت نکالے وحشی عورت کی طرح تھی۔ پہلے تو آپ دعا نہیں کر رہے تھے لیکن والدہ اور والد کی خدمت کو دیکھتے ہوئے لجپال سید نے لجپالی فرمائی اور مجھ غریب گناہ گار کو معاف کر دیا۔

ان کی ذات کو سمجھنے کے لئے معرفت کی ضرورت ہوتی ہے آپ نے مجھے سبق دیا کہ اولیاء کرام کی محفل میں ایسے آؤ جیسے مسجد میں جاتے ہیں۔ ان کے پاس آؤ تو شیطانی سوچ سے باز رہو ورنہ نقصان ہی نقصان ہے۔

حج مبارک

چوہدری محمد اقبال چیمہ چک 97 سرگودھا کے رہائشی تھے وہ جب تھانہ کلر کہار میں تھانیدار کی حیثیت سے مقرر ہوئے تو ان کی ملاقات آپ سے ہوئی اس وقت آپ گاہی سید اں میں اپنی قیام گاہ پر تھے۔ جب وہ سامنے آئے تو آپ نے ان کا نام لیکر کہا کہ او تھانیدار اقبال تو آ گیا میں تیری کب کی انتظار کر رہا ہوں وہ آپ کو دیکھتے ہی آپ کے مرید ہو گئے جب تک وہ تھانہ کلر کہار میں رہے۔ پیدل آپ سرکار کی خدمت میں آتے۔ عقیدت کی انتہا کہ میانی اڈہ سے ہی اپنے جوتے اتار لیتے تھے وہ آپ کو پہچان چکے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ ان کی وجہ سے دنیا کا نظام چل رہا ہے۔ سب سے پہلے سرگودھا بھی وہ ہی آپ کو لے کر گئے۔

جو بھی آپ کو دیکھتا آپ کا عقیدت مند ہو جاتا۔ اس وقت جہاں بھی جاتے آپ کو ڈولی میں اٹھا کر لے جاتے۔ چوہدری صاحب کی بڑی دشمنی چلی آ رہی تھی اس دشمنی کے باعث کچھ ان کے آدمی قتل ہو گئے اور کچھ دشمنوں کے۔ آپ کی دعا سے چوہدری صاحب کیسوں سے بری

ہو گئے پھر جب ان کے دشمن ضمانت پر رہا ہو کر آرہے تھے تو عدالت ہی میں ان کے بیٹے چوہدری شوکت علی نے ان لوگوں کو قتل کر دیا۔ قتل کا مقدمہ پھر بن گیا آپ نے پھر دعا فرمائی وہ بری ہو گئے۔ جب وہ بری ہوئے تو ان کے دشمنوں کو بہت غصہ آیا۔ وہ ان کی جان کے اور زیادہ دشمن بن گئے۔ جس کی وجہ سے آپ رات کو زیادہ احتیاط کرتے۔

جب آپ سرکار گئے تو وہ اس وقت بھی اندر سوتے تھے آپ نے چوہدری اقبال سے فرمایا کہ تجھے اندر گرمی نہیں لگتی اور مچھر نہیں کاٹتے انہوں نے عرض کیا کہ گرمی بھی لگتی ہے اور مچھر بھی کاٹتا ہے کیا کریں مجبوری ہے۔ آپ نے جلال میں فرمایا کہ تجھے گولی نہیں لگے گی تو باہر سویا کر وہ آپ کے حکم کو ٹال نہ سکے اور باہر صحن میں سونا شروع کر دیا۔ دشمنوں کو پتہ چلا تو وہ ایک دن تیاری کر کے آئے اور دیوار پر بیٹھ کر چوہدری صاحب کی چارپائی کا نشانہ بنا کر فائر کھول دیئے اور کافی دیر فائرنگ کرنے کے بعد واپس چلے گئے کہ اب چوہدری کا بچنا بہت مشکل ہے آپکے خاندان والوں نے جوابی فائرنگ کی جس سے وہ لوگ جلدی جلدی رات کی تاریکی میں واپس چلے گئے۔ اب آپ کے اہل و عیال روتے روتے چوہدری صاحب کی چارپائی کے نزدیک آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ چوہدری صاحب بڑے سکون میں ہیں آپ کے جسم پر کوئی گولی کا نشان نہیں جب ان کی نظر نیچے فرش پر پڑی تو فرش گولیوں کی وجہ سے پھٹا ہوا تھا حیران ہو کر پوچھا کہ جب اتنی گولیاں آپ کو لگی ہیں پھر آپ کیسے بچے۔ چوہدری صاحب نے کہا کہ جب فائرنگ کی آواز آئی تو میں گھبرا گیا اور بھاگنے کی کوشش کی لیکن میرے مرشد مادری ولی میرے سامنے آگئے فرمایا تم سوتے رہو تجھے کچھ نہیں ہوگا میں دیکھتا رہا فائرنگ ہوتی رہی اور آپ میرے سامنے میری ڈھال بن کر گولیوں کو ادھر ادھر کرتے رہے۔

ایک دفعہ چوہدری اقبال اور ان کی بیگم صاحبہ حج کے لئے تیار ہوئے تو وہ آپ کو اپنے گھر لے گئے تا کہ مرشد کی زیارت کر کے سفر شروع کریں۔ چوہدری صاحب نے اجازت طلب کی کہ آپ اجازت دیں ہم حج کے لئے روانہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو میرے ساتھ حج پر جائے گا میں تجھے اکیلے نہیں جانے دوں گا۔ چوہدری صاحب نے عرض کی میرے ساتھ

میری بیوی ہے آپ نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ نہ جا۔ آخر بیگم صاحبہ اکیلے حج پر چلی گئیں۔ واپسی پر وہ چوہدری صاحب سے ناراض ہوئیں کہ اگر آپ نے حج کرنا ہی تھا تو میرے ساتھ چلے آتے۔ چوہدری صاحب نے کہا کہ حج کے بعد انسان نرم دل ہو جاتا ہے لیکن تجھے کیا ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ اور مرشد سرکار دونوں حج پر موجود تھے۔

چوہدری صاحب نے کہا کہ میں تو نہیں گیا۔ بیگم صاحبہ نے کہا کہ میں نے اپنے ہوش و حواس میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور دوسرے علاقے کے آدمیوں کو بھی میں نے دکھایا ہے۔ چوہدری صاحب یہ سن کر بڑے حیران ہوئے آپ سرکار نے فرمایا کہ اس میں حیران ہونے والی کونسی بات ہے تیرا تو حج اس وقت ہی قبول ہو گیا تھا جب تو نے اپنے مرشد کا کہنا مان لیا تھا۔

اسی طرح چوہدری صاحب کے بیٹے ڈی ایس پی چوہدری ریاض احمد چیمہ کی شادی تھی جب بارات واپس آ رہی تھی تو آپ سرکار بھی ساتھ تھے فرمانے لگے ہم اس راستے سے واپس نہیں جائیں گے بلکہ دوسرے راستے سے جائیں گے کسی نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے۔ آپ خاموش ہو گئے لیکن چوہدری صاحب نے کہا جو میرا مرشد کہے گا وہ ہی کریں گے۔ جب وہ دوسرے راستے سے آ رہے تھے تو پتہ چلا کہ دشمنوں نے راستے میں پل کے نیچے ٹائم بم لگایا ہوا تھا جو پھٹ گیا لیکن راستہ تبدیل ہونے کی وجہ سے سب لوگ بچ گئے۔ چوہدری صاحب کو بھی آپ سے بڑی عقیدت تھی اور آپ کو بھی اپنے مرید پر فخر تھا۔ اگر چوہدری صاحب بیمار ہو کر ہسپتال گئے تو آپ پوچھنے کے لئے ہسپتال پہنچ گئے اگر چوہدری صاحب جیل میں گئے تو آپ ملاقات کے لئے جیل میں چلے گئے۔ یعنی آپ نے ہر مشکل وقت میں چوہدری کا ساتھ دیا۔ آخر آپ ہی کی وجہ سے نہ ہونے والی بات ہو گئی کہ دونوں خاندانوں میں راضی نامہ ہو گیا۔ چک نمبر 101 کے اعوانوں نے سادات کا بڑا احترام کیا اور راضی ہو گئے۔

آپ چوہدری صاحب کے پاس دو دو مہینے قیام کرتے۔ اس وجہ سے چوہدری صاحب نے اپنا ڈیرہ جو آجکل سیٹلائٹ ٹاؤن کے ساتھ ہے اور شوکت پارک کے نام سے مشہور ہے آپ

کے نام کر دیا۔ اسی طرح چوہدری صاحب کے بیٹے چوہدری شوکت علی چیمہ نے آپ کو مسجد تعمیر کرنے کے لئے علیحدہ جگہ دی ہے۔ جو ان کا قیامت تک صدقہ جاریہ ہے آج چوہدری اقبال کی قبر سرکار کے مکان کے ساتھ ہے جہاں پر سجادہ نشین سید نیاز حسین مخدوم بخاری ہر سال 15 شعبان کو چوہدری صاحب اور ان کے اباؤاجداد اور دوسرے عقیدت مند مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے قران خوانی کراتے ہیں اور لنگر تقسیم ہوتا ہے ہزاروں کی تعداد میں لوگ ہر سال شرکت فرماتے ہیں۔

موت کا وقت

حضرت سید سجاد حسین معصوم بخاری گھٹہ مصرال جارہے تھے آپ کی گاڑی ابھی مصرال میں داخل ہو رہی تھی کہ کچھ لوگ سامنے سے آرہے تھے آپ نے گاڑی ان لوگوں کے قریب رکوائی جونہی گاڑی رکی وہ سب لوگ آپ کے سلام کے لئے آگے بڑھے۔ آپ نے ایک راجہ سے پوچھا کہ کہاں جارہے ہو۔ اس نے عرض کیا میں اپنے رشتہ داروں سے ملنے بیل کی طرف جارہا ہوں آپ نے فرمایا کہ تو واپس چل تیرے ساتھ ایک ضروری بات کرنی ہے وہ آپ کے حکم کو ٹال نہ سکا۔ وہ آپکی گاڑی میں بیٹھ کر گاؤں واپس آگیا۔ وہ اس بات پر خوش تھا کہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہو جو آپ تشریف لائے ہیں۔ جب آپ ایک مرید کے گھر میں قیام پذیر ہوئے تو اس راجہ نے عرض کی کہ آپ نے کون سی خاص بات کرنی ہے۔ آپ نے سب لوگوں کے سامنے اسے کہا کہ تجھے خبر ہی نہیں تو تیار ہو کر گھر سے دور جارہا ہے۔ جبکہ تیری موت کا وقت قریب آگیا ہے۔ یہ سن کر وہ گھبرایا نہیں بلکہ الحمدللہ کہہ کر آپ سے اجازت لے کر گھر چلا گیا۔ اس میں اتنی ہمت نہ ہوئی کہ وہ گھر والوں کو بتا سکتا۔ کہ آپ نے یہ فرمایا ہے گھر والے حیران تھے پوچھا کہ تم واپس کیوں آگئے ہو بتایا کہ مرشد واپس لے آئے ہیں یہ کہہ کر وہ اپنے بھائی کو ملنے زمینوں پر چلا گیا جہاں اس نے زمین میں پانی لگایا ہوا تھا۔ دل

میں آپ کی بات لئے وہ بھائی کے پاس پہنچا۔ وہ بات کرنے لگا لیکن زبان نے دل کا ساتھ نہ دیا۔ آخر وہ دوسری باتوں میں مصروف ہو گئے۔ بھائی نے ایک کھیت کو نامکمل پانی لگانے کے بعد جب دوسرے کھیت کو پانی لگانا شروع کیا تو وہ بولا کہ بھائی صاحب یہ کھیت تو ابھی پانی سے مکمل سیراب نہیں ہوا بھائی نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں جو پانی کھیت کو لگایا ہے آہستہ آہستہ اس جگہ پر پہنچ جائے گا دونوں بھائی باتیں کر رہے تھے کہ وہ راجہ زمین پر بیٹھ گیا۔ اپنے بھائی کو آواز دی کہ میرا وقت قریب آگیا ہے۔ بھائی پریشان ہو گیا غصے سے کہتا ہے کہ تو کیسی باتیں کر رہا ہے۔ اللہ تجھے لمبی عمر عطا کرے۔

بھائی یہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ راجہ پیچھے گر گیا اور کلمہ پڑھنے کے بعد ابدی نیند سو گیا۔

رنسیال ضلع چکوال کے محمد خان آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب وہ آپ کو ٹافیاں کھلانے لگا تو آپ نے فرمایا کہ تو مجھے خون میں تر ٹافیاں کھلا رہا ہے یہ میں نہیں کھاتا ان پر خون لگا ہوا ہے۔ انکی دشمنی تھی جب وہ اجازت لے کر گھر واپس جا رہے تھے تو راستہ میں آپ کے دشمنوں نے آپکو قتل کر دیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ وہ تمام ٹافیاں خون میں تر ہو گئیں۔ جو بعد میں آپ کی جیب سے نکالی گئیں۔

اسی طرح آپ نے اللہ دتہ گفانوالہ کو جنت کی بشارت دی کہ انشاء اللہ تو جنت میں جائے گا اور تیری موت تجھ پر عذاب نہیں بنے گی بلکہ راحت و سکون کا باعث بنے گی جب تو آخری نعرہ بلند کرے گا تو ابدی نیند سو جائے گا۔ جب لوگ سنیں گے تو وہ یقین نہیں کریں گے بعد میں ایسا ہی ہوا ایسے کئی لوگ ہیں جن کو آپ نے فرمایا کہ تیری موت فلاں جگہ اور فلاں وقت میں ہو گی تو ایسے ہی ہوا۔

کلمہ طیبہ

آپ کلر کہار ملنگ احمد خان ولد مظفر خان کے گھر گئے ہوئے تھے جس دن آپ ان کے

گھر میں تشریف فرما ہوئے اس دن بھٹیاں گجر کے عقیدت مند تلاش کرتے ہوئے وہاں پہنچے وہ سخت پریشان حال تھے ان کے ساتھ ایک پاگل عورت تھی جس کی وجہ سے وہ آپکی تلاش میں تھے۔ جب وہ آپ کی محفل میں بیٹھے تو انہوں نے عرض کی کہ آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس کو صحت عطا فرمائے۔ آپ نے کافی دیر تک ان کی بات پر دھیان نہ دیا بلکہ ان کو دوسرے کاموں میں مصروف رکھا۔ احمد خان ملنگ کے دوبارہ عرض کرنے پر آپ نے فرمایا کہ اس لڑکی سے کہو کہ کلمہ طیبہ پڑھے۔ اس لڑکی سے جب کہا گیا کہ تو کلمہ پڑھ۔ اس نے کہا کہ میں نہیں پڑھتی۔ پھر آپ نے فرمایا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔ آخر آپ غصے میں آگئے۔ اور کہا کہ پڑھو اس نے کہا مجھے کلمہ نہیں آتا۔ لیکن جب آپکے جلال میں تیزی آئی لڑکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غصے کی حالت میں فرمایا تو وہ آپ کے قدموں میں گر پڑی وہ لڑکی جو قابو میں نہیں آرہی تھی یکدم اتنی نرم ہو گئی۔ اور کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کر دیا۔ آخر وہ کلمہ طیبہ کی طاقت سے ٹھیک ہو گئی۔ بعد میں زار و قطار رونا شروع کر دیا روتے روتے اپنے رشتہ داروں سے جو اس کے ساتھ آئے ہوئے تھے جن کو مارتی تھی کہا میں ٹھیک ہو گئی ہوں میں بڑی گناہ گار تھی اس دن آپ جہاں بھی گئے وہ لوگ آپ کے ساتھ رہے۔ بعد میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے واپس چلے گئے۔

سانپ اور مرغی

اس دن آپ اپنے پرانے گھر گاہی سیداں میں رہائش پذیر تھے اور آپ کی خدمت اقدس میں گاؤں کے علاوہ باہر سے آئے ہوئے کافی لوگ موجود تھے۔ سب لوگ دیکھ رہے تھے کہ دروازہ میں سے ایک مرغی آئی اور اندر آپ کی کرسی پر جاکر بیٹھ گئی ابھی مرغی کرسی پر بیٹھی ہی تھی کہ دروازہ میں سے ایک سانپ داخل ہوا سب لوگ سانپ کو دیکھ کر ڈر گئے تو آپ جو خاموش حالت میں بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ مت ڈرو یہ تمہارے لئے نہیں آئے یہ میرا

سلام کرنے آئے ہیں۔ یہ کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا سانپ اپنی مستی میں سیدھا آپ کی چارپائی ایک پائے پر کچھ اوپر چڑھا اور سلام کرنے کے بعد واپس ہونے لگا۔ مرغی جو کرسی پر بیٹھی تھی آپ کے پاؤں پر گری اور اس طرح حرکت کرنے لگی جیسے دانا کھا رہی ہو۔ پھر وہ بھی واپس ہو گئی۔ لوگ حیران ہوئے کہ مرغی اور سانپ کس شان سے آئے اور کس شان سے واپس چلے گئے۔

اسی طرح جب آپ قصر سجاد گفانوالہ آئے تو کچھ عرصہ بعد ایک آپ کا ہمسایہ آیا وہ کیا دیکھتا ہے کہ آپ کی جھولی میں کھلونوں کے اندر ایک سانپ موجود ہے۔ وہ ڈر گیا کہ شاید آپ کو نقصان نہ پہنچائے۔ یہ سوچ کر وہ گھر چلا گیا اور گھر سے جلدی جلدی پستول لے آیا۔ اور آہستہ آہستہ آپ کے قریب ہونے لگا کہ آپ کو معلوم بھی نہ ہو اور نہ ہی سانپ کو پتہ چلے جب وہ قریب آیا اس وقت آپ کا چہرہ مبارک دوسری طرف تھا۔ اس نے سانپ کا نشانہ لیا۔ جو اس وقت آپ کی گردن کے ساتھ جھول رہا تھا۔ اور احتیاط سے فائر کرنے لگا کہ سانپ بھی مر جائے اور آپ کو نقصان بھی پہنچے۔ جونہی اس نے ٹرائیگر پر دباؤ ڈالنا چاہا یکدم آپ نے غصے کی حالت میں پیچھے دیکھا اور فرمایا او ظالم انسان تو میرے مرید کو مارنے آیا ہے اس نے دیکھا کہ اس وقت سانپ غائب ہو گیا تھا وہ آپ کے قدموں میں گر گیا اور کہا مجھے نہیں معلوم تھا مجھے آپ معاف کر دیں آپ نے فرمایا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔

یہ چند واقعات لکھنے کا مطلب یہ واضح کرنا ہے کہ ولی میں اتنی طاقت تو ہوتی ہے کہ اس کا سلام انسان ہی نہیں جن و بشر اور جانور بھی کرتے ہیں جیسا حضرت سلمان علیہ السلام کو طاقت دی گئی تھی۔

☆☆☆☆☆

ولی کی بد دعا

راج بیگم زوجہ عطا حسین بھال ضلع چکوال نے آپ کی بڑا عرصہ خدمت کی ہے وہ انتہائی غریب تھی لیکن آپ کی دعاؤں سے آج اس کے بیٹوں کا اپنا بڑا کاروبار ہے۔

جب بھی کسی نے سادات کی خدمت کی ہے اللہ تعالیٰ عشق مصطفیٰ کے صدقے اس کو خدمت کا صلہ ضرور دیتا ہے۔ راج بیگم کو آپ راحمتاں بی بی کہہ کر پکارتے تھے۔

عطا حسین کے بیٹوں کی شادی تھی جس میں آپ بھی شریک تھے۔ ان لوگوں نے آپ کے لئے ایک علیحدہ مقام تاج بی بی زوجہ رب نواز کے گھر میں رکھا۔ جہاں پر آپ کی رہائش کا بندوبست تھا تاج بی بی بڑی سلیقہ مند خاتون تھی اس نے گھر کو بڑا سجایا ہوا تھا جہاں بھی آپ جاتے ہیں وہاں پر حاجت مندوں کا رش لگا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس گھر میں پڑی ہوئی بڑی چیزوں میں ردوبدل کرنا پڑتا ہے تاکہ حاجت مند لوگ آسانی سے بیٹھ سکیں۔ اسی وجہ سے اس گھر میں بھی کچھ چارپائیاں اور کچھ دوسری چیزوں کو تبدیل کر دیا گیا جس پر تاج بی بی نے تھوڑا بہت غصہ کا اظہار کیا۔ آپ نے پوچھا یہ عورت کیا کہتی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ کچھ نہیں اس کی اپنی زبان ہے بولنے دیں لیکن آپ غصے میں آ گئے اسی غصے کی حالت میں اس کے گھر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا کہ پاگل عورت کا گھر ہے ہم یہاں نہیں رہتے۔ جب آپ شادی سے فارغ ہو کر گھر تشریف لائے تو وہ عورت بالکل پاگل ہو گئی۔ اس کا سارا گھر ویران خانہ بن گیا۔ وہ گلیوں میں دوڑتی اور پاگلوں جیسی حرکت کرتی حتیٰ کہ اسے اپنے کپڑوں تک کا ہوش نہ رہا۔

اس عورت کے لئے دوسرے لوگوں نے کافی معافی مانگی اور دعا کروائی لیکن آپ خاموش رہے اسی حالت میں تاج بی بی کو تقریباً گیارہ بارہ سال گزر گئے۔

حسب معمول آپ پھر ایک دن بھال تشریف لے گئے۔ مختلف گھروں سے ہوتے ہوئے آپ عطا حسین کے گھر جا پہنچے آپ نے فرمایا کہ حلوہ لے آؤ جب آپ حلوہ کھا رہے تھے

توکسی نے عرض کی کہ تاج بی بی کے لئے آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس کو صحت عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا "ہیں" آخر آپ کو اس پر رحم آگیا اور فرمایا کہ اس کو بلاؤ کافی تلاش کے بعد وہ گاؤں کے باہر سے مل گئی۔ اس کو جب آپ کے سامنے لایا گیا جونہی اس نے آپ کو دیکھا تو وہ آپ کے قدموں میں گر گئی اور معافی مانگنی شروع کر دی جس پر آپ نے فرمایا کہ اس کو حلوہ دو یہ ٹھیک ہو جائے گی۔ جب اس نے حلوہ کھایا کچھ دیر بعد وہ اپنی درست حالت میں آگئی اور اپنے کپڑوں کی طرف دیکھا تو کافی شرمندہ ہوئی۔ راج بیگم سے اس نے دوپٹہ لیا اور سر پر رکھا۔ بعد میں آپ سے اس نے اجازت مانگی کہ آپ مجھے اجازت دیں تاکہ گھر چلی جاؤں۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ یہ اس گھر میں جارہی ہے جس کو اس نے قید خانہ سمجھا ہوا تھا تو سب کی زبان پر سبحان اللہ اللہ اکبر شاہ سجاد زندہ باد کے نعرے بلند ہوئے۔

جمعۃ المبارک

حضرت سید سجاد حسین معصوم بخاری کے والدین محترم کے ایصال ثواب کے لئے ہر سال رمضان المبارک کی آخری جمعرات کو ختم شریف کرایا جاتا ہے جس میں علاقے سے باہر کے بھی عقیدت مند شرکت کرتے ہیں 1995ء کو جب رمضان المبارک میں ختم شریف کرایا گیا تو ڈھوک سگھرال سے تین چار آدمی تیار ہوئے۔ لیکن جب وہ آنے لگے تو محمد نواز انصاری اس وجہ سے نہ آیا کہ کل جمعۃ الوداع ہے میں گھر میں ہی پڑھوں گا محمد سلیم اور راجہ اختر نواز ولد راجہ سردار خان ختم شریف پر آئے جب یہ دونوں ختم شریف سے فارغ ہوئے تو کافی وقت گزر چکا تھا جس کی وجہ سے دوسرے لوگوں کی طرح یہ بھی رات کو دربار پر ہی رہے دوسرے دن یعنی جمعۃ الوداع کو زیادہ آدمی چلے گئے لیکن سلیم اور اختر نواز اور چند دوسرے عقیدت مندوں کو اجازت نہ مل سکی۔ جب جمعہ کے پڑھنے کا وقت ہوا تو سلیم اور راجہ اختر نواز نے وضو کیا اور آپ سے پوچھا کہ ہمیں اجازت ہے کہ ہم مسجد میں جا کر نماز پڑھ لیں آپ نے

فرمایا کہ دربار میں ہی نماز پڑھ لو۔ ہم نے دربار میں نماز پڑھی اور جمعہ سے رہ گئے دل میں بڑے
حیران کہ پتہ نہیں اس میں آپ کی کیا مرضی تھی کہ انہوں نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھنے کے
لئے کہا ہے۔

کچھ دیر کے بعد ہمیں اجازت ملی۔ ہم شام تک گھر پہنچ گئے دو دن گزرنے کے بعد محمد
نواز سے ملاقات ہوئی پر وہ بڑا خوش تھا اور کہنے لگا کہ راجہ صاحب میں نے یہاں ایک بڑا عجیب
منظر دیکھا ہے۔ وہ یہ کہ میں جمعۃ المبارک کو گھر سے جلد ہی تیار ہو کر مسجد کی طرف آنکلا اور
مسجد میں درود و سلام پڑھنا شروع کر دیا اس کے بعد نفل نماز پڑھی نماز سے فارغ ہوا ہی تھا کہ
مجھے بڑی راحت قلب خوشبو محسوس ہوئی میں نے پیچھے دیکھا کہ شاید کوئی مسجد میں خوشبو لگا
رہا ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ یعنی حضرت سید سجاد معصوم بخاری بڑی شان و شوکت کے
ساتھ مسجد میں چلے آرہے ہیں اور ان کے پیچھے دو کسی دوسرے علاقے کے آدمی تھے جن کو
میں نہیں جانتا تھا وہ سفید کپڑوں میں ملبوس تھے۔ میں آپ کی آمد پر احتراماً کھڑا ہو گیا۔

آپ سرکار خطیب کے مصلے پر کھڑے ہو گئے اور جمعہ کی نیت کر کے نماز شروع کر دی
میں بھی جلدی جلدی ساتھ ہو گیا جمعہ پڑھانے کے بعد آپ نے درود و سلام پڑھا اور جانے کے
لئے تیار ہو گئے۔ آپ اور وہ دونوں آدمی جلدی جلدی مسجد سے باہر نکل آئے میں بھی ان کے
پیچھے کہ اب یہ کہاں جاتے ہیں لیکن میرے پہنچنے سے پہلے ہی وہ مسجد سے نکلتے ہی دو گلیوں کے
موڑ سے گزرتے ہوئے غائب ہو گئے۔ دل میں خیال آیا کہ یہ اللہ تعالی کے خاص لوگ کس
طرح زندگی گزارتے ہیں۔ دیکھنے میں اور نظر آتے ہیں یہ خود ایک سمندر ہوتے ہیں۔ جن کو
سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں جب راجہ اختر نواز نے آپ سے اس واقعہ کے بارے میں
پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تجھے افسوس تھا کہ میں نے جمعہ نہیں پڑھا لیکن میں نے تجھے اپنے
ساتھ جمعہ پڑھایا ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ ولی لوگوں کے کئی جسم ہوتے ہیں جو ہر وقت
حرکت میں رہتے ہیں اور مختلف گھروں میں جا کر حاجت مندوں کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔

غیبی رزق

تحصیل تلہ گنگ کا ایک شخص آپ کی خدمت میں بڑا آتا تھا اس سے جب پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے تو ہر دوسرے تیسرے دن کے بعد آجاتا ہے۔ اس نے جواب دیا بات ہی ایسی ہے کہ میں آپ کے بغیر سکون سے نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ میں نے ان کو قریب سے دیکھا ہے۔ وہ بتانے لگا کہ کسی دور میں میرے پاس بڑا پیسہ تھا بعد میں حالات خراب ہونے کی وجہ سے غریب ہو گیا لیکن اپنی سفید پوشی بھی رکھی اسی دوران کسی نے آپ سرکار کا تعارف کرایا میں ان کی خدمت میں چلا آیا۔ جب دعا کروائی تو آپ نے راز میں بات کی کہ میرے کبوتر کیوں نہیں رکھتے تو لوگوں سے پوچھا کہ اس بات کا کیا مطلب ہے کسی عقیدت مند نے کہا کہ گھر جا کر کبوتر رکھ لو۔ میں نے ایسا ہی کیا دو کبوتر لئے اور ان کی پرورش شروع کر دی وہ کبوتر بڑھتے گئے اور ادھر ادھر سے کچھ آگئے جب کچھ عرصہ کے بعد کبوتر زیادہ ہو گئے تو میں نے کسی سے پوچھا کہ ان کے لئے بہترین رہائش کونسی ہوتی ہے۔ کسی نے بتایا کہ زمین میں جگہ کھود کر ان کی رہائش بھی بنائی جاتی ہے میں نے ایسا ہی کیا صحن میں گڑھا کھودنا شروع کر دیا تقریباً وہ گڑھا زمین میں تین فٹ تک ہی گہرا ہو گا کہ میری کدال کسی سخت چیز سے ٹکرائی میں سمجھا کہ پتھر آگیا ہے لیکن وہ پتھر نہ تھا آہستہ آہستہ اس کو باہر نکال کر دیکھا تو ایک برتن برآمد ہوا اس میں چاندی کے سکے بھرے ہوئے تھے۔ بعد میں وہ سکے مہنگے داموں فروخت کئے اور اپنا قرض وغیرہ اتارا اور جو باقی بچے وہ اپنے کاروبار کے لئے وقف کر دیئے۔ اسی طرح آپ نے ہماری ہر مشکل وقت میں مدد فرمائی ہے۔ اسی طرح اور ایسے کئی لوگ ہیں جن کو آپ نے مختلف طریقوں سے پیسے دیئے ہیں کئی ایسے ہیں جن کو آپ نے صرف نمبر لکھ کر دیا اور ان کے لاکھوں روپے نکلے ہیں۔

☆☆☆☆☆
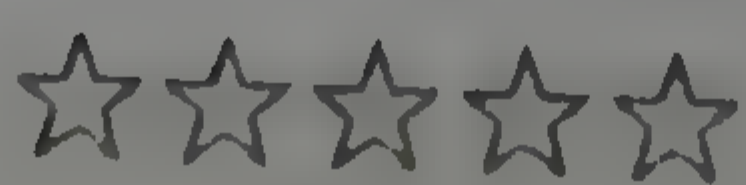
کنویں میں سانپ

حضرت سید سجاد حسین معصوم مخدوم بخاری لڑکے والی سرکار کے مکان پر سانپ آزادانہ پھرتے رہتے ہیں ان کو کوئی نقصان نہیں دیتا اور نہ ہی آج تک کسی سانپ سے کسی کو نقصان ہوا ہے۔

رات کے وقت سانپ مختلف کمروں میں دیکھائی دیتے جو معلوم نہیں تھا کہ کہاں سے آتے ہیں اور صبح واپس کس مقام پر چلے جاتے ہیں۔ 1992ء کو دربار پر ایک نامکمل کنواں جب دوبارہ کھودوانے کا پروگرام بنا تو اوپر سے حفاظتی چیزیں اٹھائیں تو اندر دیکھا وہاں پر تقریباً نو دس سانپ اکٹھے سکون میں بیٹھے ہوئے تھے جن کی نسل و رنگ آپس میں نہیں ملتے تھے۔ ضروری تو تھا کہ آپ سے اجازت طلب کرنے کے بعد ماندری ان کو پکڑنے کی ہمت کرتا لیکن اس کو اس بات کا خیال نہ آیا اس نے اپنی پوری کوشش کی لیکن وہ سانپوں پر قابو نہ پا سکا اور خود بیمار ہو گیا بعد میں اس کو آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو نہیں جانتا تھا کہ وہ میرے مرید ہیں اور تو ان کو تنگ کرنے آگیا ہے۔ اس کے بعد اس کی کھدائی کا پروگرام بند کر دیا۔ لیکن یہ بات جنگل میں آگ کی طرح ہر طرف پھیل گئی۔

ملک کے کونے کونے سے لوگ ان سانپوں کو دیکھنے کے لئے آئے جو دن کو آرام کرتے اور رات کو دربار پر چکر لگاتے۔ لوگوں نے دیکھا کہ اسی کنواں میں چھوٹے چھوٹے مینڈک اور چوہے موجود تھے جو آزادانہ طور پر ان سانپوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ تقریباً یہ سلسلہ دو سال تک جاری رہا ہے پھر آپ نے ان کو اجازت دے دی اور واپس کسی اور مقام کی طرف چلے گئے اور کنواں خالی کر گئے۔

اندھی عورت

آپ حسب سابق 91 بھٹیاں نزد سرگودھا بابا محمد حیات نمبردار کے گھر گئے ہوئے تھے۔

وہاں سے آپ ملک ریاض حسین کے گھر چلے گئے اسی طرح آپ اپنے عقیدت مندوں کے گھروں سے ہوتے ہوئے محمد یعقوب کے گھر میں جا کر بیٹھ گئے۔اس کے گھر میں کافی لوگ آپ کی زیارت کرنے آئے ہوئے تھے۔باہر سے بھی دو تین آدمی آئے اور ان میں ایک عورت جو اندھی تھی وہ بھی آئی ہوئی تھی اس عورت کے ساتھ آئے ہوئے ایک شخص نے کہا کہ آپ دعا فرمائیں یہ عورت ٹھیک ہو جائے۔ آپ خاموش رہے لیکن دیکھتے اس عورت کی طرف ہی رہے۔ کچھ دیر کے بعد آپ فرمانے لگے کہ یہ عورت جو نابینا ہے مجھے چائے پکا کر پلائے تو میں دعا کروں گا۔ایک دو عورتیں دوسری اٹھیں کہ ہم چائے بنا کر لاتی ہیں لیکن آپ غصے میں آگئے فرمانے لگے میں اس عورت کو کہہ رہا ہوں۔ آخر وہ سہارا لے کر اس جگہ گئی جہاں چائے پکانی تھی۔اس نے دوسری عورت کی مدد سے چائے تیار کی اور واپس آگئی جب اس سے آپ نے کہا کہ چائے پلاؤ تو اس نے سہارے پر چائے پرچ میں ڈالی دیکھتے دیکھتے اس کو کچھ کچھ نظر آنا شروع ہو گیا تھا بعد میں اس نے اپنے رشتہ داروں کو آواز دیکر کہا کہ میں دیکھ رہی ہوں سب لوگ حیران اور خوش ہوئے کہ الحمد اللہ آپ کی دعا سے ایک نابینا کو بینائی مل گئی۔

محترم قارئین! شاید کسی کے دل و ذہن میں یہ سوال ابھرے کہ مانگنا تو اللہ تعالیٰ سے چاہئے اور وہی دیتا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ آپ سے کوئی آنکھیں مانگے اور وہ عطا بھی فرما دیں تو جناب حقیقتاً اللہ ہی دینے والا ہے مخلوق میں سے جو کوئی دیتا ہے وہ اللہ سے ہی لے کر دیتا ہے۔اللہ کی عطا کے بغیر کوئی ایک ذرہ بھی نہیں دے سکتا۔اللہ کی عطا سے سب کچھ ہو سکتا ہے یہ ایسی بات نہیں ہے جو سمجھ نہ آئے بلکہ آج کل کے فنِ طب نے یہ مسئلہ ہی حل کر دیا ہے ہر کوئی جانتا ہے کہ آپریشن کے ذریعے مردہ کی آنکھیں لگا کر اندھوں بینا کر دیتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے روحانی قوت سے نابینائی کی مرض سے شفا دے کر بینا کر دیا۔

☆☆☆☆☆

غلام توریز ولد حکیم صوبہ خان گگانوالہ 92ء کے سال میں انتہائی سخت بیمار ہو گیا جوں جوں علاج کراتے رہے مرض بڑھتی گئی ایک وقت وہ آیا کہ غلام توریز کے بچنے کی تمام امیدیں دم توڑ گئیں جب گھر والوں نے دیکھا کہ اس کا بچنا مشکل ہے تو گھر والوں نے یہ مناسب جانا کہ اس کا آخری علاج جو حضرت سید سجاد حسین معصوم بخاری کے پاس ہے کروا لیتے ہیں۔ شاید یہ تندرست ہو جائے۔ ملک شکیل اختر، سید سفیر حسین اور سید صدا حسین، غلام توریز کو گھر والوں کی مدد سے دربار پر لے آئے ان دنوں سالانہ عرس مبارک کی تقریبات شروع ہو رہی تھیں جس کی وجہ سے دربار کو سجایا جا رہا تھا جونہی غلام توریز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ اس کا بستر میرے پلنگ کے ساتھ لگا دو ایسا ہی کیا گیا۔ (ملک محمد خان صاحب عرس کے بانی ہیں)

غلام توریز کے کزن جو فیصل آباد میں رہتے ہیں غلام توریز کے علاج کے لئے ایک عامل جو ظاہری طور پر عامل تھا لیکن وہ سب کام جادو کے زور پر کرتا تھا لے کر آ رہے تھے جب وہ نور پور کے قریب پہنچے تو اس عامل نے کہا کہ تیرا کزن اب اس گھر میں موجود ہے۔ جہاں پر بہت زیادہ لوگ موجود ہیں مختلف قسم کے علم اور جھنڈیاں لگی ہوئی ہیں ان کا کزن پریشان ہو گیا کہ ایسی تو وہ جگہ نہیں ہے جب وہ ان کے گھر گئے تو پتہ چلا کہ غلام توریز دربار پر موجود ہے اس عامل کو جب کہا گیا کہ آؤ دربار پر چلتے ہیں وہاں ہی آپ علاج کر لیں اس نے کہا میرا علم اور تو میرا علاج کام کرے گا جب ان کے گھر والوں کو پتہ چلا کہ ایک ایسا عامل آیا ہوا ہے تو انہوں نے کہا کہ سید سجاد حسین معصوم بخاری کے ہوتے ہوئے اب ہمیں کسی کی ضرورت نہیں۔ وہی غلام توریز جو زندگی کی جنگ ہار رہا تھا اپنے قدموں پر چل کر واپس گیا اور چند ہی دنوں بعد مکمل تندرست ہو گیا یقیناً اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ اور

جادو کا علم عارضی علم ہے جو سیکھنے والے کو دوزخ میں لے جاتا ہے۔

ٹارچ کا جلنا

حضرت سید سجاد معصوم بخاری چک مصری ضلع چکوال میں ایک عمر رسیدہ خاتون کے گھر گئے ہوئے تھے جس کو آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اولاد نرینہ عطا فرمائی۔ آپ نے مختلف گھروں کا دورہ کیا ایک گھر میں آپ قیام پذیر تھے کہ آپ نے فرمایا مجھے پیشاب آیا ہے آپ کے ساتھ مرید بھی گئے ہوئے تھے۔ حاجی مظہر حسین ولد غلام نبی پیشاب کرانے کے لئے آپ کو ایک علیحدہ کمرے میں لے گیا جس کمرے میں آپ پیشاب کر رہے تھے وہاں پر تھوڑا اندھیرا تھا آپ نے اپنی جھولی جس میں مختلف کھلونے اور دوسری چیزیں ایک ٹارچ جس کے اندر نہ ہی سیل تھے اور نہ ہی بلب یعنی بلب اور سیل سے آزاد تھی وہ حاجی مظہر حسین کو دی اور فرمایا کہ بڑا اندھیرا ہے اس کو روشن کرو۔ حاجی صاحب کہہ رہے تھے کہ میں نے عرض کیا کہ آپ پیشاب کریں اس کو بعد میں روشن کریں گے۔ آپ نے غصے میں کہا کہ میں کہہ رہا ہوں اس کو روشن کرو۔ میں نے ایسے ہی آپ سے کہہ دیا کہ میں جلا رہا ہوں لیکن روشن نہیں ہو رہی ہے۔ اس بات پر آپ بڑے غصے میں آگئے اور جلال میں دھمکی دی اور فرمایا کہ اس کو جلاؤ میں نے بٹن کو کانپتے ہاتھوں سے آگے پیچھے کیا جب ایک دوبار ایسا کیا تو تیسری مرتبہ وہ جل پڑی جب اس کی روشنی مجھے نظر آئی تو میں ڈر گیا۔ آپ بڑے خوش ہوئے۔ اور زور زور سے قہقہے لگانے شروع کر دیئے بعد میں مجھ سے پوچھا کہ تجھے ڈر تو نہیں لگا میں نے کہا کہ آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کیسے ڈر لگے گا۔

ریل گاڑی کا رکنا

شیخ محمد شریف ولد جیون خان انصاری خوشالی کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مجھے

پنوں عاقل جانے کا اتفاق ہوا۔ جب میں سرگودھا ریلوے اسٹیشن پر آیا تو وہاں سے کراچی جانے والی ٹرین کی سیٹ بک کروانا چاہی تو میں نے دیکھا کہ وہاں پر کافی رش لگا ہوا ہے۔ خدا خدا کرتے ہوئے مجھے سیٹ مل گئی میں گاڑی میں بیٹھ گیا۔ میرے ساتھ سرگودھا کا ہی ایک فوجی بیٹھ گیا باتوں باتوں میں اس نے بتایا کہ یہ گاڑی پنوں عاقل اسٹیشن پر نہیں رکتی آپ کیا کریں گے میں نے کہا امید ہے کہ یہ گاڑی وہاں پر رکے گی اگر نہ رکی تو میں کراچی چلا جاؤں گا۔ اور وہاں سے واپس پنوں عاقل آجاؤں گا۔ سفر جاری رہا۔ راستے میں میں نے حضرت سید سجاد حسین معصوم بخاری کو یاد کیا اور عرض کی کہ مجھے جلدی بڑی ہے آپ دعا فرمائیں یہ گاڑی پنوں عاقل پر رکے تو میری پریشانی حل ہو جائے گی ورنہ مجھے کراچی جانا پڑے گا راستے میں مجھے نیند آگئی عالم خواب میں آپ سے ملاقات ہوئی آپ فرمانے لگے کہ تیرے لئے یہ گاڑی پنوں عاقل ضرور رکے گی۔ میں خوش ہو گیا آنکھ کھولی اور دوسرے بھائی سے پوچھا کہ پنوں عاقل تو نہیں آیا اس نے کہا کہ آنے والا ہے۔ میں پنوں عاقل کے آنے کی انتظار کرتا رہا جب پنوں عاقل کے قریب گاڑی آنا شروع ہوئی تو میں کھڑا ہو گیا اور دروازے میں آگیا میں نے ایک بورڈ دیکھا جس کے پیچھے کچھ اور لکھا ہوا تھا صرف میں چھاونی ہی پڑھ سکا۔ آہستہ آہستہ گاڑی رکی میں نے اس فوجی کو بلایا اور پوچھا کہ یہ کون سی چھاونی کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ اس نے کہا کہ یہی پنوں عاقل ہے میں گاڑی سے نیچے آگیا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ گاڑی کچھ وقت کے لئے کھڑی ہوئی اور پھر چل پڑی۔

جب میں اسٹیشن کے اندر گیا اور ان لوگوں سے ایڈریس کے بارے میں پوچھا کہ میں نے چھاؤنی جانا ہے اور فلاح آدمی سے ملنا ہے انہوں نے پوچھا کہ آپ کہاں سے آرہے ہیں میں نے بتایا کہ میں سرگودھا سے ٹرین پر آیا ہوں وہ میری بات کو مذاق سمجھے اور کہنے لگے کیا آپ نے ٹرین سے چھلانگ لگائی ہے میں نے کہا کہ گاڑی تو کافی دیر یہاں کھڑی رہی ہے آپ کیسے کہتے ہیں کہ گاڑی نہیں رکی۔ انہوں نے کہا کہ شاید آپ کا دماغ چل گیا ہے پھر میں اسٹیشن ماسٹر کے پاس گیا اس سے پوچھا کہ یہاں پر گاڑی رکی ہے کہ نہیں اس نے نفی میں سر

ہلا دیا میں سمجھ گیا کہ یہ میرے مرشد کی کرامت ہے میں اسٹیشن سے باہر آیا اور مطلوبہ جگہ پر پوچھتا ہوا پہنچ گیا اسی طرح آپ نے سوہڑی گاؤں میں بھی ریل گاڑی رکوائی ایک عقیدت مند سے ملاقات فرمائی اور دوبارہ سوار ہو گئے۔

زبان کا درست ہونا

رضوان حیدر ولد غلام محمد گفانوالہ کی عمر تقریباً چار پانچ سال کی تھی لیکن وہ بول نہیں سکتا تھا۔ غلام محمد نے اس کا بڑا علاج کرایا ڈاکٹروں سے مایوس ہو کر وہ ایک دن حضرت سید سجاد معصوم بخاری کے پاس اپنے بیٹے کو لے آیا۔ آپ کے پاس اس وقت کافی لوگ بیٹھے ہوئے تھے جب غلام محمد نے آپ سے عرض کی کہ یہ میرا بیٹا بول نہیں سکتا آپ دعا فرمائیں اللہ تعالی اس کو زبان عطا فرمائے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس کی لٹ (گیسو) رکھ دے اس نے کہا کہ یہ تو میں ابھی کروا لیتا ہوں۔ آپ کے پاس ہی محمد حسین ولد قیصر خان حجام بیٹھا ہوا تھا غلام محمد کے کہنے پر اس نے اس کی لٹ رکھ دی آپ بڑے خوش ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس کو گرم دودھ دو۔ انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔

غلام محمد اپنے بیٹے کو لے کر گھر چلا گیا اور اس کو گرم دودھ پلایا اور کمرے کے اندر بستر پر لٹا دیا تا کہ وہ سو جائے۔ کچھ ہی دیر گذری ہو گی کہ ان کی چھت میں سے سانپ نمودار ہوا۔ سانپ کو دیکھ کر رضوان نے پہلی دفعہ زبان کھولی کہ آبا۔ ہپ اس نے سانپ کو ہپ کہا غلام محمد نے اوپر دیکھا تو سانپ سوراخ کے اندر جا رہا تھا۔ لیکن وہ سانپ کو چھوڑ کر بیٹے کی بات پر بڑا خوش ہوا کہ یہ کسی طریقے سے بولا تو ہے آہستہ آہستہ وہ زبان درست کرتا گیا۔ آج وہ بڑی تیز زبان چلاتا ہے۔ بعد میں اس کی والدہ نے آپ کی نوکری دینا شروع کر دی اور آج تک وہ خدمت کر رہی ہے۔ آپ کی دعاؤں سے وہ ہنسی خوشی زندگی گذار رہے ہیں۔

سزائے موت کا حکم

آپ کے پاس ویسے تو ہر قسم کے حاجت مند آتے ہیں لیکن زیادہ تر وہ لوگ آتے ہیں جن کی اولاد نہ ہو یا جو بے گناہ قیدی ہوں یا جن کا آدمی کافی عرصہ سے گم شدہ ہو۔

1982ء کی گرمیوں میں ایک بوڑھی عورت آئی جو سرگودھا کی رہنے والی تھی دن کا تقریباً ایک یا ڈیڑھ بجا تھا اس وقت آپ بڑے غصے کی حالت میں تھے اور جو عقیدت مند آئے ہوئے تھے ان کو آپ نے اپنے سے دور رکھا ہوا تھا۔ آپ دھوپ میں علم مبارک کے نیچے کھڑے ہوئے تھے اور آسمان کی طرف دیکھ کر اپنی دائیں ہاتھ کی شہادت والی انگلی بڑی تیزی سے اپنی داڑھی پر چلا رہے تھے کہ وہ عورت آپ کے قریب ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔ کسی نے کہا مائی صاحبہ اس وقت آپ مستی میں کھڑے ہیں ان کے پاس نہ جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں تو دعا کروانے کے لئے آئی ہوں میرے بیٹے کو سزائے موت کا حکم ہو گیا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اگر یہ معصوم سید دعا فرمائیں تو میرا بیٹا بری ہو سکتا ہے۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ اور خاوند فوت ہو چکا ہے۔ میرے بوڑھاپے کا وہ ہی سہارا ہے۔ جوں ہی وہ عورت آپ کے سامنے آئی آپ نے اس کی طرف غصے میں دیکھا اور فرمایا کہ قتل کر کے یہاں آجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دعا کرو۔ میں کیسے دعا کر سکتا ہوں۔ چلی جاؤ تیرا بیٹا اب واپس نہیں آئے گا۔ آخر کار لوگوں نے اس بوڑھی عورت کو سہارا دیا اور اندر لے گئے اس کو پانی وغیرہ دیا۔ وہ عورت رونے لگی۔ اس نے پھر کوشش کی کہ شاید آپ دعا فرمائیں۔

لیکن پھر بھی ناکام ہوئی۔ تیسری دفعہ جب آپکی خدمت میں گئی آپ اور زیادہ غصے میں آگئے۔ آپ کے قریب ہی آپ کا سامان پڑا ہوا تھا اس میں کسی بھی رکھی ہوئی تھی۔ آپ نے وہ کسی اٹھائی اور لوگوں کے پکڑنے سے پہلے ہی اس بوڑھی عورت کے سر پر دے ماری۔ اس وقت آپ کی آنکھیں بالکل سرخ تھیں اور آپ انتہائی غصے میں معلوم ہو رہے تھے۔ جوں ہی وہ عورت زخمی ہو کر گری تو آپ نے فرمایا کہ جا تیرا بیٹا بری ہو گیا ہے۔ اس کی سزا میں اپنے

سر لیتا ہوں یہ کہ کر آپ اپنے کمرے میں چلے گئے۔ اس عورت کو جب ہوش آیا تو پوچھنے لگی سرکار کہاں ھیں کسی نے کہا کہ تو ان کے پاس نہ جا۔ وہ بولی چاہے آپ مجھے ختم ہی کیوں نہ کر دیں میں دعا ضرور کروا کر جاوں گی۔

کافی روکنے کے باوجود وہ عورت لوگوں کا سہارا لے کر پھر آپ کی خدمت میں آئی اسے زخمی حالت میں دیکھ کر آپ بڑے خوش ہوئے۔ آپ نے فرمایا مائی تیرا بیٹا کل ہی بری ہو جائے گا۔ وہی عورت چند دنوں کے بعد اپنے بیٹے کو لے کر آپ کی خدمت اقدس میں پھر آئی آپکی دعا سے اس کا بیٹا بری ہو گیا تھا۔ اسی طرح راجہ عمر دراز کھٹہ مصرال کوٹلی کو تین مرتبہ سزائے موت کا حکم ہوا لیکن آپ کی دعا سے وہ بری ہو گئے۔

حکمت

گاوں مرید میں آپ جلوہ فرماتھے کہ ایک عورت کا نچلہ دھڑ بالکل ختم تھا وہ پیدائشی معذور تھی ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دیا۔ اس کے والدین نے کوئی ڈاکٹر حکیم پیر نہیں چھوڑا جس کے پاس نہ گئے ہوں ان کو آپ کا پتہ چلا تو اس کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے معذوری کی وجہ سے ہاتھوں کے زور پر چلتی تھی۔ عورت جس وقت آئی اس وقت آپ غالبا محمد نواز کے گھر میں تھے۔ محمد نواز اور دوسرے لوگوں نے درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں اللہ تعالی اس کو صحت عطا فرمائے۔ پہلے تو کافی دیر تک آپ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ لیکن بار بار کی التجا پر آپ نے اس عورت کی طرف غور فرمایا۔ دوسرے لوگوں سے کہا کہ اس کو چارپائی کے نزدیک لے آؤ جس پر آپ تشریف فرماتھے۔ آپ نے اس عورت کو کہا کہ مجھے کوئی چیز کھلا۔ وہ آپکی خدمت میں لگ گی۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد آپ آہستہ آہستہ غصے میں آنا شروع ہو گے۔ جب جلال زیادہ ہو گیا تو آپ نے اس عورت سے کہا کہ اٹھ وہ نہ اٹھی۔ پھر فرمایا اٹھ وہ نہ اٹھی اخر تیسری مرتبہ آپ خود چارپائی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور زور

سے فرمایا کہ اٹھ اور بھاگ جا۔ وہ گھبرا گئی اور پسینہ پسینہ ہو گئی اور ڈر کی وجہ سے وہ عورت اٹھی لیکن پوری طرح نہ اٹھی وہاں پر ہی رک گئی لوگوں نے پیچھے سے بہت آوازیں دیں کہ آپ کا حکم ہے سیدھی کھڑی ہو جا لیکن اس کی بد قسمتی کہ کھڑی تو ہوئی لیکن پوری سیدھی نہیں۔ الحمد اللہ اس کی بعد میں شادی بھی ہوئی۔ اور وہ آجکل اپنے بچوں کے ساتھ نہایت خوش وخرم ہے۔

ہاتھ کا نشان

حسب معمول آپ سرگودھا گئے ہوئے تھے جس گھر میں آپ گئے ہوئے تھے وہاں پر کچھ دیر بیٹھنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ مجھے مائی کے گھر لے چلو سب سوچ میں پڑ گئے کہ کس مائی کا ذکر کر رہے ہیں مرید یہ سوچ ہی رہے تھے کہ آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور روکنے کے باوجود دروازے سے باہر آگئے سب ملنگ اور مرید ساتھ ساتھ کہ آپ کدھر جاتے ہیں۔ راستے میں مریدوں نے بڑی کوشش کی کہ ہمارے گھر میں بھی قدم مبارک رکھیں لیکن سب کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔ آخر مختلف گلیوں میں سے گذرتے ہوئے آپ ایک دروازے کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا کہ مجھے اس گھر میں جانا ہے عقیدت مندوں نے بڑا کہا کہ یہ دروازہ بند ہے۔

اور یہ لوگ آپ کو نہیں جانتے اس لیے اس گھر میں نہیں جانا۔ لیکن آپ اپنی بات پر قائم رہے۔ بار بار فرمایا کہ دروازہ کھولو میں نے اندر جانا ہے۔ آخر غصے میں فرمایا کہ تم لوگ مجھے اس گھر سے کیوں روک رہے ہو جبکہ مجھے اس گھر میں جانے کا حکم ملا ہے۔ جس گھر میں آپ جانے پر بضد تھے ان کے رہائشیوں میں ایک بوڑھی عورت دروازے پر آئی اور پوچھا کہ ہماری گلی میں آپ شور کیوں کر رہے ہیں۔ وہ یہ بات کر ہی رہی تھی کہ اس کی نظر آپ پر پڑی لوگوں سے پوچھا کہ یہ باوا سید سجاد حسین معصوم بخاری ہیں ہاں میں جواب ملنے پر اس نے خوش ہو کر کہا کہ میں نے آج رات ہی آپکی خواب میں زیارت کی ہے۔ میں ان کو جانتی ہوں آپ نے ان

کو باہر کیوں روکا ہوا ہے یہ تو اللہ کا کرم ہوا ہے اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ نے ہمارے غریب خانے کو اپنی نظر کرم میں رکھا اور تشریف لائے۔

سب عقیدت مند آپ کے ساتھ اندر چلے گئے اس عورت نے آپکی بڑی خدمت کی آپ نے اسے دعا دی اور فرمایا کہ تیرے ہاں پوتا ہوگا۔ کیوں کہ اس کے بیٹے کو شادی کیے ہوئے کافی عرصہ گذر گیا تھا۔ لیکن اولاد سے محروم تھا۔ اس کی بہو نے کہا کہ مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ یہ آپ کی دعا کا اثر ہوا ہے۔ وہ یہ بات اپنی ساس سے کر رہی تھی کہ آپ بول پڑے اور فرمایا کہ اس بچے کی کمر پر میرے ہاتھ کا نشان ہوا تو سمجھ لینا کہ میری دعا کا ہے۔ بعد میں سال کے اندر ہی اللہ تعالی نے اس کو پوتا دیا جس کی کمر پر ہاتھ کا نشان موجود تھا۔

ابرار حسین بھیرہ محلہ شیخاں کو آپ نے ایک لال دیا اور فرمایا کہ تیرے ہاں پوتا ہوگا اس نے عرض کیا کہ اس پر مہر لگا دیں آپ نے فرمایا کہ میں نے مہر لگا دی ہے۔ جب بیٹا پیدا ہوا تو آپ کے انگوٹھے کا نشان موجود تھا۔ گوند پور نزد بھیرہ میں ایک بوڑھی عورت اور بوڑھے مرد کو ناامیدی کے بعد اللہ تعالی نے آپ کی دعا سے اولاد عطا فرمائی۔ چک نمبر 100 ضلع سرگودھا کی ایک عورت جس کو ڈاکٹروں نے کہا کہ تیرے اندر وہ خوبی نہیں جو عورتوں میں اولاد کے لئے ہوتی ہے۔ دو شادیاں ہوئیں لیکن طلاق قسمت میں تھی تیسری شادی کی اور آپ سے دعا کروائی اللہ تعالی نے اس کو بھی اولاد عطا فرمائی۔ لوکٹری بھاگوال ضلع سرگودھا میں آپ کی دعا سے 35 سال شادی کے بعد ایک آدمی کو اولاد نرینہ کی شکل دیکھنا نصیب ہوئی۔

گنجائش کی کمی کی وجہ سے کرامات کو سمیٹ کر لکھ رہے ہیں ورنہ آپ کی وہ کرامات جو اللہ تعالی سے لوگوں کو اولاد لے کر دی ہے ان کے لئے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت پڑے۔

☆☆☆☆☆

نہ چھیڑ ان خرقہ پوشوں کو عقیدت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

اولیاء کرام کی ذاتِ مقدسہ کو سمجھنا ہر آدمی کے بس کی بات نہیں جو لوگ اولیاء کرام کو معرفت کی نگاہ سے سمجھ جاتے ہیں وہ تو عقیدت مند ہو جاتے ہیں لیکن جن لوگوں کی آنکھوں پر خدا کی طرف سے پٹی باندھ دی جاتی ہے وہ ان کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے کیونکہ وہ ان لوگوں کی آمد و خدمت کو نہیں جان سکتے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا کہ اے نبیؐ تو چاہے کتنی ہی تبلیغ کیوں نہ کر کتنے ہی معجزات کیوں نہ دکھا لیکن جن کے دلوں پر تالا لگا ہوا ہے وہ ہرگز تیری باتوں سے متاثر نہیں ہونگے۔ اس لئے بڑے لوگ کہہ گئے ہیں کہ اولیاء کرام کی اگر خدمت نہیں کر سکتے ہو تو کوئی بات نہیں لیکن ان کو اس حد تک تنگ نہ کرو کہ ان کی زبان سے بددعا نکل جائے کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتا ہے اسی طرح ان کی بددعا بھی سنتا ہے۔

آپ ایک دن محلہ لائن پارک چکوال میں ایک حجام کے گھر گئے ہوئے تھے کچھ دیر وہاں بیٹھنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ اٹھو لوگوں نے پوچھا کہ اب کہاں جائیں گے۔ آپ نے فرمایا ملنی کے گھر جانا ہے۔ سب اٹھے اور آگے آگے چل پڑے ابھی آپ جا رہے تھے کہ گلی ہی میں ایک جوان لڑکے نے کہا آپ میرے گھر آئیں آپ نے ایک دو دفعہ اس کی طرف دیکھا اور پھر اندر چلے گئے ابھی آپ بیٹھے ہی تھے کہ آپ نے فرمایا روٹی لے آؤ۔ جلدی جلدی روٹی آئی بعد میں آپ نے پانی مانگا۔ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ وہ آپ سے مذاق کر رہا ہے۔ آپ سے عقیدت نہیں ہے۔ وہ آپ کے ساتھ شرارت کرنے کے لئے گھر لے گیا تھا۔ حرام کا مال زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کی عادتیں خراب تھیں لیکن دوسرے لوگ یہ سمجھے کہ اب شاید

یہ معافی مانگنے کے لئے آپ کو گھر لے گیا ہے۔ جب آپ نے پانی مانگا تو ایک شخص اٹھا لیکن اس لڑکے نے منع کر دیا کہ میں خود لے کر آتا ہوں وہ اندر گیا اس نے گلاس میں شراب ڈالی اور آپ کی طرف گلاس کیا۔ پہلے تو آپ نے اس کی طرف غور سے دیکھا پھر فرمایا کہ یہ پانی بزرگ نہیں پیتے۔

دوسرا لے آؤ۔ اس نے کہا کہ آپ یہ میٹھا شربت پی لیں۔ پھر آپ نے اس کی طرف غور سے دیکھا اور اشارہ سے منع کیا کہ ایسا نہ کرو۔ دوسرے لوگوں کو تو پتہ ہی نہیں تھا کہ اس گلاس میں کیا ہے۔ ورنہ اسی وقت اس کی ہڈی پسلی ایک کر دیتے۔ اس لڑکے نے پھر آپ سے کہا کہ آپ پانی پی لیں آخر تیسری مرتبہ آپ غصے میں آگئے آپکی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ غصے کی وجہ سے چہرہ بھی سرخ ہو گیا۔ سب لوگ ڈر گئے کہ اب اللہ خیر کرے۔ سرکار یکدم چارپائی سے اٹھے اس گلاس کو پکڑا اور اس لڑکے کے منہ پر دے مارا اور فرمایا او بدنصیب کتنا جوان ہے لیکن پاگل ہو کر مرے گا۔ آپ وہاں سے اٹھے اور جدھر جا رہے تھے وہاں چلے گئے۔

لیکن اس لڑکے کی حالت اسی وقت سے خراب ہونی شروع ہو گئی۔ تین دن اس کو سخت بخار رہا اور آخر چوتھے دن منہ میں سے جھاگ آنا شروع ہو گئی اور اسی رات وہ دنیا سے پاگلوں کی طرح کوچ کر گیا۔ اسی طرح ظہور حسین ولد منظور حسین کے گاؤں فتح گڑھ کے ایک مولوی صاحب نے آپ کی نقل اتاری اور پاگل ہو کر فوت ہو گیا۔ ہاتھی ونڈ میں بھی ایسا ہی ہوا۔

اولیاء کرام کے منہ میں آگ بھی ہوتی ہے اور پانی بھی لیکن ان کو زیادہ تر دعا کا حکم ہوتا ہے۔ لیکن جب زیادہ تنگ ہوتے ہیں تو خود بخود زبان پر بددعا آجاتی ہے۔ اولیاء کرام کو ناراض کرنے پر اللہ بھی ناراض۔ اللہ تعالی ہمیں ایسی زبان نہ دے جو اولیاء کرام کے خلاف بلند ہو۔ ایسی سوچ نہ دے جو ان کے بارے میں غلط استعمال ہو۔

☆☆☆☆☆☆

پہرہ دینا

خضر حیات ولد منور خان مصیفر گاہی سیداں جو تقریباً 10 یا 11 سال کا ہو گا۔ ایک دن وہ سکول نہ گیا۔ اور گھر بھی نہ آیا کہ والدین سزا دیں گے اس ڈر کی وجہ سے وہ گاؤں کے ساتھ ہی ایک پہاڑی میں چھپ گیا سخت سردیوں کی راتیں تھیں۔ وہ ساری رات سردی میں باہر ہی رہا۔ اس کے گھر والوں نے پورے گاؤں سے اسے تلاش کیا لیکن اس کا کہیں سے پتہ نہ چلا والدین سخت پریشان تھے کہ وہ کہاں گیا ہے جب صبح ہوئی تو اس کی والدہ صاحبہ نے آپ سرکار سے دعا کروانی چاہی آپ نے فرمایا کہ میں ساری رات اس کی حفاظت کرتا رہا ہوں جس کی وجہ سے مجھے سردی لگ گئی ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ کہاں چھپا ہوا ہے جب جا کر دیکھا گیا تو واقعی وہ وہاں ہی سردی میں سویا ہوا تھا۔

اسی طرح آپ نے کئی بچوں کی جو گھر سے بھاگتے تھے نشاندہی فرمائی ہے اور والدین کو سکون حاصل ہوا ہے۔

باواجی اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ

نذرانہ عقیدت

جہاں میں اہل ایمان صورت خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے، اِدھر نکلے

مرد درویش کا سرمایہ ہے آزادی و مرگ
ہے کسی اور کی خاطر یہ نصاب زروسیم

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہ ہی

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی!

خدا کے پاک بندوں کو حکومت میں غلامی میں
زرہ کوئی محفوظ رکھتی ہے تو استغنا!

ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق!

ڈاکٹر محمد اقبالؒ

میرا سوہنڑا پیر سجاد

پیا ہر دے دل وچ وسدا اے
والی فقراء دی نگری دا

میرا سوہنڑا پیر سجاد اے
رہے ویر دے نال آباد اے

میکوں آنز مصائباں گھیریا اے
ہر مشکل دے وچ حسرت نوں

ہونڑ کر مرشد امداد اے
تیرے نام دی تسبیح یاد اے

حسرت میانی
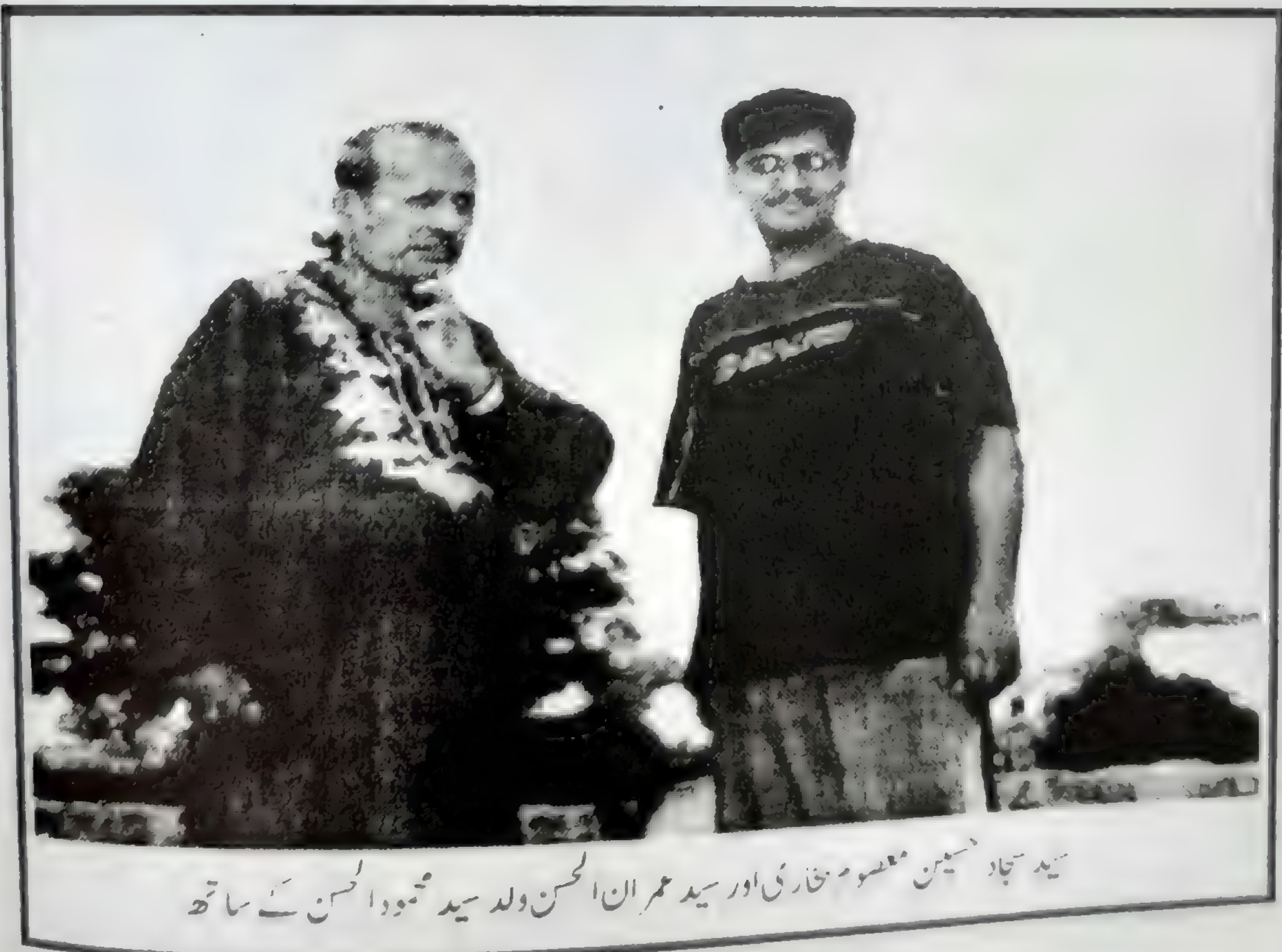
سید سجاد حسین معصوم بخاری اور سید عمران الحسن ولد سید محمود الحسن کے ساتھ

تیرے دم دے نال رونزک شاہ سجاد وچ ونہار دے
کدی دکھ تے غم نہ ویکھن جہڑے تینوں پکار دے

لاڈلا حیدر دا

خوشبو علیؑ دے خون دی ہے تیرے کولوں آوندی
اکھیاں دی چمک دسدی وانگواں علمدار دے

منزل توں صدقے جاؤں جتھے ٹریں میں پھل وچھاواں
تھاں تھاں تے گیت گاواں مولا تیری سرکار دے

تو ہے لاڈلہ حیدرؑ دا مکھڑا ہے چن دے ورگا
گلاں کریں تے ڈھاہندے تیرے منہ چو پھل بہار دے

سنڑ عرض شاہ نگاہ دی کرو غم تے دور اداسی
بگڑی ہے میری قسمت اک پل دے وچ سنوار دے

(نگاہ حسین رمضو سرگودھا)
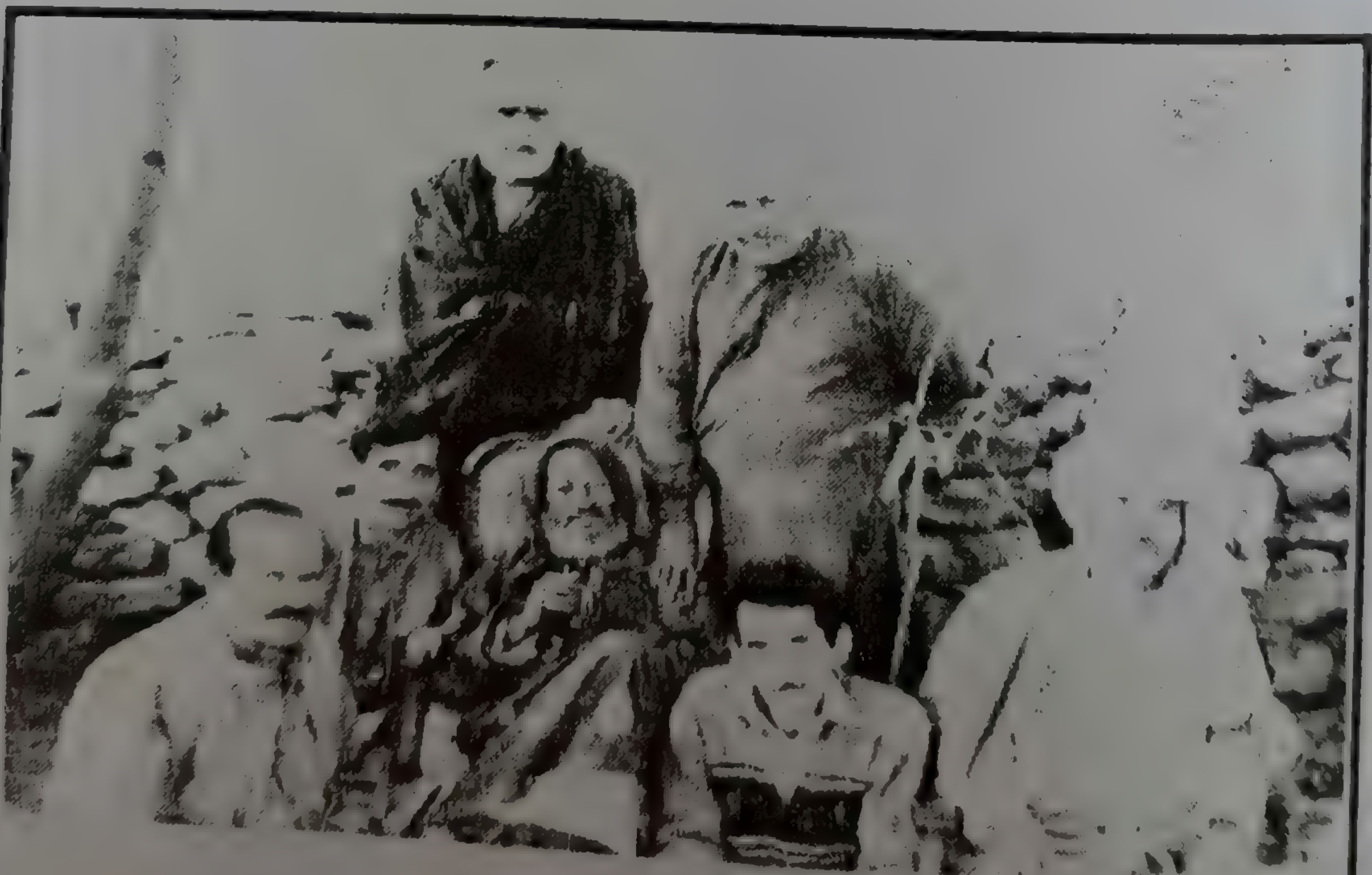
حضرت سید سجاد حسین معصوم بخاری اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ

دنیاتے چرچا عام ہویا

دنیاتے چرچا عام ہو یا سجاد پیر دا
ہر ویلے فیض جاری ہے سید فقیر دا

نانا رسول پاکؐ تے دادا ہے لافتیٰ
ایدی جد دے در تے جھکدے مرسل تے انبیاء

آسیہؑ جہیاں ہوراں دایاں انہاں دیاں
فضہ جہیاں شاہزادیاں نوکر سیداں دیاں
جبرائیلؑ بن کے درزی آیا زینبؑ دے ویر دا

صدقہ الِ عبادا رمضو تے کر نگاہ
صدقہ علیؑ دی ذات دا میرے معاف کر گناہ
صدقہ عباسؑ صدقہ اے زینبؑ دے ویر دا

(نگاہ حسین رمضو سرگودھا)
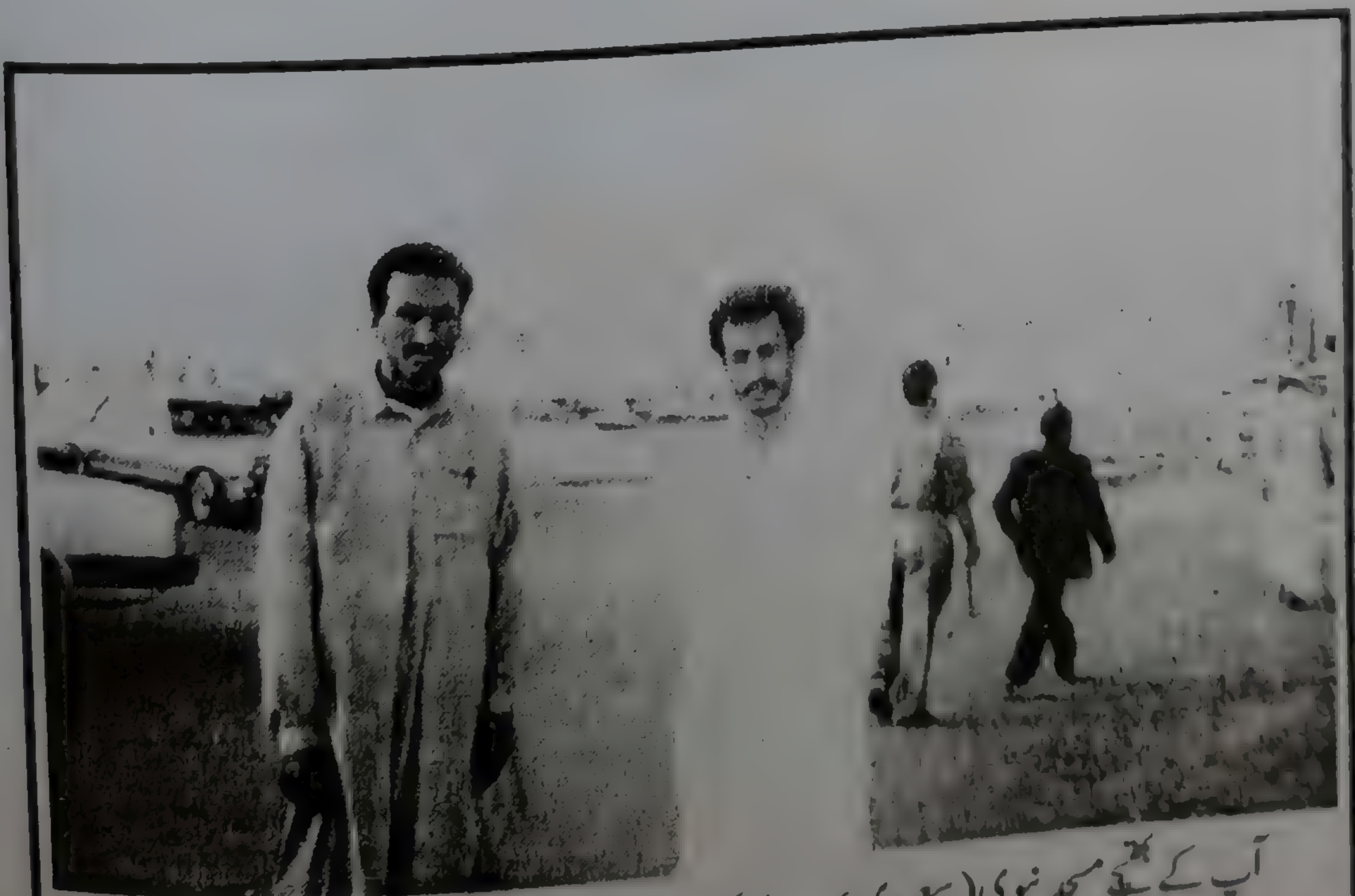
آپ کے بچے مسجد نبوی (سعودی عرب) کے سائے میں سید صدا حسین، سید ریاض حسین

زمانہ من گیا اے

اس لڑکے والے سید دی کرامات زمانہ من گیا اے
ایدا ہر فرمان صحیح ہوندا اے بات زمانہ من گیا اے

ہتھ چاکے جدوں اے دعا کردا ایدی گل منظور خدا کردا
اے حسب و نسبی سید اے ایدی ذات زمانہ من گیا اے

حسنینؑ جنت دے مالک ہن اے عدل انصاف دے خالقہ ہن
کیتا چن دو ٹکڑے انگلی ناں معجزات زمانہ من گیا اے

جہڑا نال خلوص دے آنڑ جھکا کر دیندے سید معاف گناہ
دتی حرؑنوں معافی تے عزت ودھائی اوقات زمانہ من گیا اے

آوے در تے سائل کرن گداوک ویندے نے سید راہ خدا
کر دیندے نے پوری سائل دی حاجات زمانہ من گیا اے

مسکین نگاہ لئی کرچا دعا کٹ غربت تے دکھ درد مٹا
ہمراز خدا دیاں مرضیاں دے سادات زمانہ من گیا اے

(نگاہ حسین رمضو سرگودھا)
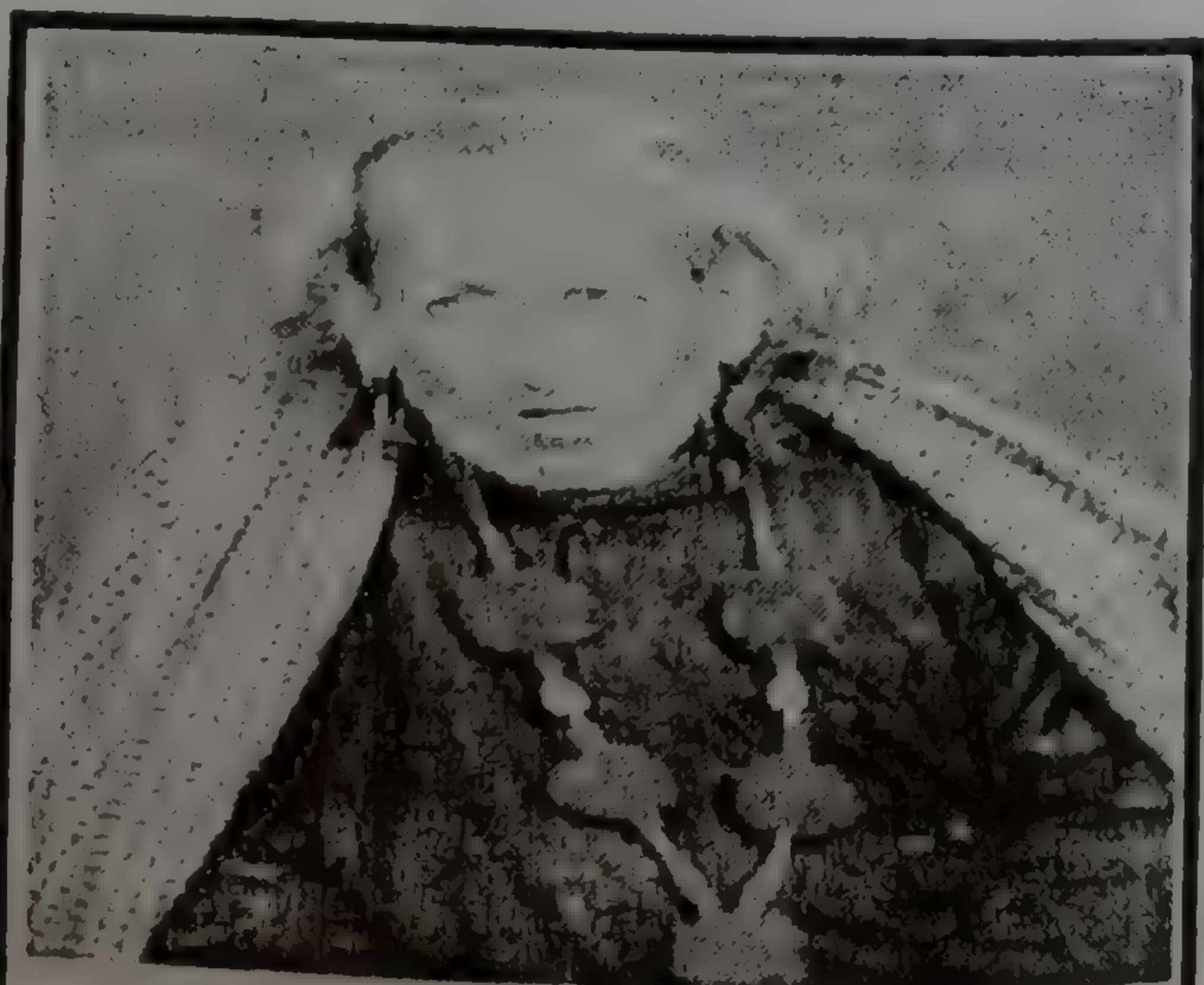
معصوم سجاد بخاری سرکار

پیر شاہ سجاد

ہیرے موتی لالاں نال سہرے نوں سجاؤ جی
میرے پیر شاہ سجاد نوں سہرا بناؤ جی

سہرے دیاں لڑیاں وچ نور دا نظارہ اے
چن وانگوں چمکے وچ نقویؔ ستارا اے

پیر سجادوں تے کرم حضوری اے
پنج تن دے در وچ ایدی بڑی منظوری اے
کرو سارے عرضاں بگڑی بناؤ جی

مدتاں دی عرضی اے مسکین نگاہؔ دی
کرو غور جھب دے غور کرو شاہ جی
کدن کٹیسی میری اے تے فرماؤ جی

(نگاہ حسین رمضو)
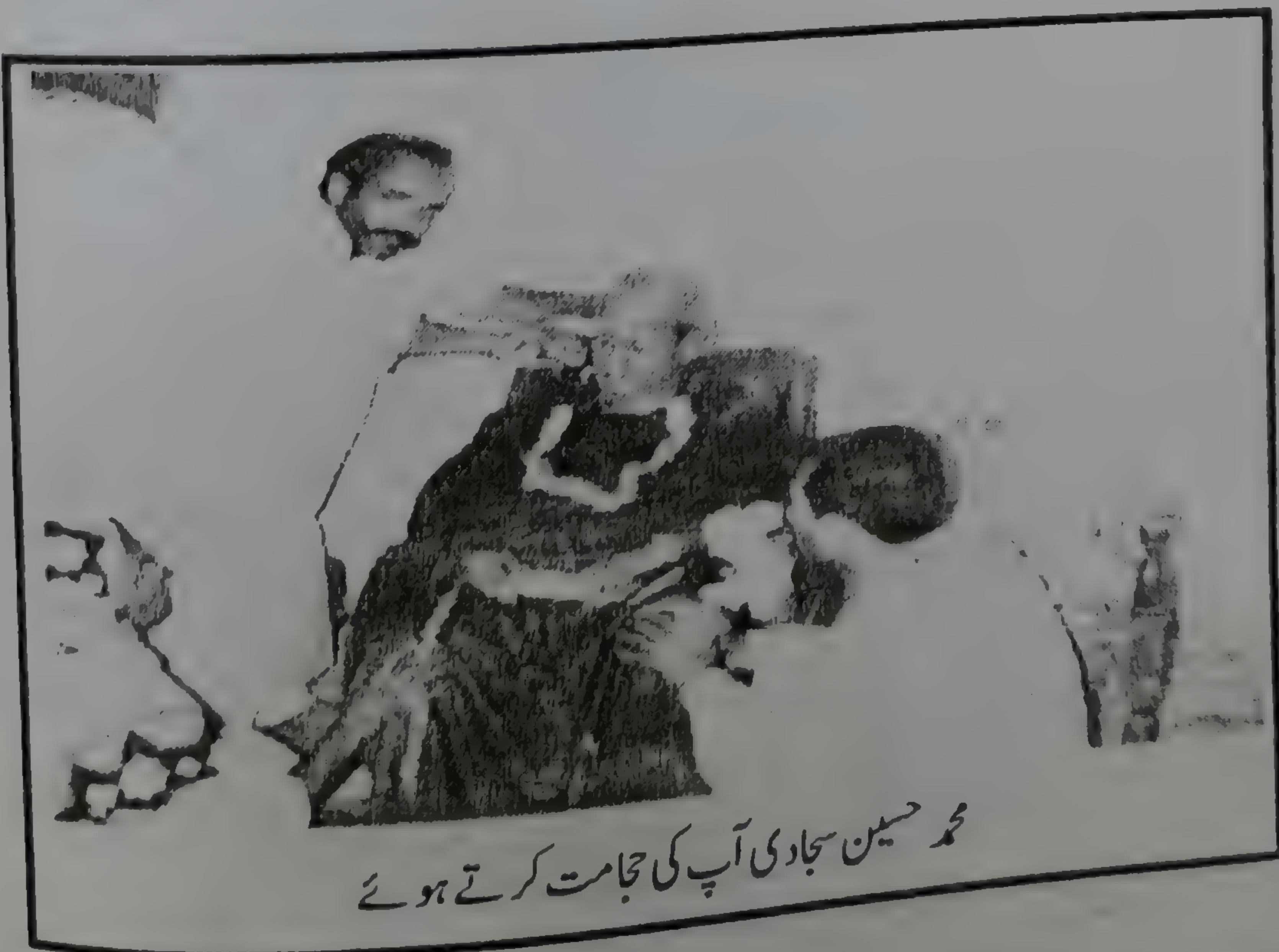
محمد حسین سجادی آپ کی حجامت کرتے ہوئے

تیرے دم دے نال سہارا

ذرا مکھڑا بخاری ول موڑ اس درتے کوئی نہی تھوڑ
کہ مرشد لالجیوے لجپال آؤ

پاک سجادن وسنی ڈیرے۔ جگ دیاں ٹوپاں لٹکن سہرے
ڈر تیرے لگا گلاب اے، ہر دکھیاں دی سنٹر فریاد اے

در تیرے تے آواں جاواں منگیاں مراداں جھولی پاؤں
پاک سجادں کرم کماویں بے رنگیاں نوں رنگ چالاویں

میں مسکین تے توں سلطان ایں پاک ویڑے وچ پاک نشان اے
پاک سجادن شیر جوان اے سوہنڑا مکھڑا سوہنی شان اے

چڑے تیرے پہن دھمالاں موراں وانگوں پیندے پیلاں
پاک بخاری وسی دوبارا تیرے دم دے نال سہارا

سید نیاز حسین مخدوم بخاری کے علاوہ عقیدت مند آپ کی خدمت میں

جام محبت جو پلایا

ونہار بلایا مجھے ونہار بلایا
ونہار بلا کر مجھے مہمان بنایا

ہو شکر ادا کیسے کہ مجھ پاپی کو بخاری
ونہار بلا کر مجھے مکھڑا ہے دکھایا

سلطان مدینہ کی محبت کا بھکاری
بن کر میں شہا آپ کے دربار میں آیا

دنیا کی حکومت دو نہ دولت دو نہ ثروت
ہر چیز ملی جامِ محبت جو پلایا

سینے سے لگا لو مجھے سینے سے لگا لو
سجاد ہے زمانے نے بڑا مجھ کو ستایا

ڈوبا ابھی ڈوبا مجھے للہ سنبھالو
سیلاب گناہوں کا بڑے زور سے آیا

اب چشمِ شفا بہر خدا سوے مریضاں
یرقان کے مرض نے ہے بڑا زور دکھایا

سرکار مدینہ کا ہنا دسیئے عاشق
یہ عرض لیے شاہ بڑا دور سے آیا
یا سرکار کرم کیجیئے ہوں ظلمتیں کافور

باطل نے بڑے زور سے سر اپنا اٹھایا
صفدر کرم ہی ہے تیرے جم کے کھڑا ہے
دشمن نے گرانے کو بڑا زور لگایا صفدر سجاوی
تیرے در تے آئے سجاد بن کے تیرے بھکاری
پا خیر جھولی آئیاں لے کر امید بھاری

جگ دے نواب آندے تیرے در تے سر جھکا کے
لج پال ہے گھرانہ اٹھدے مراداں پا کے
میں وی تیرا ملنگ ہاں سن میری گریہ زاری

بچڑے گھنا کے دیندا ایں در تے سوالیاں نوں
قیدوں رہا کریندا ایں اپنے موالیاں نوں
بگڑی لکھاں دی قسمت تیں دولے آسنواری

تیرے در تے آقا جہڑا سوالی آوے
دامن توں بھر کے ٹوریں خالی نہ کوئی جاوے
تائیوں فیض تیں سخی دا شام و سحر ہے جاری
بگڑی ہنا نگاہ دی صدقے ال عبا
جو خطا ہوئی ہے میتھوں للہ سخی بھلا دے
رنگ لا انوکھا مینوں کٹ دے میری بیماری

نگاہ حسین رمضو

نوٹ و اپیل

حضرت سید سجاد حسین معصوم مخدوم بخاری جلالی قلندری لڑکے والی سرکار کے بارے میں یہ تعارفی کتاب تھی انشاء اللہ جلد ہی اس کا حصہ دوئم جو طباعت سے آراستہ ہو رہا ہے جلد آ جائے گا جس میں آپ کے بارے میں اور آپ کے آباؤ اجداد کے بارے میں تفصیل سے ذکر کیا جائے گا۔

اپیل اولادِ مرتضٰے لیے حسرت و نہار میں

تعمیر ہو رہی ہے قلندر کی یادگار

دربار حضرت سید سجاد حسین معصوم بخاری پر ایک عظیم الشان مسجدِ سجادیہ کا پروگرام ہے جس کا جلد ہی سنگ بنیاد رکھا جائے گا۔ تمام عقیدت مندوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ دربار کی تعمیر و ترقی اور مسجد سجادیہ کی تعمیر میں اپنا حصہ ڈالیں اور ثوابِ دارین حاصل کریں۔

مالی امداد اس پتہ پر بھیجیں۔

دربار حضرت سید سجاد حسین معصوم بخاری، بمقام قصرِ سجاد درمیان گاہی گفانوالہ ضلع چکوال اور بنک گاہی چوک ضلع چکوال حبیب بنک لمیٹڈ کے اکاونٹ نمبر 76 میں بھیجیں

فون نمبر دربار : 0573-586116

حضرت سید سجاد حسین معصوم بخاری کے دربار کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ سالانہ عرس مبارک کی تقریبات قرآن خوانی اور انتظامیہ امور میں پیش پیش

انجمن خدام اولیاء پاکستان

مرکزی دفتر قصر سجاد درمیان گاہی گفانوالہ

فون نمبر 0573-586116

میرا روحانی مرشد

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”جو لوگ ہم سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں ہم انہیں بلندی کی راہیں دکھاتے ہیں اور اللہ ہمیشہ نیک لوگوں کا ساتھ دیتا ہے۔

کسی دانا شخص کا کہنا ہے کہ ”جو شخص اللہ رب العزت پر اپنی توجہ مرکوز کر لیتا ہے وہ آخر کار اس کے ساتھ ایک رابطہ پیدا کر لیتا ہے۔ غیب بینوں نے اس رابطے کو ایک نورانی لکیر کی صورت میں دیکھا اللہ اس نورانی لکیر کے تعلق کو محسوس کرتا ہے اور رابطہ پیدا کرنے والے کی طرف ایسی مقناطیسی لہریں بھیجتا ہے جو مسرت میں بدل جاتی ہیں“ باوا سید سجاد حسین معصوم بخاری ایک ایسی روحانی شخصیت ہیں جن کے بارے میں بہت سی باتیں محسوس تو کی جا سکتی ہیں لیکن الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتیں۔ ان کی شخصیت محبت احترام اور وقار کی علامت ہے۔ میرے والد محترم الحاج کرم بخش اعوان مرحوم کو اولیاء کرام اور علماء حضرات سے خصوصی لگاؤ تھا یہی وجہ تھی میں بھی اکثر ان کے ہمراہ بزرگان دین کے آستانوں پر حاضر ہوتا رہتا تھا۔ باوا سجاد حسین بھی ان برگزیدہ ہستیوں میں سے ایک ہیں۔ والد صاحب ان سے بڑی گہری عقیدت رکھتے تھے۔ اکثر والد صاحب ان سے ملاقات کیلئے جاتے تو میں بھی ان کے ہمراہ جاتا اگرچہ والد صاحب وفات پا گئے مگر میرا تعلق باوا جی کے ساتھ آج بھی قائم ہے۔ ایک بار والد محترم، چچا کرنل منور صاحب، منور حسین شاہ صاحب اور میں سید سجاد معصوم سے ملنے کیلئے گئے۔ ہم انکی محفل میں جا بیٹھے ان کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ وہ براہ راست کسی سے گفتگو نہیں کرتے لیکن اس روز ایک عجیب صورتحال پیدا ہو گئی جب باوا جی نے براہ راست والد صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ”میں تینوں نہیں چھوڑنا“ پھر فرمانے لگے۔ ”تیندی حیاتی ودھ گئی ہے“ ___ ہم لوگ حیران تھے کہ باوا جی کی باتوں کا مطلب کیا ہے؟ تھوڑا ہی

ملک شبیر اعوان

عرصہ گزرا تھا کہ ہمیں والد صاحب نے بتایا کہ جس روز ہم سب باواجی کے پاس گئے تو مجھے یہ خیال آیا کہ ان سے پہلے جن روحانی ہستیوں کا میں عقیدت مند تھا (ان کا نام بابا میاں فضل تھا وہ مجذب اور کمبل پوش تھے اس کے علاوہ بابا حضوری شاہ بھی مجذوب تھے) یہ دونوں ولی اللہ دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں اور اب ایسا کوئی ولی اللہ نہیں ہے جس سے میرا گہرا تعلق ہو۔ بس یہی خیال دل میں لئے ہم لوگ باواجی کی محفل میں جا پہنچے اور پھر جو کچھ انہوں نے فرمایا وہ میری سوچ کا جواب تھا____ اگرچہ ظاہری طور پر باواجی کے ہاں بیعت کا باقاعدہ سلسلہ نہیں ہے لیکن پھر بھی میں نے روحانی طور پر ان کی بیعت کی ہوئی ہے۔ ہمیشہ باواجی کی خدمت میں حاضر ہونا میرا معمول ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس جا کر مجھے روحانی اور ذہنی سکون میسر آجاتا ہے مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میرا ان کے ساتھ کچھ ایسا رابطہ قائم ہے کہ اگر ملاقات نہ بھی ہو تو یہ تعلق قائم و دائم رہتا ہے۔ میرا دل اور دماغ عقیدت و محبت سے سرشار رہتا ہے۔ باواجی کس مقام پر ہیں یہ فقیروں کے راز ہیں وہ خود جانیں یا اللہ رب العزت۔ مجھے تو صرف اتنا پتہ ہے کہ ان کی محفل میں بیٹھ کر اللہ کی یاد کے سوا کوئی اور خیال نہیں آتا۔ ہم محبت اور عقیدت لیکر جاتے ہیں تو ہمیں شفقت عنایت ہوتی ہے۔ باواجی کبھی کبھی سر بستہ رازوں سے پردے بھی اٹھاتے ہیں، باتیں بھی کرتے ہیں مگر ہر ایک سے نہیں یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں کہ ان کی گفتگو کو سمجھ جائے تاہم کچھ واقفان حال سمجھ ہی جاتے ہیں۔

اللہ رب العزت کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ باواجی کے ساتھ روحانیت کا رشتہ ہمیشہ قائم و دائم رہے ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رہے میری دعا ہے کہ کائنات کا رب ہم سب کو اپنے لطف و کرم سے ڈھانپ لے۔ آمین

☆☆☆☆☆

یہی زندگی ہے یہی بندگی ہے
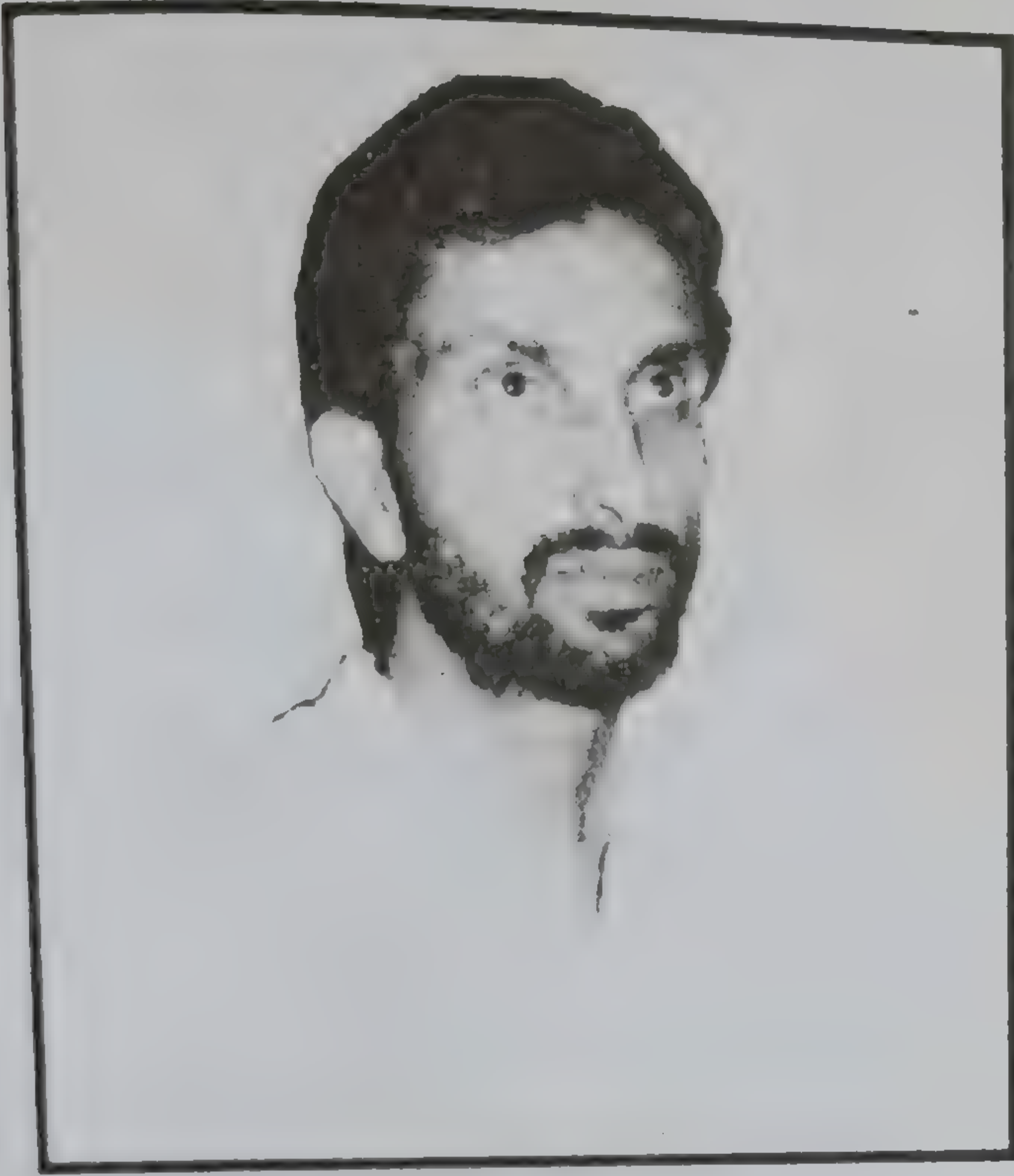
عنصر ملک (دوالمیال ضلع چکوال)

قرآن حکیم کی سورہ البقرہ میں رب کائنات کا ارشاد ہے کہ

ترجمہ: اللہ اہل ایمان کا دوست ہے انہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف بلاتا ہے

اور اہل ایمان کی پہچان قرآن حکیم کے الفاظ میں سن لیجئے۔

ترجمہ: تم ان کو ان کے چہروں سے پہچان لو گے۔

سوچتا ہوں کہ اللہ کی حمد و ثناء کیسے کی جائے کہ مخلوق کا رشتہ خالق سے استوار ہو جائے۔ قرآن حکیم کی سورہ اعراف کی اس آیت پر غور کیجئے جس کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے کہ اللہ کے نام بہت ہی خوبصورت ہیں اسے انہی ناموں سے بلاؤ۔ اللہ کے دوست کون لوگ ہیں اس کا ذکر کرنے والے کون ہیں چشم بینا سے دیکھنے والوں کو ذکر باری تعالیٰ کرنے والوں میں دو صفات جلال اور جمال واضح دکھائی دیں گی۔ اللہ کے سارے رسول جلال اور جمال میں اپنی مثال آپ تھے۔ اولیاء کرام انبیاء علیہ السلام کے وارث ہیں کیونکہ انہوں نے انبیاء کے مشن کو جاری وساری رکھتے ہوئے اسلام اور انسانیت کی سربلندی کیلئے ناقابل یقین کارنامے سرانجام دیئے۔ اپنا سب کچھ انسانیت کی بہتری کیلئے قربان کر دیا۔ انکی زندگی کا صرف ایک ہی مقصد تھا کہ اللہ راضی ہو جائے۔ اور اللہ کی رضا کا سب سے بڑا ذریعہ اسکی مخلوق کی خدمت ہے۔ میں سوچ رہا ہوں سید سجاد معصوم بخاری کے بارے میں کیا لکھوں۔ 20 سال پہلے چو آسیدن شاہ میں حضرت سخی سیدن شیرازی کے دربار میں واقع اقبال فوٹوگرافر کی دکان پر معصوم سجاد کی ایک تصویر دیکھی تھی بس اس وقت سے وہ میرے آئیڈیل بن

گئے تھے تصویر کیا تھی فقیرانہ لباس بکھرے ہوئے گھنگریالے بال، چہرے پر معصومیت اور جلال، گود میں کھلونے اور دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی تھوڑی پر رکھے وہ مجھے اتنے اچھے لگے کہ میں نے اس تصویر کو ہمیشہ کے لئے اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا اور مدت گذر گئی۔ مجھے صرف اتنا پتہ تھا کہ باوا سجاد شاہ گاھی گگانوالہ کے رہنے والے ہیں اور یہ جگہ کہاں ہے اس کی مجھے خبر نہ تھی۔ 26 مارچ 2000ء کو الحاج ملک کرم بخش اعوان کی گیارہویں برسی کے موقع پر لوگوں کا ایک ہجوم تھا نگاہ کسی شخص پر ٹھہر نہیں رہی تھی اسی دوران کہیں سے آواز آئی کہ۔

"باوا سجاد شاہ آئے ہیں"

مجھے بیس سال پہلے والی تصویر یاد آگئی۔ ایک سفید کار سے سبز لباس میں ملبوس ایک بزرگ شخصیت دو عقیدت مندوں کے سہارے باہر آئی۔ اپنے حال میں مست، ہاتھوں میں بچوں کے کھیلنے والی پلاسٹک کی گیندیں لئے ہوئے سید سجاد واقعی معصوم نظر آرہے تھے۔ بزرگی اور کمزوری واضح تھی لیکن آنکھوں کی چمک اور چہرے پر جلال سبحان اللہ! میں بھی عجیب شخص ہوں کہ آداب محفل سے آج تک واقف نہیں ہو سکا۔ میں نے عقیدت سے باوا سجاد کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ ان کے بھائی سید نیاز حسین بخاری پاس ہی کھڑے تھے کہنے لگے باوا جی کو واپس لے جاؤ کیونکہ برسی میں حاضری ہو گئی ہے لہذا یہاں ہی دعا کرلیں۔ سید نیاز صاحب کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ باوا سجاد شاہ چونکہ مجذوب ہیں اس لئے وہ زیادہ ہجوم کو پسند نہیں کریں گے۔ لیکن باوا سجاد شاہ نے بڑے جلال میں کہا کہ کیوں! روٹی نہیں کھانڑیں۔

روٹی وی کھساں تے دعا وی کرساں

اور پھر عقیدت مندان کو کرم آباد میں واقع ایک آرام دہ کمرے میں لے گئے۔ باوا سجاد شاہ کے لئے کھانا لایا گیا ایک عقیدت مند نے کھانا کھلانے کا فریضہ سر انجام دیا اسی دوران میں بھی وہاں جا پہنچا میرے ہاتھ میں کیمرہ تھا اور میں تصویر بنانا چاہتا تھا۔ کھانے کے دوران میں نے کہا کہ باوا جی تصویر بنانی ہے اچانک انہوں نے کھانا چھوڑ دیا اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی ٹھوڑی پر رکھی اور میں نے کیمرے کا بٹن پریس کر دیا۔ 20 سال بعد بھی وہی معصومانہ انداز تھا۔ اس روز میں نے ان کی تین تصاویر بنائی تھیں بعد ازاں جب وہ روانہ ہوئے تو میں بھی بڑی عقیدت اور احترام سے انہیں سہارا دیکر گاڑی میں سوار کرانے والوں میں شامل تھا۔ یہ بات بڑی اہم ہے کہ سید سجاد حسین معصوم بخاری کو مرحوم الحاج کرم بخش اعوان سے خصوصی لگاؤ تھا حاجی صاحب جب بھی باوا جی سے ملنے جاتے تو ان کے بیٹھنے کیلئے کرسی منگواتے تھے ورنہ انہیں اس بات کی بہت کم پرواہ ہوتی تھی کہ کون ملنے آیا ہے۔ سید سجاد معصوم بخاری کے بارے میں لکھی جانے والی کتاب المعصوم کو میں نے ایک نظر پڑھا ہے۔ چکوال کے اہل قلم حضرات کو چاہیے کہ اولیاء کرام کے بارے میں تاریخ مرتب کریں۔ چونکہ کتاب کے بارے میں میری رائے میرے اپنے خیال میں کسی اہمیت کی حامل نہیں تاہم اس قدر لمبی

تمہید باندھنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ میں اللہ کی خاطر سید سجاد حسین معصوم بخاری سے گہری محبت کرتا ہوں اور عقیدت بھی رکھتا ہوں وہ خانوادہ رسولؐ کے چشم و چراغ ہیں اس لئے صرف میرے لئے ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے واجب الاحترام ہیں۔ میرے محترم بھائی شبیر اعوان اکثر ان کا ذکر بڑی عقیدت سے کرتے ہیں تو مجھے اچھا لگتا ہے وجہ یہ ہے شبیر بھائی خود بھی تو معصوم نظر آتے ہیں۔ باوا سجاد حسین جیسے لوگوں کا وجود ہمارے لئے اللہ کی نعمت سے کم نہیں۔ وہ دنیا میں رہنے کے باوجود دنیا سے دور رہے اور دنیا ان کے پیچھے بھاگ رہی ہے یہی وجہ ہے کہ آج ہزاروں افراد انہیں اپنا روحانی رہبر تسلیم کرتے ہیں۔ باوا سجاد شاہ کی خوبی یہ ہے کہ وہ روحانی دولت سے مالا مال ہیں۔ آج روئے زمیں پر ایسے بہت کم لوگ موجود ہیں جنکی ہر سانس میں اللہ کے ذکر کی خوشبو رچی بسی ہے۔ ہم مسلمانوں کی بد قسمتی یہ ہے کہ آج عالم اسلام روحانی طاقت سے خالی نظر آتا ہے جبکہ برتری اور طاقت کا واحد معیار ظاہری اسباب اور مادی وسائل کی بہتات کو تسلیم کیا جاتا ہے یعنی جس قوم کے پاس کائناتی قوت کے وسائل کے ذخائر جسقدر زیادہ ہونگے وہ اتنی ہی طاقتور ہوگی پہلے برطانیہ اور اس کے بعد روس امریکہ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

مجھے یقین ہی نہیں بلکہ میرا ایمان ہے کہ اگر دنیا میں کوئی ایسی قوم منظر عام پر آجائے جو کائنات کے تمام علوم کے علاوہ قرآن و سنت کی حقیقی وارث ہو اور عشق الٰہی کی دولت سے مالا مال ہو تو وہ قوم پوری دنیا کی قیادت کر سکتی ہے امریکی جیسی سپر پاور کو سرنگوں کر سکتی ہے اور ایسا صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم قرآن و سنت سے رہنمائی حاصل کریں۔ اولیاء کرام کا نہ صرف احترام کریں بلکہ ان سے رہنمائی حاصل کریں باعمل علماء کرام کو معاشرے میں ان کا جائز مقام دیں اور اپنے کردار سے ثابت کر دیں کہ ہم اللہ کی زمین پر واقعی اس کے وارث ہیں اور زمین کی خلافت ہمارا حق ہے۔ ہمارا یہ حق دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی بس جذبہ ایمان صدق عمل کی بات ہے۔ میں کیا لکھوں اور کس کو سناؤں کیا اللہ رب العزت کی روشن کتاب قرآن حکیم اور سیرت رسول عربیؐ کے بعد کوئی کہنے والی بات یا ھدایت باقی رہ گئی ہے۔ دین اور اللہ کی نعمت تو مکمل ہو چکی۔ ہمارے سامنے صرف عمل کا راستہ باقی ہے میں بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں لیکن کسی کے پاس وقت ہی نہیں ہے۔

آئیں! مل بیٹھیں غور و فکر کریں اور اسکے بعد اپنی زندگی کا ایک ایک پل اللہ رب العزت کے حکم کے مطابق انسانیت کی خدمت کرنے میں گزار دیں کہ یہی زندگی ہے یہی بندگی ہے اسی زندگی اور بندگی میں انسان اپنے اللہ کے اسقدر قریب ہو جاتا ہے کہ سب فاصلے مٹ جاتے ہیں اللہ انہیں ہدایت دے جو ہدایت کے قابل ہیں۔

☆☆☆☆☆

اللہ تعالی کا معصوم گوہر نایاب

فلک امیرداد اعوان

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

اللہ تعالی نے یہ کائنات کسی خصوصی مقصد کیلئے تخلیق کی ہے جس کی تعداد، لمبائی، گہرائی، چوڑائی، آبادی، دریاؤں، پہاڑوں، ندیوں نالوں، چرند پرند، حیوان، انسان، فرشتے حسن پودے، فصلیں، درخت، پھول پھل نجانے کتنی چیزیں ہیں ان کو ضبط تحریر میں لانا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے اور بہت سی ابھی تک ہم سے پوشیدہ ہیں جو کہ رب العزت نے سیکنڈوں میں تخلیق کیا اس کو تلاش کرنے اور وہاں تک پہنچنے اور پانے کیلئے ایک مدت گزر گئی مگر کوئی وہاں تک نہ پہنچ سکا انسان جتنا عقلمند بننے کی کوشش کرے سائنسدان بنے یا اپنے آپ کو طاقتور ظاہر کرے وہ عارضی اور فانی ہے۔

لوگ عزت و شہرت، مال و دولت حاصل کرنے کیلئے وقت گزار دیتے ہیں مگر اللہ تعالی کا بھی اپنا قانون ہے وہ خلوص اور محبت سے اسے اور اسکی تخلیق شدہ دنیا کو تلاش کرنے والوں کو سرخرور کرتا ہے اور جب صدق دل سے اللہ تعالی اور انکی کائنات میں چھپے گوہر نایاب تلاش کیلئے جائیں تو بقول شاعر ؎

کسی کے ایک آنسو سے ہزاروں دل دھڑکتے ہیں
کسی کا عمر بھر رونا یونہی بے کار جاتا ہے

اور جو ہستیاں صرف رب العزت اور اس کے پیارے نبیؐ سے عشق کرتے ہیں دنیا سے بیگانہ ہو کر منزل عشق و مستی میں گم ہو جاتے ہیں تو وہ پھر جنگل میں رہیں یا غاروں میں گاؤں میں یا شہر میں وہ اس ناپائیدار دنیا کے بکھیڑوں سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ اپنی

محنت کوشش خلوص اور اللہ تعالی کی خصوصی عنایات سے اپنے رابطے ڈائرکٹ کر چکے ہوتے ہیں لوگ انکی تلاش میں رہتے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی تلاش میں ان تک لوگ ایسے پہنچتے ہیں جیسے پیاسے پانی کی طرف۔ ایسی ہی ہستیوں میں سے ایک شخصیت باوا سید سجاد حسین بخاریؒ صاحب ہیں جن کا تذکرہ برادرم محمد شبیر اعوان سے بہت سنا ہے اور چونکہ ایسے مردان درویش اور فقیروں، مشائخ، مجذوبوں کا ایک ادنی سا غلام ہوں لہٰذا حقیقی لوگوں کو ماننے میں دیر نہیں کرتے ایک بار ملاقات کیلئے برادرم محمد بشیر اعوان کے ساتھ باوا صاحب کے دردولت پر حاضر ہوا مگر وہ تشریف فرما نہ تھے ملاقات نہ ہو سکی آپ کے بارے میں بہت کچھ معلومات ملیں انکی نوازشات اور کرامات کا سلسلہ فیض تو جاری ہے اب یہ نصیب کی بات ہے کہ کون حاصل کر سکتا ہے اور کون نہیں۔

جناب صفدر سجاد سجادی صاحب نے باوا سجاد حسین بخاری کے بارے میں جو کچھ صفحات میں سمیٹ کر تاریخ کا حصہ اور ایک انمول و قیمتی دستاویز ہم سب کیلئے تیار کرنے کی کوشش کی ہے اس پر میں دل کی گہرائیوں سے ان کا شکر گزار ہوں اور دعا ہے کہ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ یہ بہت بڑا اور اہم کام ہے انکی اور ان کے تمام معاونین کی کوششوں اور کاوشوں کو دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم صاف اور سچے مسلمان، غازی، تقوی و جہاد کے علمبردار اور خدمت انسانیت جو افضل ترین عبادت ہے۔ میں اپنا فرض اور حصہ ادا کر سکیں۔ تاکہ اللہ تعالی کے حضور اور اپنے پیارے نبیؐ کے سامنے سرخرو ہو سکیں اور یہی وقت ہے زبانی جمع خرچ کی بجائے عملی بن کر دکھائیں وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ اللہ تعالی ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور ہمیں ایسے گوہر نایاب تلاش کرنے ان تک پہنچنے اور ان سے فیض حاصل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆
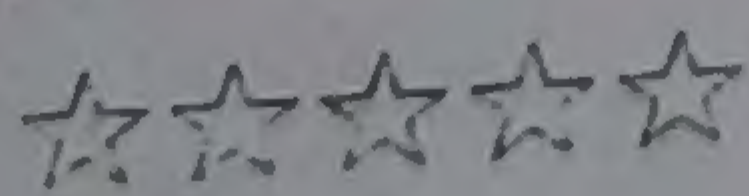
معصوم، مخدوم، جلالی، قلندری، بخاری

حضرت سید سجاد حسین مست قلندر

المعروف لٹڑ کے والی سرکار

قصر سجاد، درمیان گاہی گگانوالہ ضلع چکوال

حضرت سخی سید سجاد معصوم قلندر
منجانب: انجمن خدام اولیاء پاکستان بمقام۔ گاہی گفانوالہ شریف